SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, August 06, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at six minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولٓیک عنھا مبعدون -لایسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خٰلدون- لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملٓکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون- یوم نطوی السمآ کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدًا علینا انا کنا فٰعلین- ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون-

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, August 06, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at six minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولٓیک عنھا مبعدون -لایسمعون حسیسھا وھم فی ما ا شتھت انفسھم خٰلدون- لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملٓکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون- یوم نطوی السمآ کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدًا علینا انا کنا فٰعلین- ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون-

ترجمہ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی

من مانی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے اور انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا اور ان سے فرشتے آملیں گے یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے بے شک ہم پورا کرنے والے ہیں اور البتہ تحقیق ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بے شک زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔

(سورۃ الانبیاء آیات ۱۰۰ تا ۱۰۵)

Mr. Deputy Chairman: We first take up the leave applications.

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر نصیر مینگل ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۴ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہمیں پرانے دس بجے اور نئے دس بجے کا problem ہو رہا ہے۔ جب ہم service میں پہلی دفعہ پارا چنار گئے تو وہ کہتے تھے کہ آپ کو پاکستانی سیر چاہیے یا بڑا سیر چاہیے تو پھر نئے سیر اور بڑے سیر کا مسئلہ ہوتا تھا، ابھی ہمیں اس کی سمجھ آ گئی ہے۔ اب اسی طرح پران کے 10 بجے اور نئے 11 بجے کا ہمیں خیال رکھنا پڑے گا لیکن سینیٹ کے معزز اراکین سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ وقت پر پہنچیں گے and we should all get up early and sleep early. اب ہم میڈم کلثوم پروین کا privilege motion لیتے ہیں۔

Madam please read out the motion.

Privilege Motion

Allegations levelled against a Senator by a Federal Secretary

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین- میں جو اپنا motion move کرنا چاہ رہی ہوں' اس کی تھوڑی سی وضاحت کرتی ہوں کہ 19 جولائی کو Social Welfare کی ایک meeting ہوئی- افسوس کی بات یہ ہے کہ نہ میں اس Committee کی member تھی اور نہ میرے پاس اس قسم کا کوئی portfolio رہا' نہ میں کوئی Minister رہی- اس کی meeting میں just ایک briefing دینے پر میرے نام پر ایک breaking news چلی کہ میری بیٹی نے bank سے advance تنخواہیں 73 لاکھ وصول کیے ہیں- جناب! اتنی بڑی amount کوئی cheque کے ذریعے لی جائے گی اور bank ہی میں جمع ہو گی- میری ایک ہی بیٹی ہے she is married وہ کوئٹہ میں رہتی ہے' Social Welfare کے سیکرٹری نے بڑی کوشش صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کی کہ آیا وہ میری بیٹی ہے یا نہیں- جناب! کسی بھی چیز کی تحقیق کیے بغیر اتنی بڑی خبر کو breaking news بنانا کتنی غلط بات ہے- کیا میں نے کوئی bomb blast کیا تھا' میں نے کوئی چوری کی تھی یا میں نے کوئی بنک لوٹا تھا- اس میں مجھے ذاتی طور پر involve کیا گیا اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہمیشہ لوگ کمیٹیوں میں آتے ہیں' briefing دیتے ہیں' بات ہوتی ہے- جناب! اسے Privilege Committee کو refer کیا جائے اور اس کی مکمل تحقیق کی جائے کہ میرا جو media trial کیا گیا ہے اس کے پیچھے کون سے لوگ اور کون سے ہاتھ تھے اور وہ کیوں میری بے داغ عزت کو اس طرح داغ لگانا چاہتے تھے؟

جناب! میں نے نہایت عزت اور respect کے ساتھ اس ہاؤس میں چھ سال گزارے ہیں- سب سے پہلی چیز انسان کی عزت ہے' باقی تمام چیزیں secondary ہیں- مجھے اس چیز کا بڑا ذہنی shock پہنچا ہے- میں اور میری فیملی انتہائی disturb ہوئے ہیں- آپ اس وقت چیئرمین بھی ہیں' میرے صوبے سے بھی ہیں اور میرے بھائی بھی ہیں' برائے مہربانی اسے privilege committee کو refer کریں اور اس کی مکمل تحقیق کرانے کے بعد مجھے report دی جائے کہ آیا اس کے پیچھے جو ہاتھ ہیں وہ مجھ سے کیا چاہ رہے ہیں؟

جناب! ایک اور بات آپ کی information کے لیے کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے Secretary Social Welfare G.M. Sikandar نے ایک threatening phone کیا ہے کہ

آپ کہہ دیں کہ یہ میری بیٹی ہے ورنہ میں آپ کو FIA میں بھیج دوں گا۔ جناب! جو خود corruption کر کے سیکرٹری آیا ہو وہ میرے متعلق ایسی بات کرے۔ جناب! ہم سب colleagues ہیں۔ اگر آج آپ میری عزت کا خیال نہیں رکھیں گے تو کل ہم بھی آپ کے لیے بات نہیں کریں گے۔اسے فوری طور پر کمیٹی کے سپرد کر کے تحقیق کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مخدوم صاحب ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ ایسی بات کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے' وہ ہماری support کریں گے۔ اعوان صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: جناب چیئرمین! I on my own behalf and on behalf of my party کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت غلط رویہ ہے' uncalled for ہے اور جو service of Pakistan ہے اس کے حوالے سے دو باتیں بڑی important ہیں جس طرح آپ نے observation بھی دی۔ پہلی یہ ہے کہ important efficiency is important for the service of people from the service of Pakistan. دوسرا discipline ہے that is also requirement or pre-requisite or *sine qua non* before taking somebody in the service of Pakistan. میں اس privilege motion کی حمایت کرتا ہوں۔ اسے لازماً کمیٹی کے پاس جانا چاہیے اور investigate ہونا چاہیے' بلکہ vindication ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ privilege committee کے پاس جا رہا ہے اس لیے میں اپنے remarks محدود کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے کہ مخدوم صاحب کچھ کہیں' میرا خیال ہے کہ refresher course ہونا چاہیے اور END rules تمام افسران کو پڑھائے جانے چاہیں۔ یہ بالکل بھول گئے ہیں کہ سروس کے END rules بھی ہوتے ہیں۔ جی مخدوم صاحب۔

مخدوم شاہ محمود قریشی (وزیر برائے خارجہ امور): جناب چیئرمین! since I am here, I will respond. Leader of the House بھی تشریف لے آئے ہیں لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ جو محترمہ سینیٹر صاحبہ نے ذکر کیا ہے' مجھے افسوس ہے کہ ان کی دل

آزاری ہوئی ہے اور ایسا یقیناً نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں کوئی بات کرنے اور جملہ کسنے سے پہلے ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیے۔ مجھے ان کے جذبات کا پورا احترام ہے اور پوری ہمدردی ہے۔ حکومت ان کے ساتھ پوری ہمدردی رکھتی ہے۔ اس معاملے کی چھان بین ہونی چاہیے اور ان کو مطمئن ہونا چاہیے۔ کسی سرکاری اہلکار کو، کسی منتخب نمائندے سے یہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ جہاں منتخب نمائندوں کا فرض ہے کہ وہ سرکاری اہلکاروں کی عزت اور احترام کریں وہاں ان کا بھی فرض ہے کہ وہ منتخب نمائندگان کے استحقاق اور ان کی عزت و وقار کا خیال رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ اس معاملے کو privilege committee کو refer کریں اور آپ Chief Minister Balochistan سے بھی بات کریں، ہم خود بھی بات کریں گے کہ اگر اس طرح ان کے Secretaries لوگوں سے پیش آئیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں، جی۔ ایم۔ سکندر فیڈرل سیکرٹری ہے۔ بلوچستان کا سیکرٹری اتنی بڑی غلطی نہیں کرتا۔ ابھی تک ادھر ہماری روایات بہت مضبوط ہیں۔ جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف)، جناب! اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ bureaucracy کی طرف سے تو پہلے بھی ایسی شکایات ہمیں رہی ہیں۔ اس میں غیر ذمہ داری کا بھی ثبوت دیا گیا ہے۔ یہ meeting sub committee on Social Welfare کی تھی جس کے convenor میرے فاضل دوست انور بیگ تھے۔ جب ہماری معزز ممبر صاحبہ کے متعلق ایک report آئی تھی تو انہیں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے تھے۔ میں نے اس کی ان سے شکایت بھی کی ہے اور ذاتی طور پر انہیں کہا کہ انہیں سب سے پہلے اس معاملے کی تصدیق کرنی چاہیے تھی کہ جس خاتون کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے وہ واقعی کلثوم پروین کی بیٹی ہے یا نہیں۔ اتنا ہمارا ظرف ہونا چاہیے کہ ہم کھلے دل سے ایسے واقعے کی تصدیق کرلیں۔ انہوں نے تصدیق کیے

بغیر ایک press conference کر لی۔ یہ سب سے زیادہ افسوس کی بات ہے۔ آپ کے سامنے میڈم on the floor of the House تردید کر رہی ہیں لیکن اگر واقعی ان کی real daughter ہوتیں بھی تو ان کو کم از کم یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ اصل حقائق کیا ہیں، sort out کر لیتے، ان کو بلوا لیتے، مجھے بلوا لیتے اور پھر محکمے سے بھی اس کی تصدیق ایک مرتبہ پھر کروا لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہوگا، جو غلط رپورٹ پیش کی گئی ہوگی، اس کے پیچھے بھی ایک سازش ہوگی اور پارلیمنٹ کو بدنام کرنے کی سازش ہوگی۔ یہ تمام سینیٹرز کا privilege ہے، یہ صرف محترمہ کلثوم پروین کا privilege نہیں ہے۔ یہ تمام سینیٹرز کا اور اس House کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کے اوپر ہمیں بڑی سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔ میں یقین کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان بھی اس پر انہی جذبات کا اظہار فرمائیں گے۔ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کو sort out کیا جائے۔ میں ایک مرتبہ پھر پرزور مذمت کرتا ہوں کہ جی ایم سکندر نے اگر ان کو ٹیلی فون کیا یا کوئی message بھیجا ہے، یہ ناقابل برداشت چیز ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہییں۔ کرنل طاہر مشہدی please یہ ساری چیزیں نوٹ کرتے جائیں۔ سینیٹر پری گل صاحبہ۔ خواتین کا مسئلہ ہے، women gender کو بھی بولنے کا موقع دیں۔

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں نے جب یہ بات سنی تو مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایوان بالا ہے، اور آج ایوان بالا کا یہ حشر ہے کہ ایک سیکرٹری ایک سینیٹر کو اٹھ کر اتنی بڑی دھمکی دیتا ہے کہ میں تمہارے خلاف ایف آئی آر کٹواؤں گا۔ اس کی اتنی جرات۔ دوسری بات یہ کہ اس چیز کی انکوائری کروائیں کہ یہ پٹیاں ٹی وی پر کس نے چلائی ہیں اور اتنی بدنامی کس نے کی ہے۔ اس سے صرف کلثوم کی بدنامی نہیں ہوئی، یہ ہم سب خواتین بلکہ پورے سینیٹ کی بدنامی ہے۔ سینیٹر چاہے یہاں بیٹھے ہوں یا وہاں، اگر اس طرح پٹیاں چلتی رہیں اور سینیٹرز کو بدنام کیا جاتا رہا، تو یہ صرف سینیٹرز کی نہیں پوری قوم کی بدنامی ہے۔

جناب چیئرمین! اگر یہ سچ بھی ہوتا تو کم از کم ایک طریقہ کار اپنانا چاہیے تھا' وہ اس کو بلاتے' بلا کر پوچھ لیتے مگر یہ کیا ہو رہا ہے؟ اپنی چوریاں چھپا کر دوسروں کو اتنے برے طریقے سے پیش کرتے ہیں کہ بندے کو دکھ ہوتا ہے۔ کم از کم آپ بلوچستان کے ہو' میں آپ سے request کروں گی-----

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہم صرف بلوچستان کے نہیں ہیں ہم پاکستانی ہیں' ہم وہی کریں گے جو ہمارا دین اجازت دیتا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، دیکھیں' یہ بہت غلط بات ہے' آج یہ پٹی چلی ہے' کل اور چلیں گی' اللہ کے واسطے اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اور جس نے بھی یہ کام کیا ہے اس کو اتنی بڑی سزا دی جائے تاکہ دوبارہ اس کو جرأت نہ ہو کہ وہ کسی ایم این اے یا سینیٹر کو دھمکیاں دے اور ان کے خلاف پٹیاں چلائے۔ میں اس بات کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور ہم تمام خواتین اس پر پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ کرتی ہیں کیونکہ ہماری بے عزتی ہوئی ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کی خواتین سینیٹرز اور بعض مرد سینیٹرز نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

جناب ڈپٹی چیئرمین، خواتین token walk out کر کے واپس آجائیں۔ جی میڈم گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب چیئرمین! میں یہ suggestion دینا چاہتی ہوں کہ-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، کچھ کہنا چاہتی ہیں' کہنے دیں ان کو۔ معاملہ ایسا ہے' خواتین کے معاملے میں حساس ہونا چاہیے۔ خیال سے بات کریں گھر جانا ہے کہ نہیں جانا۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب چیئرمین! میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ ruling دیں کہ جی ایم سکندر کو suspend کیا جائے' اس کے بعد تحقیق کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ تو Privilege Committee ہی کرے گی۔ Thank

you Madam. آپ جائیں جو protest ہے that has been taken note of آپ واپس منا کر لے آئیں۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف، چیئرمین صاحب! میرے خیال میں sense of the House is very clear that we should send it to the Privileges Committee and let the Privileges Committee look into the whole issue.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہاؤس اس پر متفق ہے کہ Privileges Committee میں اس معاملے کو جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ رضا ربانی صاحب بھی اسی لیے wait کررہے تھے کہ وہ اپنی بات کرسکیں۔ ہم گاؤں کے دیسی لوگ کہتے ہیں کہ غبار نکالنے دو، پھر فیصلہ کرتے ہیں۔جی رضا ربانی صاحب۔

Mashhadi sahib, get ready, take note of whatever has been said because you are the Chairman of Privileges Committee.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): Mr. Chairman! he is taking note

میرا خیال ہے کہ Privilege Motion جو move ہوا ہے، نہایت ہی افسوس ناک ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ Privilege Motion کا normal طریقہ کار یہی ہوتا ہے کہ mover move کرتے ہیں اور اگر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی objection نہ ہو تو وہ Privileges Committee کو بھیج دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ I apologize, I was in the chamber مائیک on نہیں تھا — that is why I was a little late. But the honourable Minister has already conceded that it be referred to the Privileges Committee.

اس پر پھر اتنی بحث کروانی اور واک آؤٹ کا جواز نہیں بنتا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن privilege motion

move کرنے کے بعد وہ جو "تیزی" آ گئی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب، وہ بات بھی فلور پر ہوئی ہے، ہم نے بھی اس کو condemn کیا ہے اور obviously that would also be considered in the Privileges Committee. We condemn this act but میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس کو تھوڑا سا streamline کرلیں تو مناسب رہے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بابر اعوان صاحب، please آپ بھی چلیں Leader of the House کے ساتھ چلیں members کو لانے کے لیے۔ جی کرنل طاہر مشہدی صاحب۔ The matter is going to be referred to you. All terms of reference بنالیں۔ There are two questions to it ایک پہلے والا incident ہے، second is then threatened on the phone.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Right sir, that will be done. My purpose of standing up is regarding my point of order which is pending for the last three days. It is a matter of great importance. I just need one minute.

This is regarding something which is very very tragic that is happening to the city of Karachi. It is that monster, KESC, which has to be tamed because every monster created always turns on to his masters and this monster has turned on our masters. The people of Karachi, especially during these rain suffered days the worst in their history. There are areas in Karachi, specially in the outskirts of Karachi, which are the poorer areas of Karachi, that were without electricity for three days and three nights. Mr. Chairman, can you imagine the misery suffered by the poor people, specially the poorer segments of the

population and there was no attention whatsoever given to this important aspect. The Minister seems to be oblivious to the sufferings of the people of Karachi.

جناب ڈپٹی چیئرمین، واٹر اینڈ پاور کے منسٹر بھی آرہے ہیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: The Minister of Darkness or whatever Water and Power you may call him, but as far as the people of Karachi are concerned, we are living in perpetual darkness. We are suffering, the children are suffering, families are suffering. It is inconceivable that this monster, this KESC is being given subsidies. It is a privatized organization and God knows what is happening there. Sir, we need a complete and a thorough statement on the floor of this House as to what is going on in Karachi? Are we going to get any improvement, are the people of Pakistan going to get any improvement or do we have to suffer perpetually? Are we just there to suffer?

Mr. Deputy Chairman: Thank you, I have taken a note of it. Thank you. Owing to the sense of the House and consent of Leader of the House and everybody, the matter of Senator Kalsoom Parveen, is being referred to the Privileges Committee

اور اس terms of reference میں first portion بھی نہیں بلکہ second, the threatening of the Senator that will also be taken up. Thank you.

دوسرا privilege motion ہے جناب لیاقت بنگلزئی کا۔ Please move the motion.

Contemptuous Attitude of D.G. P.B.C

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسا کہ جناب چیئرمین آپ کے علم میں ہے کہ being Chairman of Standing Committee on Information and Broadcasting مختلف لوگوں کے ساتھ ہمارا interaction ہوتا رہتا ہے۔ لوگ میرے پاس آتے رہتے ہیں، ان کے مسائل ہوتے ہیں۔ ان مسائل کو take up کیا جاتا ہے پھر اس سلسلے میں اکثر و بیشتر جو concerned officials ہوتے ہیں، ان سے میرا رابطہ رہتا ہے۔ مگر جناب چیئرمین! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ چوبیس جولائی کو ایسے ہی کسی کیس کے سلسلے میں، میں نے جب Director General, PBC کو ٹیلی فون کیا، بار بار میں نے ٹیلی فون کیا، ان کی طرف سے کوئی response نہیں ملا۔ تب اس کے تین دن کے بعد میں نے مجبوراً یہ privilege motion جمع کرائی۔ Meanwhile میری ان سے بات بھی ہوئی لیکن انہوں نے بڑا گستاخانہ رویہ اپنائے رکھا۔ انہوں نے even یہاں تک کہا کہ مجھے فرصت نہیں کہ میں کسی کے پاس آؤں اور ان matters کو discuss کروں۔

I beg to move a privilege motion arising out of an irresponsible and contemptuous attitude of newly appointed Director General (Mr. Ghulam Murtaza Solangi) of Pakistan Broadcasting Corporation. I made several telephone calls in the capacity of Chairman, Senate Standing Committee on Information and Broadcasting to get information on several important issues concerning P.B.C. but the D.G. did not bother to even respond to my calls. I also suggested that he may discuss some issues in my office on 24th July, 2008 and I waited for him till 03.00 p.m. but his attitude was very harsh and contemptuous. It is not only my own breach of privilege but also of this august House.

I, therefore, move that this motion may be referred to the

Committee on Rules of Procedure and Privileges for an appropriate action against the delinquent official. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Deputy Chairman: Not opposed. The matter is referred to the Privileges Committee. Now, we will lay down some reports. Item No. 2. Senator Muhammad Amjad Abbas.

Laying of Reports

Senator Muhammad Amjad Abbas: I, Chairman, Standing Committee on Food, Agriculture and Livestock to present report of the Committee on the organizational deliberations, equity, loans and policies of ZTBL, slaughtering of livestock, marketing of their products, critical review of Korangi Fisheries Harbour Authority/Marine Fisheries Department.

Mr. Deputy Chairman: The report stands laid. Next item No.4.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to lay before the Senate the Annual Report of National Public Safety Commission, 2006, as required under Article 92 (3) (g) of the Chief Executive's Order No. 22 of 2002 (Police Order).

Mr. Deputy Chairman: The report stands laid. Now, we take up Call Attention Notice. Senator Ilyas Ahmed Bilour.

(At this stage (Mr. Presding Officer) Senator Dr. Safdar Ali Abbasi took

the Chair)

(Desks thumping)

Mr. Presiding Officer: Thank you. Yes Senator Ilyas Ahmed Bilour.

Call Attention Notice

Colossal loss to Government Exchequer through export of Petroleum products

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, it is requested that this call attention notice may kindly be immediately placed before the House as it is a matter of extreme public importance which is causing colossal financial loss to the Government of Pakistan by issuing permissions to different parties to export Petrol, Diesel and Kerosene Oil via land route from Pakistan to Afghanistan allowed by the Federal Board of Revenue under Para 8(1) of the SRO. 1021(1)/2007 dated 8th October 2007 (Export Policy Order 2007), which is reproduced as under:-

8. Exports to Afghanistan and through Afghanistan to Central Asian Republics:-

(1) In Pak Rupees. Subject to provisions of sub-paragraph (1) of paragraph 4, export of all commodities produced or manufactured in Pakistan excluding those manufactured in manufacturing bonds, shall be allowed via land route, against Pak-rupee on filing of regular shipping bills without Form 'E'. Such exports shall not be entitled to (i) zero rating

of Sales Tax on taxable goods, (ii) rebate of Central Excise Duty; and (iii) repayment or drawback of Customs-Duty.

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تین وزارتوں نے letter دیے ہیں، وہ میں نے ساتھ لگائے ہیں ' Ministry of Commerce, Ministry of Petroleum and Federal Board of Revenue نے ایک آدمی کو rebate دی ہے۔ چودہ لاکھ لٹر ہمارا ڈیزل انہوں نے سمگل کیا ہے۔ میں نے وہاں boldness دکھائی ، خود پریس کانفرنس بھی کی اور میں نے چیمبر سے ان کو certificate دینا چھوڑا اور ان کو چیمبر کی طرف سے letter لکھا اور یہ stop ہوا۔ جن تین افسروں نے یہ غیرقانونی کام کیا ہے ، یہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور ان افسروں کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ why this has been done.

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب والا! اس وقت تین افسروں کے illegal کام کا تو میں نہیں کہہ سکتا

whether it was legal or illegal. But if he wants this issue to be taken in the Standing Committee, I have no objection of it being referred but I would not go alongwith the assertion that some illegal work has been done by three officers but if the honourable Senator wants a further probe into the matter and wants the question to be discussed in the Committee ,to that extent I have no objection

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین ! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ معزز ممبر نے جس تشویش کا اظہار کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے ثبوت بھی دیے ہیں اور violation نظر آ رہی ہے تو اگر قائمہ کمیٹی اس کو sort out کرے تو اچھی بات ہے کیونکہ لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر بابر اعوان۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Sir, I just wanted to

welcome you in this Chair.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: I also welcome you sir.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں 1994 سے سینیٹ میں مجھے بارہ سال ہوئے ہیں and this is my first opportunity to sit in this Chair. میں تو ساری زندگی وہاں سے Chair کے ساتھ لڑتا ہی رہا ہوں۔ آج آپ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں، یہ میں دیکھتا ہوں۔ڈاکٹر صاحب۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Secondly sir, there is a resolution which was submitted by me regarding OGRA's affairs. It is an old resolution and if the committee is constituted on Mr. Bilour's issue, I would like to be associated with the same because I have certain details on the same and I can assist this committee on that issue.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وہ پیٹرولیم کمیٹی کی طرف آپ دینا چاہتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس issue کی طرف جانا چاہیں تو میرے خیال میں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہر سینیٹر کمیٹی میں جا سکتا ہے۔ میں سیکرٹریٹ کو بھی کہہ دوں گا کہ جب بھی یہ issue اٹھے تو پیٹرولیم سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو بھی اس میٹنگ کے اندر بلائیں۔

Senator Dr. Zaheer-uddin Babar Awan: Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اس کو میں refer کر دوں۔

In view of what Mr. Raza Rabbani, Leader of the House has said this matter is referred to the Standing Committee on Petroleum for further discussion and further approval.

جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! میں صرف آپ کو مبارکباد دینا چاہ رہا تھا کیونکہ مجھے یہ

تجربہ رہا ہے بطور چیئرمین اور بطور لیڈر آف دی ہاؤس اور آپ کے ساتھ تعلق واسطہ بھی رہا ہے لیکن آپ کسی کی بھی زندگی کو بالکل بے بس کر سکتے ہیں بطور چیئرمین سینیٹ کے تو لہٰذا میں تو آج یہ کہوں گا کہ کسی نے بڑی خوبصورتی سے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وسیم صاحب کے ساتھ میرا بہت اچھا تعلق رہا ہے۔ میں نے ہمیشہ ان کی بہت زیادہ دل سے عزت کی ہے اور انہوں نے بھی مجھے بولنے کا بہت موقع دیا ہے۔ جناب! بہت مہربانی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب وسیم سجاد صاحب تو اس پنجرے میں بڑی مدت رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بڑی مدت رہے ہیں۔ میرا زیادہ عرصہ ان کے ساتھ اسی پنجرے میں رہا ہے۔ میں سامنے ہوتا تھا۔ جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، پرسوں ایک point of order پر ہم نے بات کی تھی اور ہمارے سینیٹ میں صحافیوں کی لابی کی طرف سے بھی واک آؤٹ ہوا تھا۔ "جناح" اخبار کے فوٹو گرافر پر تشدد اور اسے محبوس رکھنے کے بارے میں تو اس میں ابھی اطلاع ملی ہے کہ باوجود اس کے کہ لیڈر آف دی ہاؤس نے، ان کا شکریہ کہ انہوں نے ذاتی دلچسپی لی اور انتظامیہ کے ساتھ بات بھی کی لیکن اس کا result یہ نکلا کہ صحافی کے خلاف انہوں نے FIR درج کر دی۔ جب متعلقہ پولیس آفیشلز کے ساتھ بات کی گئی اس کے متعلق تو انہوں نے counter FIR درج کرنے سے انکار کر دیا۔ ابھی تک جو position ہے وہ یہ ہے کہ پولیس اس صحافی کو دوبارہ طلب کر رہی ہے اور threat کر رہی ہے۔ کوئی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ مسئلہ کیا ہے حالانکہ بڑی سیدھی سی بات تھی اگر یہ صحافی حضرات کو اس طریقے سے زد و کوب کرنا شروع کریں گے۔ ایک open House ہے اس کو اس کی کوریج کی اجازت ہوتی ہے۔ زیادتی یہ تھی کہ جو شکایت میڈیا کے پاس آئی اور "جناح" اخبار کے پاس آئی وہ یہ تھی کہ چھٹی والے دن خواتین اساتذہ کو بلوایا گیا تھا۔ اس پر ان کو اطلاع ملی۔ یہ وہاں پر کوریج کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں پر ان کو دھکے دینے کی کوشش کی گئی، باہر نکالنے کی کوشش کی گئی، انہوں نے اعتراض کیا تو پھر ان پر

تشدد کیا گیا اور پکڑ کر بٹھا لیا گیا۔ پھر تھانے میں دے دیا۔ ساری زیادتی کے بعد اس ہاؤس میں یہ بات آئی اور ہمارے دو اراکین جو ہیں بلور صاحب اور کاکڑ صاحب وہاں پر تشریف لے گئے۔ ان کی صحافیوں کے ساتھ بات چیت ہوئی، ان کو تسلی دی گئی اور انہوں نے واک آؤٹ ختم کیا۔ میاں صاحب نے SSP کے ساتھ بھی بات کر لی لیکن اب پوزیشن یہ ہے کہ آج صبح بھی اس صحافی کے گھر پولیس گئی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسئلہ یہ ہے کہ صحافیوں کی جو FIR ہے وہ درج نہیں کی جا رہی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی ہاں۔ میرے خیال میں اس کو ذرا ان کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ اگر ان کی طرف سے پھر واک آؤٹ ہوا تو پھر ہمارے ممبران جائیں گے۔ میرے خیال میں یہ ضروری ہے کہ اس پر کوئی بات ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! جب ہاؤس میں یہ issue raise ہوا تھا تو اس کے بعد سے میں constant touch میں ہوں۔ میری سیکرٹری داخلہ سے بھی بات ہوئی ہے۔ IGP and SSP سے بھی بات ہوئی ہے۔ "جناح" اخبار کے نمائندے بھی میرے دفتر میں موجود تھے اور سینیٹر الیاس بلور صاحب بھی وہاں پر موجود تھے اور ان کی SSP سے بھی بات ہوئی ہے۔ ابھی ہاؤس میں آنے سے پہلے بھی SSP کا مجھے فون آیا ہے۔ What has actually transpired is اور وہ ایک جو فوٹو کاپی جناح اخبار کے نمائندے کو ملی ہے وہ شاید clear نہیں تھی۔ ابھی دوسری کاپی آ رہی ہے۔ FIR چونکہ first in time صحیح یا درست ہو۔ First in time جو رپورٹ تھی وہ ڈائریکٹر کی آئی ہے لیکن جو FIR کٹی ہے اسی FIR کے اندر کالم نمبر ۳ میں cross FIR کی بھی دفعات ہیں اور اسی FIR کی جو چار آخری سطریں ہیں اس میں یہ بات detail میں دی گئی ہے کہ اس کا ایک cross FIR بھی ہے جس میں یہ یہ دفعات لگی ہیں۔ پھر جو ضمنی رپورٹ ہے، جو اس FIR کا حصہ بنی ہے اس میں پورا واقعہ ان صحافی بھائیوں اور دوستوں کا شامل ہے۔ ابھی وہ مجھے Fax ہو رہی ہے۔ وہاں پر شاید electricity کا کچھ

problem تھا' اس لئے وہ ابھی تک Fax نہیں ہوئی۔ میں اپنے صحافی دوستوں اور بھائیوں سے touch میں ہوں۔ وہ جیسے ہی آتی ہے تو ان کی میں مکمل تشفی کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ wait کرلیں اور وہ رپورٹ آنے دیں۔ جیسے لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا ہے۔ جی پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کامران میرے چھوٹے بھائی ہیں اور میں دل و جان سے ان کا بہت احترام کرتی ہوں۔ ہمارے اپنے بھی بہت اچھے تعلقات ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میرا ایک اچھا اور پیارا وکیل بلوچستان کا ہے۔ میں ابھی کی نہیں' شروع سے ہی اس کو بھائیوں سے زیادہ پیار کرتی ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! آج ہی اخبار میں پورے سینیٹ کی بے عزتی ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ پرویز مشرف جو ہمارے صدر پاکستان ہیں' انہوں نے تمام سینیٹرز کو اڑھائی' اڑھائی کروڑ روپے دیے ہیں۔ اڑھائی' اڑھائی کروڑ روپے دے کر وہ ووٹ لے کر صدر بنا ہے۔ جناب! اس سے پورے سینیٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اس میں' میں بھی آتی ہوں اور آپ بھی آتے ہیں۔ اس میں وہ خود بھی آتا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں شاید نہیں ہوں۔ میں نے ان کو ووٹ نہیں دیا۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں' مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ صرف سینیٹ کی بات نہیں ہے پورے پاکستان کی بے عزتی کی بات ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میری بات تو سنیں آپ لوگ۔ Please آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دیکھیں اگر آپ سمجھتی ہیں کہ اس میں اگر کوئی ایسی بات آئی ہے تو آپ formal motion move کر سکتی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے مگر اس طرح point of order پر اٹھ کر آپ کچھ کہیں گی اور اس کا وہ cross جواب دیں گے تو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ---------

سینیٹر آغا پری گل: یہ اخبار میں آیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اسی اخبار کو base بنا کر آپ ایک Motion move کریں، اگر آپ سمجھتی ہیں کہ breach of privilege ہوا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ ایک formal Motion move کریں، میں آپ کو اجازت دے دیتا ہوں۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اب چونکہ میرا نام آیا ہے اس لیے مجھے جواب دینے دیں۔ جناب والا! جو کچھ میں نے کہا تھا، اس floor پر کہا تھا، میں اس کو own کرتا ہوں اور میں نے سینیٹرز کی بات نہیں کی تھی، میں نے ممبرز کی بات کی تھی۔ اس کو کمیٹی میں refer کر دیجیے، میں وہاں پر prove کروں گا کہ کس کس کو پیسے دیے گئے ہیں۔ جن لوگوں کو میں جانتا ہوں، میں اس کمیٹی میں ان کا نام لوں گا۔ مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی ذاتی طور پر پتا ہے کہ کس کس کو پیسے دیے ہیں اور وہ کس طرح صدر elect ہوئے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سردار جمال خان لغاری، ان کو آج یاد آیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ہمیں تو یہ بات اس وقت بھی یاد تھی۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، یہ بڑا اہم معاملہ ہے اس کو کمیٹی میں refer کرنا چاہیے۔ قوم کو پتا چلنا چاہیے کہ کس کس نے منہ کالا کیا ہے اور کس نے منہ کالا کروایا۔ یہ قوم کو پتا چلنا چاہیے یہ قوم کا حق ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ مہربانی کرکے بیٹھیے۔ کامران صاحب please آپ بیٹھیے۔ حاجی صاحب please, please, please آپ بیٹھیے۔ دیکھیے میری بات سنیں۔ دیکھیں ایسی چیزیں off the cuff نہیں ہونی چاہئیں۔ بیگم صاحبہ! آپ مہربانی کرکے ذرا میری طرف متوجہ ہوں۔ دیکھیں ایسی چیزیں off the cuff آپ نہ کریں۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ کوئی ایسی

بات ہوئی ہے تو آپ Motion move کریں جو طریقہ کار ہے۔ اب میں کمیٹی کو کیا refer کروں۔ آپ ایک formal Motion move کریں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اگر بیگم صاحبہ سمجھتی ہیں کہ اس میں کسی کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک formal Privilege Motion move کریں۔ جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا : گزارش یہ ہے کہ جہاں تک محترمہ پری گل آغا صاحبہ اور ہمارے دوسرے معزز اراکین کی طرف سے اعتراض اٹھایا گیا اس کی جو اصل spirit ہے اس کو دیکھا جانا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ ------ آپ ہر وقت interrupt نہ کیا کریں ورنہ آئندہ میں آپ کو بولنے نہیں دوں گا۔ آئندہ جب بھی آپ بولیں گے تو میں آپ کو interrupt کروں گا (یہ الفاظ انہوں نے سینیٹر حاجی عدیل کو مخاطب کرکے کہے)۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا : آپ کو پارلیمانی روایات کا علم ہونا چاہیے۔ آپ کس طریقے سے بات کرتے ہیں۔ جناب والا! ان کو طریقہ کار سمجھائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : حاجی صاحب! please آپ بیٹھ جائیں۔ جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا : یہ ہمارے ہاؤس کو غیر سنجیدہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب۔

Mr. Presiding Officer: Please order in the House. Leader of Opposition

بول رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا : میں یہ گزارش کر رہا تھا، ہوسکتا ہے کہ ان کی allegation درست ہو۔ وہ بڑے وثوق کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔ اخبار میں بھی آیا اور انہوں نے جو allegation لگایا ہے وہ آج دوبارہ اس کی تصدیق فرما رہے ہیں اور وہ وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ میں ثابت کر سکتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ یا تو اس floor پر وہ نام بتائیں جنہوں نے یہ کچھ کیا، یہ منہ کالا کیا، یہ ان کے نام بتائیں، ابہام نہ create کریں کیونکہ یہ ابہام ان کے دامن پر

ایک داغ لگا رہا ہے کیونکہ وہ ایسی شہادت پیش کر رہے ہیں اور وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں جیسا کہ ان کے سامنے یہ کالے کرتوت ہوتے رہے ہیں یعنی وہ اس گھناؤنے جرم میں شریک ہیں۔ لہذا وہ نام بتائیں اس floor پر otherwise ہم Privilege Motion move کریں گے اور ان کو جواب دینا پڑے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، بالکل move کریں ۔ آپ Privilege Motion move کریں اور اگر وہ کمیٹی میں جاتا ہے تو کامران صاحب بھی تیار ہیں اس کا جواب دینے کے لیے ۔ میرے خیال میں let us move forward. Item No.4, debate continue ہے

"The House may discuss the external factors relevant to the integrity and security of the country." میرے خیال میں نثار میمن صاحب نے بولنا ہے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، جناب والا! میری بات کل ادھوری رہ گئی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، آپ کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔ جی ٹھیک ہے پہلے مولانا راحت حسین صاحب۔

Commenced Motion Under Rule 194: Further Discussion on the External Factors Relevant to the integrity and Security of the Country

سینیٹر مولانا راحت حسین ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کل ملکی صورتحال پر بحث ہو رہی تھی۔ جناب چیئرمین! اگر آپ ہاؤس کو متوجہ کریں۔

Mr. Presiding Officer: Please order in the House.

سینیٹر مولانا راحت حسین ، کل تفصیل سے گفتگو ہوئی اور آج بھی ملکی صورتحال کے حوالے سے تفصیلی بات ہوگی۔ خارجہ پالیسی کے حوالے سے ہم نے بات کی کہ اس ملک کی آزاد خارجہ پالیسی ہونی چاہیئے۔ Intelligence اداروں کے متعلق بھی ہم نے بات کی کہ یہ ملک کی ضرورت ہیں لیکن ان کو اپنی حدود میں رکھنا چاہیے۔ دہشت گردی کے حوالے سے بات ہوئی۔ جناب چیئرمین! یہ بات ابھی تک ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہ جو جہاد کا فلسفہ ہے اس کو بیرونی قوتیں دہشت گردی میں convert کر رہی ہیں اور خود ساری دنیا میں دہشت پھیلا رہی

ہیں جس کا ایک ردعمل سامنے آ رہا ہے۔ ان کی پیدا کردہ پالیسیوں کے نتیجے میں لوگ انتہا پسندی کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کی روشن خیال پالیسیوں نے اس ملک کو یورپ اور مغرب بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اگر پاکستان کے اندر یا کسی اورمسلم ملک میں کوئی معمولی واقعہ پیش آجائے تو یورپ اور مغربی قوتیں اس کو دنیا کے سامنے بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہیں لیکن یہ اپنے گریبانوں میں نہیں جھانکتے۔ ان کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہے کہ اسرائیل جو کچھ کر رہا ہے ' عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے' کشمیر کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے' افغانستان کے اندر' صومالیہ میں' سوڈان یا جتنے بھی مذہبی اورمسلم ممالک میں ہو رہا ہے اس نے ان کی عزت و ناموس کو پامال کر رکھا ہے۔ آج امریکہ کی پالیسیوں کی وجہ سے صدر بش ایک قاتل کے طور پر سامنے آیا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہماری ایجنسیوں پر وہ انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ پاکستان کے انٹیلی جنس ادارے اور یہاں کے لوگ ان کو ثبوت فراہم کر رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ زیادتی ہے۔ ایف بی آئی کے غنڈے' ان کے ایجنٹ پاکستان کے اندر' ہمارے ہمسایہ ممالک کے اندر اپنے سارے نیٹ ورک کے ساتھ موجود ہیں۔ ایف بی آئی نے چھ سو بندوں کو پاکستان سے چھ چھ ہزار ڈالر میں خریدا' وہ آج بھی گوانتاناموبے اور بعض نامعلوم مقامات پر موجود ہیں۔ اس کا ایک ثبوت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا کیس ہے جو کراچی سے گرفتار ہوئی اور زخمی حالت میں بگرام ائرپورٹ پر اس کو رکھا گیا۔ میں آپ کے توسط سے درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ راجہ داہر نے ایک مسلم بیٹی کی بےحرمتی کی تو محمد ابن قاسم نے آکر اس کو تہہ و بالا کیا اور ان کا تختہ دھڑن کر دیا۔ آج ہمارے ملک سے مسلم بیٹی کو' ایک پڑھی لکھی بیٹی کو' ایک ڈاکٹر کو اٹھایا جا رہا ہے اور وہاں پر اس کو ٹارچر کیا جا رہا ہے۔ خود ان کے بیانات ہیں کہ ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا گیا۔ اس سے ہمارا سر شرم سے جھکنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! ایف بی آئی کو آزادی ہے ' خاد' موساد اور کے جی بی کو آزادی ہے' را کو آزادی ہے۔ ہمارے انٹیلی جنس ادارے جو اپنے ملک کی sovereignty کا خیال رکھتے ہیں ان پر ہم خود انگلی اٹھائیں اور انہیں ان کے منہ میں ڈال دیں۔ یہ پہلے حکمرانوں کی بھی کارستانی ہے کہ ہمارے ڈاکٹر قدیر کو بھی انہوں نے غیر ملکیوں کے ہاتھ میں دیا' ہماری ایجنسیوں کو بھی ان کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔ جناب

چیئرمین! یہ بھی کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اہم اور مخصوص ادارے جو ہماری حفاظت کی ضمانت ہیں؛ ان اداروں کا visit غیر ملکیوں سے کروایا گیا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم سب اپنے راز دوسروں کے سپرد کر دیں۔ راز کو راز میں رکھنا چاہیے۔ (عربی) جو اپنے راز کو راز رکھے وہ کامیابی تک پہنچ جائے گا لہذا ملک کے راز کو افشا کرنا' اگر ملک کے اندر کوئی کر رہا ہے تو یہ بھی جرم ہے' اگر ملک کے باہر سے کوئی کررہا ہے تو یہ بھی جرم ہے۔

جناب چیئرمین! مہنگائی کی بات ہو رہی ہے' روپے کی قیمت کی بات ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! روپے کی قیمت تو اس لیے کم ہوگئی کہ پہلے بھی بارہ ارب ڈالر آئے اور آج بھی ڈالر مارکیٹ میں آیا اور روپے کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ آج بھی ڈالر آ رہا ہے اور ملک کو توڑنے کے لیے آ رہا ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے' میں قلات' بلوچستان گیا۔ وہاں ایک دیوار پر لکھا ہوا میں نے خود دیکھا ہے کہ نہ ایران نہ پاکستان' آزاد بلوچستان۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے پڑھا ہے' ایک دیوار پر بڑے موٹے حروف سے لکھا گیا تھا۔ کراچی کو آپ دیکھیں' مذہب کے نام پر' یا مذہب کو بدنام کرنے کے لیے کوئی بیان دے رہا ہے کہ یہاں پر طالبانائزیشن ہو رہی ہے۔ مدارس کو ختم کرنے لیے' علما کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم ان بندوں کے ساتھ نہیں ہیں جو ذبح کر رہے ہیں' جو bomb blast کر رہے ہیں' جو خودکشیاں کر رہے ہیں' جو بوری بند لاشیں بھیج رہے ہیں' جو عقوبت خانہ جات چلا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم اس کو condemn کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کل بھی بول چکے تھے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: جناب چیئرمین! اسلام کا ایک تصور ہے' اسی تصور کو اپنانا چاہیے۔ آخر میں' میں حج پالیسی پر آتا ہوں۔ ابھی حج کا موسم آنے والا ہے اور ایک سال کے اندر پینسٹھ ہزار روپیہ اضافی خرچے کے ساتھ' اب حج کا کل خرچہ دو لاکھ روپے پر پہنچ گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس پر ذرا نظرثانی کرلیں' لوگ غریب ہیں یہ غریب ملک ہے' اب لوگ فریضہ حج کیسے ادا کریں گے۔ آپ نے ایک جنبش میں پینسٹھ ہزار روپے بڑھا دیے۔ جناب چیئرمین! میں اس ملک کے حوالے سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس ملک کے تحفظ اور

سلامتی کے لیے اتفاق اور اتحاد رکھنا چاہیے۔ اگر ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالیں گے تو کون ہمارے درمیان آئے گا اور ہمارے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرے گا۔ جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین ہمارے اس ملک کا اور ہمارے ایمان وتشخص کا حامی و ناصر ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، شکریہ۔ سینیٹر نثار میمن صاحب۔

سینیٹر نثار احمد میمن ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب۔ آج ہم پاکستان کے بہت اہم موضوع پر بحث کر رہے ہیں۔ بہت سے خیالات کا اظہار ہو چکا ہے مگر لگتا ایسے ہے کہ تقاریر کا جواب دیا جا رہا ہے اور اس پر کوئی عمل نہیں کیا جا رہا۔ قومی سلامتی کو سمجھنے والے آج قومی سلامتی کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ وہ لوگ جن کو حکومت دی گئی ہے' عوام نے دی ہے' عوام نے چنا ہے' وہ اندرون ملک اور بیرون ملک جو خطرات بڑھ رہے ہیں ان پر توجہ کرنے کی بجائے کچھ اور مسائل پر توجہ دے رہے ہیں۔ آج سب سے بڑا مسئلہ قومی سلامتی کے لیے انتہا پسندی اور دہشت گردی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مہنگائی اور افراط زر ہے۔ ہمارے حکمران یا تو دبئی یا لندن میں ہوتے ہیں اور جب واپس آتے ہیں تو کن چیزوں پر بات کرتے ہیں۔ آج کے اخبارات اور کل کے ٹیلی ویژن اس چیز کے گواہ ہیں کہ وہ ججز کے معاملے پر بات کر رہے ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کو کمزور کرنے کے لیے صدر کے مواخذے کی بات کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حکمران اس دن سے ڈریں جب یہ غریب عوام جن کے مسائل میں مہنگائی ہے' افراط زر ہے' دہشت گردی ہے' قومی سلامتی ہے' ان کو برداشت نہ کرتے ہوئے حکومت کا مواخذہ شروع کر دیں۔ جو کھیل انہوں نے شروع کیا ہے وہ غلط ہے۔ ہم ان کو دوستوں کی طرح بتانا چاہتے ہیں کہ اصل مسائل کی طرف آئیے' یہ نہ کیجیئے۔ ماضی میں' پچاس' ساٹھ اور ستر کی دہائی میں tension کو external front پر divert کی جاتی تھی۔ آج اصل مسائل کی طرف سے ہٹا کر ان مسائل کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ عوام اب اس چیز کو سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کل کی میڈیا کی رپورٹنگ اور آج کی رپورٹنگ اور تبصرے سنیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ عوام کو آگاہی ہوگئی ہے اور وہ کسی صورت میں بھی اصل مسائل کی طرف سے حکومت کو ہلنے نہیں دیں گے۔ قومی سلامتی کو داؤ پر لگانے کے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں اپنے ناکام اقتدار کو بچانے کے لیے' وہ کسی بھی

صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔

آئیے جناب چیئرمین! دیکھیں کہ قومی سلامتی کی کیا صورت حال ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج ہمارے درمیان وزیر خارجہ موجود ہیں اور وہ جانتے ہیں، وہ سب چیز دیکھ کر آئے ہیں، بات کر کے آئے ہیں، سن کر آئے ہیں کہ دہشت گردی کی وجہ سے پاکستان کو جو دھمکیاں مل رہی ہیں وہ بتائیں کہ انہوں نے اس کے لیے کیا کیا ہے۔ وہ پاکستانی عوام کے representative بن کر گئے ہیں، وہ بتائیں کہ جب وہ باہر گئے اور پاکستان میں دہشت گرد کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم پاکستان کے شہروں کو، کراچی جیسے شہر کو اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل جو پریس کانفرنس ڈاکٹر فاروق ستار نے کی ہے اس میں بہت واضح طور پر بتا دیا گیا ہے اور یہ کراچی کے ہر شخص کی، پاکستان کے ہر شخص کی آواز ہے کہ ہم دہشت گردوں کو، انتہا پسندوں کو پاکستان کے کسی علاقے میں برداشت نہیں کریں گے، چاہے وہ کراچی ہو، یا اسلام آباد جبکہ حکومت برداشت کر رہی ہے۔ آپ بتائیں کہ یہ کیوں برداشت کیا جا رہا ہے۔ سوات میں کیا ہوا تھا۔ نگران حکومت کے زمانے میں گزشتہ حکومت، صوبائی حکومت آئین کی رو سے اجازت دیتی ہے کہ آئیں کارروائی کریں۔ ماضی کی حکومتوں میں invite کیا گیا۔ یہ نگران حکومت تھی جس نے کہا کہ جائیے اور سوات میں آپریشن کیجئے اور آپ نے دیکھا کہ دہشت گرد وہاں سے نکل کر چلے گئے تھے۔ ان کے ریڈیو cease کر دیئے گئے تھے، ان کی آواز دبا دی گئی۔ وہ یا تو ملک میں چھپ گئے تھے یا ملک سے باہر چلے گئے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے، جب ہم دہشت گردوں کو برداشت کرتے ہیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ واپس آتے ہیں اور واپس آنے کی cost پاکستانی عوام دیتے ہیں، پاکستانی افواج کی شہادتیں ہوتی ہیں۔ یہ کونسا ملک ہے، یہ کونسی حکومت ہے جہاں آپ دہشت گردی کو time دیتے ہیں، وقت دیتے ہیں تاکہ وہ re-organize ہوجائے۔ ساری دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کوئی حکمت عملی ضرور ہو گی۔ ممکن ہے، اللہ کرے اس میں بھی کوئی بہتری ہو۔ وہ ہمیں بتائیں تو شاید ہمارے خیالات بدل جائیں۔

لاء اینڈ آرڈر قومی سلامتی کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس پر اگر آپ دیکھنا چاہیں تو میرے پاس اس وقت پوری فائل موجود ہے۔ میں آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ پاکستان میں کہاں

کہاں کیا ہو رہا ہے۔ کیا کیا خود کشیاں ہو رہی ہیں اور کیا کیا لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے۔ میں صرف ایک point لوں گا کیونکہ یہ دہرانے والی بات ہو جائے گی اور وہ یہ ہے کہ آج صرف کراچی میں CPLC میں نو cases اغوا برائے تاوان کے ہیں اور یاد رکھیں ان میں ایک پارلیمنٹ کے ممبر کے خاندان کا فرد ہے۔ یہ کہاں پر ہو گیا ہے؟ یہ تو ایک مثال ہے۔ آپ چاہیں تو پورا وقت ہے۔ آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ فائل دے دوں گا تاکہ ہمارے وزراء بھی پڑھیں اور اس کا پھر جواب بھی دیں۔

جہاں تک مہنگائی کی بات ہے وہ تو بڑی داستان ہے۔ وہ دوستوں نے بیان کی ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ آج حکومت کی طرف سے کوئی وضاحت نہیں آئی کہ افراط زر 21% بڑھ گیا ہے اور Food inflation 32% ہو گیا ہے۔ کراچی کے تاجر اور صنعت کار کیا کہتے ہیں۔ مجھے دعوت ملی تھی جس میں انہوں نے صدر پاکستان کو مدعو کیا تھا۔ میں وہاں گیا' وہ یہ کہہ رہے تھے کہ صورت حال یہ ہے کہ ہماری معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ ہمارے سارے indicators گر چکے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اب ایسا وقت آئے گا کہ عوام بندوقیں لے کر لوگوں کے گھروں میں جائیں گے صرف روٹی مانگنے کے لیے۔ یہ وہی وقت تھا جب انہوں نے صدر صاحب کو کہا کہ آپ اٹھیں اور آپ آئیے round table conference کے لیے انہوں نے اپنے Leader ایس ایم منیر صاحب کو کہا کہ آپ اس چیز کو ممکن بنائیں کہ سب مل کے بیٹھیں۔ صدر صاحب نے' جو کل کے اخباروں میں آیا ہے چونکہ میں وہاں موجود تھا' انہوں نے نہیں کہا تھا کہ round table بلائی جائے۔ ان کو کہا گیا کہ آگے بڑھیں اور یہ کریں۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم سب دعا کرتے ہیں کہ حکومت پانچ سال پورے کرے مگر میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ round table conference کی بات صدر صاحب کی طرف سے نہیں بلکہ businessmen کی طرف سے آئی تھی جو انہوں نے ان کو کہا۔ انہوں نے کہا اگر یہی صحیح ہے تو میں ایسا کرنے کو تیار ہوں۔

اس وقت مہنگائی بھی ہے' Law and Order کا مسئلہ بھی ہے' انتہا پسندی بھی ہے اور اداروں کی توڑ پھوڑ جاری ہے۔ سب سے بڑا ادارہ جو قومی سلامتی کا ہے اس پر attack کیا جاتا ہے۔ بغیر کسی سوچ کے اس کی reporting line change کی جاتی ہے۔ یہ سوچا تک

نہیں کہ آئی ایس آئی کا internal بھی role external تھا اور ماضی کی حکومت نے اس میں add کیا تھا اور پھر ساری حکومتیں وہ چلاتی رہیں مگر میں جو بات پیش کرنے والا ہوں، سارے حقائق موجود ہیں۔ جب یہ صورت حال ہوئی تو میں نے ایک letter لکھا Chairman Defence Committee کو جو آپ کے ایوان کی بنائی ہوئی Committee ہے۔ میں آج وہ letter ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور ریکارڈ کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔ یہ ہمارے Secretariat کی طرف سے گیا ہے 29 جولائی کو immediately after we had this. اس میں کہا گیا کہ

Standing Committee on Defence and Defence Production has desired that a meeting of the said committee may be convened in the 2nd week of August

کیونکہ امکان تھا کہ first week میں ہم مل رہے ہیں

to discuss the issue of placement of ISI under the administrative, financial and operational control of the Interior Division. A news of the subsequent withdrawal of the notification and perhaps now the subsequent implementation of the notification. Second which is more important...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میمن صاحب! ذرا time کا خیال رکھیں۔

سینیٹر نثار اے میمن، جناب چیئرمین! یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی بالکل بات کریں لیکن وقت کا تھوڑا خیال کریں۔

Senator Nisar Ahmad Memon: Minister of Defence would like to explain the rationale as they need and any change of mission of this important Inter-Services Agencies before the Committee. Moreover, Minister of Defence may explain, if any, consultant process was initiated with the parliament before taking the decision and impact on our external

security and in all other relative aspects.

اس کا جواب اخباروں میں، میں نے دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس میں appear نہیں ہوں گا۔ میں صرف یہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی حکومت کے وزیر اعظم، پاکستان کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ کو مضبوط کرنے کی بات کی ہے اور ان کے ایک ساتھی Minister of Defence پاکستان کا defence کر رہے ہیں۔ انہوں نے پارلیمنٹ کے لیے جو الفاظ کہے ہیں in the said committee کیونکہ committee بذات خود کچھ نہیں ہے، یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہے، تو جو کچھ کمیٹی کے لیے کہا گیا ہے وہ پارلیمنٹ کے لیے کہا گیا ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے اور اس کے لیے جو بھی طریقہ کار ہے وہ میں اختیار کروں گا مگر چونکہ یہ اخبار کی خبر ہے لہٰذا میں نے اس پر اخباری بیان ہی دیا ہے۔ یہ ذرا لے جائیے اور چیئرمین صاحب کو دے دیجئے تا کہ یہ ریکارڈ کا حصہ بن جائے۔

اداروں کی توڑ پھوڑ کی بات ہو رہی ہے۔ ججز کے معاملے پر بہت باتیں ہو رہی ہیں۔ میں صرف اس پر یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص ماضی میں چیف جسٹس رہا ہے اور اس پر کچھ الزامات تھے تو اس کو چاہیے کہ وہ کیس جو سپریم جوڈیشل کونسل میں technical grounds پر چلا ہی نہیں، اس پر جو الزامات لگائے گئے ہیں پہلے تو اس کو ججز کے سامنے آ کر اپنے واضح بیانات کے ذریعے، اپنی statement کے ذریعے بتائیں، اس سے بری ہوں۔ اس کے بعد آگے بڑھنا چاہیے۔

اب میں آتا ہوں کہ قومی سلامتی کے لیے جو کام کیے گئے ہیں۔ یو ایس اے میں ہمارے وزیر صاحب گئے تھے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اس کے لیے میں کیا کہوں۔ میں اس کے لیے کیا کہوں یہ اخبار بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے دورے کے بارے میں ایک اخبار کہتا ہے کہ "P.Ms performance leaves much to be desired". دوسرے کہتے ہیں "Pakistan must do more to stop militant infiltration". اور اس کے ساتھ ساتھ جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ واشنگٹن سے ہمارے بہت ہی experienced journalist خالد حسن صاحب لکھتے ہیں اور میں quote کر رہا ہوں۔ Let me conclude this. بہت لمبی statement ہے میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ One of the most awkward, embarassing and

embarrassing performance I have ever witnessed in all my years of

reporting. خالد حسن یہ کہہ رہا ہے جو experienced ہے۔ میرے خیال میں اس میں بہت کچھ کہا جا رہا ہے۔ میں صرف یہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا کہ دو visits ہوئے ہیں اور یہ میں نے State Department کی website سے نکالی ہیں۔ ایک وہ ہے جو 2006ء میں مارچ کی چار تاریخ کو انہوں نے release کی ہے President Musharraf کے دورے کی اور دوسری ہے اسی طرح سے' دونوں میں لکھا ہوا ہے' Title ہے "Joint Statement on United States Pakistan strategic partnership." Title دونوں کا ایک ہے۔

Mr. Presiding Officer: Memon Sahib, try to conclude please

کیونکہ کافی time ہو گیا ہے پھر بہت سے speaker رہ جاتے ہیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن، آپ نے ساتھیوں کو کل تو بڑا time دیا تھا جب جمالی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ بھی ہم پر احسان کریں گے کیونکہ میں کوئی غیر ضروری بات نہیں کرتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مجھے پتا ہے کہ ہمیشہ ضروری بات کرتے ہیں' کوئی غیر ضروری بات آپ بالکل نہیں کرتے لیکن کوشش کریں جلدی ختم کرنے کی۔

سینیٹر نثار احمد میمن، جناب میں بات نہ کروں اگر آپ زبان بندی کررہے ہیں تو---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں میں زبان بندی بالکل نہیں کر رہا۔

سینیٹر نثار احمد میمن، آپ تو بہت ہی democrat ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ زبان بندی کے اثرات کیا ہوتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں' میں زبان بندی بالکل نہیں کر رہا۔ میں صرف time کی طرف توجہ دلا رہا ہوں آپ کی۔

سینیٹر نثار احمد میمن، میں پڑھوں گا کچھ نہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ ایک President Musharraf کی visit ہے 2006 کی اور دوسری آج Prime Minister Sahib

کی ہے۔ اس میں فرق بہت نمایاں آ رہا ہے کہ اس visit میں جب President Musharraf گئے تھے تو issue لیا گیا تھا

"Both the Leaders commit to work together with Afghanistan to make Pakistan and Afghanistan a land-bridge linking the economic potential of South Asia and Central Asia."

مقصد یہ کہ economy کی بات ہوئی تھی۔ آج کوئی ایسی چیز نہیں کہی جا رہی ہے۔ دوسری بہت اہم بات کہ اس وقت دونوں لیڈروں نے Proliferation of mass-destruction کی بات کی ہے ۔ آج کوئی ایسی بات نہیں ہو رہی ہے اور ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اس وقت جو صورت حال ہے اس میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ Civil Nuclear Treaty جو انڈیا کے ساتھ ہوئی ہے اس کے بارے میں بھی کوئی بیان نہیں ہے۔ کیا ہم اجازت دے سکتے ہیں کہ United States انڈیا کے ساتھ treaties کرتا جائے اور ہم وہ letters جو ماضی میں حکومت کی Foreign Ministry نے لکھے تھے ساٹھ ملکوں کو، ان letters کو pursue کرنے کے بجائے withdraw کیا کیا جا رہا ہے؟ وزیر خارجہ صاحب بتائیں کہ Civil Nuclear Treaty, India کی US جو ہو رہی ہے اس کے ہماری سلامتی پر کیا اثرات ہیں؟ تو اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ یہ صرف US کے visit کی بات نہیں ہے ۔افغانستان میں terrorism بڑھتا جا رہا ہے - کرزئی صاحب کی دھمکیوں کو ہم reject کرتے ہیں اور ہم condemn کرتے ہیں ۔ آئیے وزیر خارجہ صاحب آپ بھی condemn کیجئے ۔اگر یہ جاری رہتی ہیں تو آپ اعلان کیجئے کہ وہ جو خوراک ہم اپنے بھائیوں کو وہاں دے رہے ہیں؛ ہم اس کرزئی حکومت کو support نہیں کریں گے۔ ان کو چاہیے کہ بڑے routes سے لے آئیں تاکہ ان کو پتا چلے کہ جب مہنگائی ان کے ملک میں آئے گی تو کیا ہوگا اور یہ بھی بتا دیجئے کہ ان سے جو تعاون کیا گیا تھا الیکشن کرانے میں اور اس کو ووٹ دلانے میں، وہ بھی مشکل ہو جائے گا۔ اب میں یہ بھی کہوں گا کہ افغانستان کو بتائیے کہ ہندوستان جو کہ اب ان کے اتنا قریب ہو گیا ہے ۔Eastern border سے ہٹ کر Western میں بھی آ گیا ہے، یہ قومی سلامتی کا issue ہے۔تو آئیے ہندوستان human rights violation کو بھی condemn کریں ۔ پچھلے چند دنوں میں Line of Control کی

بھی violation ہو رہی ہے - یہ کیا ہے ؟ یہ سارے Human Rights کی violation وغیرہ ہے ---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، نثار صاحب پلیز conclude کریں -

سینیٹر نثار احمد میمن، میں conclude کرنے پر آ گیا تھا تو آپ نے کہہ دیا ----

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، بڑی مہربانی جناب -

سینیٹر نثار احمد میمن، اچھا ہی ہوا ' میں صرف اتنا کہوں گا کہ آج وزیر اعظم صاحب نے فیصلہ کیا امریکہ جانے کا مگر چائنا جانے کے لیے وہ شاید سوچ رہے ہوں گے -چائنا کے ساتھ جو منصوبے بن رہے ہیں' وہ میرے پاس بہت سی reports تھیں' میں پھر ان کو یا تو مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی میں پیش کروں گا یا پھر میں کسی اور وقت پر کہوں گا کیونکہ آپ نے کہہ دیا ہے- اب آئیے ! دیکھیں کہ چائنا کو جو ہمارے بہت اچھے دوست ہیں- ہم کیا پاکستان کی طرف سے اس دورے میں کوئی ایسی commitment تو نہیں دے آئے ہیں اور افغانستان کے ساتھ جو بات چیت ہوئی ہے- اس میں تو کوئی ایسی commitment تو نہیں ہے- چائنا جو ہمارا دوست ہے' جوہمارے ساتھ رہا ہے اورمشکل وقتوں میں کام آیا ہے ان پر کوئی اثرات ہوں گے -میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ جناب عالیٰ ! آج ملک divided ہے- mandate divided ملا تھا weak governance ہے - dangerous level of economic indicators ہیں اور کراچی میں پاکستان کے businessmen نے اپنا verdict دے دیا ہے کہ وہ اس وقت کسی طرح سے پاکستان کی economy کو گرتے ہوئے نہیں دیکھیں گے- Terrorism کی حالت آپ نے دیکھ لی اور میں آپ کو یہ بھی کہہ دوں کہ اس وقت ملک ہر طرح سے کٹا ہوا ہے- آپ کیٹی بندر پر آج جانا چاہتے ہیں تو تین مہینے سے حکومت نے ایک bridge جو نالے کو پار کرتا ہے وہ نہیں بنایا' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر غریب آدمی پیدل جاتے ہوئے بھی کشتی میں بیٹھتا ہے اور پندرہ سے بیس روپے آنے کا دیتا ہے اور پھر جانے کا دیتا ہے- میں صرف یہ کہوں گا کہ آئیے ! مولانا راحت صاحب نے جو کہا تھا کہ اتفاق اور اتحاد کیجئے' اگر confrontation کی بات ہے تو confrontation کے نتائج کا سب کو علم ہے-

یہ پاکستان کے لیے مناسب نہیں ہو گا اور باقی انشاء اللہ بعد میں cover کروں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ، جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، وہ میرے محترم ہیں، میں نے ان کی تقریر میں مداخلت مناسب نہیں سمجھی، انہوں نے ایک انکشاف کیا ہے کہ جناب حامد کرزئی کے الیکشن میں حکومت پاکستان نے پیسے دیئے اور اپنے الیکشن میں بھی پیسے دیئے ہیں وہ تو جائز ہیں-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے الیکشن میں امداد دی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، اس کی تحقیقات کرنی چاہیے کہ یہ پیسے کس نے دیئے، کہاں سے لا کے دیئے -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، حاجی صاحب انہوں نے امداد کی بات کی ہے، انہوں نے پیسے کی بات نہیں کی ---

سینیٹر حاجی محمد عدیل، انہوں نے الگ کہا کہ الیکشن میں ہم نے پیسے دیئے ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، انہوں نے ایک امداد کی بات کی ہے الیکشن میں-- چلیں please, sir میمن صاحب پلیز، میمن صاحب پلیز، وہ بیٹھ گئے ہیں۔ میمن صاحب پلیز بیٹھیں۔

Next speaker, Senator . Mushahid Hussain Sayed.

Senator Mushahid Hussain Sayed: Mr . Chairman , allow me to first congratulate you on temporarily joining the Senate Establishment . I know you have already been in the Establishment but you are a part of the system and now you are sitting on the other side of the House.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آج کل مجھ پر different الزامات لگ رہے ہیں۔

Senator Mushahid Hussain Sayed: I know and we have

greatrespect for you because you are a certified democrat and also you never speak the officially certified truth whether that of the government or of the party. So, we have a certain respect for you above party lines and I think it is great honour-- -----.

Mr. Presiding Officer: Thank you Mushahid Hussain.

Senator Mushahid Hussain Sayed: -----that we are discussing issues. The focus of the opposition has been that make Parliament relevant and Parliament should be the focus where decisions should be taken. I think, it is very unfortunate that since 18th February when the new Government came in, they have a conscious effort either ignoring by-passing or avoiding Parliament.

میں سمجھتا ہوں کہ یہ credit بھی opposition کو جاتا ہے اور رانا صاحب well done کہ آپ نے initiative لیا اور یہ آگے کیا۔

(Thumping of desks)

Senator Mushahid Hussain Sayed: Because issues

کی بات کرتے ہیں تو issues کہاں discuss ہوں گے؟ Washington D.C. میں، London میں، Dubai میں، یہ ادھر پاکستان کے اندر اور پاکستان کی پارلیمنٹ کے اندر discuss ہوں گے and we want the issues to be discussed through consensus. اس حوالے سے کل بھی بڑا خوشگوار واقعہ ہوا ہے اس لئے میں اس کو discuss نہیں کروں گا کہ جو ہماری طرف سے demand آئی تھی Parliament کی طرف سے، تیسرا notification غالباً آ گیا ہے رات کو بارہ بجے، آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی وہ بات حکومت نے مان لی۔

(Thumping of desks)

Senator Mushahid Hussain Sayed: Makhdoom Shah Mehmood Qureshi is sitting and we have a great respect for him. He is a very old political worker and activist. When he became Foreign Minister, he invited myself and Prof. Khurshid Ahmed to the Foreign Ministry. We were there with him and he said I want that this office, the Ministry of Foreign Affairs should be a place where it should be above party line. I would totally concur with the view as Chairman of the Senate Foreign Relations Committee, we have gone several times abroad, we have had several meetings and we have all the parties represented in Parliament sitting in the Committee, we on Foreign Relations and on issues facing Pakistan's national security, on issues facing Pakistan, national interest, we speak with one voice above party lines. This is our consistent commitment, we would like reassure the honourable Foreign Minister that we will continue to respect, provided that we are taken into confidence and the Parliament is consulted either at the level of the Senate or at the level of the Committee. We would be fully behind him and the Government to promote, protect and project Pakistan's national interest.

دو تین issues پر میں مختصر بات کرنا چاہوں گا۔ کافی debate ہو چکی ہے اور نثار میمن صاحب آپ نے بہت اچھی تقریر کی۔

I am sure that in the next government Nisar Memon Sahib would be a very good Foreign Minister, not just Minister, Foreign Ministry

پر آپ نے بڑی زبردست speech کی ہے اور issues لے کر آئے ہیں۔ I think that is an extremely important. تین issues کی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

ایک issue ہے جی International Atomic Energy Agency کا، اس issue

کے حوالے سے I want to know what prompted the Government of Pakistan to change its position on the Indo-US Nuclear Agreement. میرے پاس letter کی کاپی ہے جو 18th July کو پاکستان کے سفیرشہباز صاحب جو IAEA میں ہیں، انہوں نے circulate کیا تھا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ جو agreement ہے ہندوستان اور امریکہ کا Prime Minister Sahib کے دورے سے پہلے کی بات ہے، یہ agreement discriminatory and dangerous ہے۔ یہ متضاد اور خطرناک ہے اور انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اس کو resist کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کی مخالفت کرنی چاہیے، اس کی مذمت کرنی چاہیے۔ یہ letter انہوں نے circulate کیا۔ میرے پاس اس کی photo copy ہے، original copy ان کے پاس ضرور ہو گی۔ تو وہ ہے 18 July, 2008 and Ambassador to the International Atomic Energy Agency, Mr. Shahbaz, this is the full text. اب پہلی اگست کو جب voting ہوتی ہے تو there is a change of position. وہی شہباز صاحب کہتے ہیں کہ

We join the consensus and what is the consensus کہ ہندوستان اور امریکہ کے معاہدے کی تائید کی جائے۔ Change of position کیسے ہوئی۔ اس کے برعکس، جناب چیئرمین! آسٹریا ایک شریفانہ neutral country ہے۔ اس کا statement ہے reported by Costarica, Netherlands and Norway یہ کوئی مسلمان ملک نہیں ہیں، یہ کوئی nuclear power نہیں ہیں، ان کا statement کھل کر strong ہے کہ یہ undermine کرتا ہے Non-Proliferation Treaty کو، یہ غلط ہے اور اس کی مخالفت کی ہے۔ یہ statement بھی 1st August کی ہے۔ وہ لوگ جو issues کو issues کے حوالے سے نہیں دیکھتے ہیں، باہر کے دباؤ کے برعکس دیکھتے ہیں اور دباؤ کے نیچے نہیں آتے انہوں نے ایک اصولی موقف اختیار کیا اور اس issue پر جو ہمارے لئے ایک بڑا اہم issue ہے کہ ایک طرف ہندوستان اور امریکہ کا معاہدہ ہو رہا ہے، پہلا ایسا معاہدہ ہو رہا ہے جو ایک nuclear weapons State کے ساتھ ہو رہا ہے اور discriminatory ہے اور زیادتی ہے۔ اس کی تو ہم تائید کر رہے ہیں اور U-turn لے رہے ہیں۔ واضح طور پر وزیر اعظم کے دورے کے بعد یہ U-turn آیا کیونکہ 18 جولائی کے بعد

ایک اور پوزیشن تھی اور first july کو ایک اور پوزیشن ہے۔ میرے خیال میں اس بات کا نوٹس لیا جائے۔ میں کوئی allegation نہیں لگانا چاہتا but I just want to ask why was this position changed. یہ کیوں ہوا؟ کیا ایسا آپ نے خود کیا؟ کیا کوئی NOC لے کر کیا یا کسی دباؤ کے تحت کیا؟ کیا کسی کے ٹیلیفون کے تحت کیا؟ یہ کیسے بھی کیا I would like to know that. And is there a link with the Prime Minister's visit to the USA? جناب والا! تیس ambassadors بھی ہیں۔ طارق عظیم صاحب بتا رہے ہیں کہ پاکستان کے Ambassador ہیں، انہوں نے بھی اس سلسلے میں statement دیا تھا and that statement was issued on 29th of July. It was published in the Pakistan's press. اس میں فارن سیکرٹری کا اصولی موقف بھی تھا۔

جناب والا! دوسری بات allegations کی آتی ہے۔ ISI کا issue اب ختم ہو گیا ہے۔ پارلیمنٹ کی بالا دستی قائم ہو گئی۔ پارلیمنٹ نے ایک بات کی ہے اور حکومت نے وہ بات مان لی ہے and I think that chapter should be closed. لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہم پاکستان کے spokesmen ہیں، ہم پاکستان کے citizens ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم پاکستان کے قومی مفادات کا تحفظ کریں۔ امریکہ والے جو ہیں، چاہے ان کا صدر ہو، چاہے ان کی CIA ہو، چاہے ان کی Pentagon ہو، چاہے ان کے صحافی ہوں، وہ ظاہر ہے کہ امریکہ کے national interests کی projection کرتے ہیں، اسی کی line follow کرتے ہیں۔ اس میں میرا خیال ہے کہ ضروری ہے کہ when these allegations are raised at that level, there should be a strong rebutal. کم سے کم اس کی تردید ہونی چاہیے۔ بھائی! وہ جو CIA ہو، اس کی اپنی نالائقی دیکھیں کہ انہوں نے عراق کی جنگ کے بارے میں جھوٹ بولا۔ انہوں نے کہا کہ عراق کی جنگ عراق میں weapons of mass destruction کے لیے ہے۔ The whole Iraq war was based on a lie and on a falsehood. اس میں CIA شامل تھی۔ CIA کو ہم اتنا قرآن اور حدیث کیوں سمجھتے ہیں کہ CIA نے یہ کہہ دیا۔ CIA نے جب 2003 میں عراقی weapons of mass destruction کی بات تھی تو that was totally false. اس کی وجہ سے CIA کے چیف کی چھٹی بھی ہوئی۔ جناب چیئرمین!

1999 میں nuclear tests ہوئے

You remember that! You were a member of the Parliament and Chairman of the Finance Committee, a very powerful Chairman, at that time. I still remember.

اس وقت CIA had found nothing. وہ سوئے ہوئے تھے India کا nuclear test ہی ان سے miss ہو گیا۔ پانچ سال سے امریکہ کہتا رہا کہ ایران بم بنا رہا ہے۔ اب خود ان کے لوگوں نے کہا ہے کہ ایران تو بم نہیں بنا رہا ہے۔ 2003 میں ان کا پروگرام ہی ختم ہوگیا تھا تو اس حوالے سے ہمیں دلائل کے ساتھ، حقائق کے ساتھ اپنا موقف پیش کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایک part of a diplomacy ہے۔ نہ ہم پنگا لیں اور نہ ہم دبہ بنیں but we should tackle this, sir. دانش مندی اور دلیری کے ساتھ اپنا موقف پیش کریں اور یہ جو feelings آ گئی ہیں کہ ہم بہت defensive ہو گئے ہیں یا ہم بہت خوفزدہ ہو گئے ہیں یا ڈر گئے ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ a different situation has emerged اور اس حوالے سے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس نئی situation میں دیکھیں۔ 30 سال کے بعد علاقے میں strategically ایک نئی situation پیدا ہو رہی ہے۔ پاکستان کے حوالے سے کابل، دہلی اور واشنگٹن ایک زبان سے بول رہے ہیں۔ 30 سال پہلے کابل، دہلی اور ماسکو ایک زبان سے بولتے تھے۔ So, there is a new situation. I think, we need to discuss this new situation. We need to analyze this new situation. اور ہم اپنے علاقے میں proactive initiatives لیں، جو ہمارے علاقے میں دوستیاں ہیں، ان دوستیوں کو پکا کریں۔ میں نثار میمن صاحب سے about the China factor پوری طرح اتفاق کرتا ہوں۔ ایران سے آپ نے pipeline کا agreement کیا، بڑا اچھا کیا۔ ہم نے شروع کیا تھا اور آپ نے اسے continue کیا۔ اور چائنا کے بارے میں، میں کہنا چاہوں گا۔ یہ آپ کا سب سے پرانا، سب سے دیرینہ اور سب سے اعتماد والا ساتھی ہے۔ It is the most reliable, the most strongest strategic partner

(مداخلت)

سینیٹر مشاہد حسین سید، شکریہ طارق صاحب - Tariq Sahib is a man of ideas and you know the highest payed person in the Hollywood is`the idea man. وہ idea دیتا ہے تو فلم کامیاب ہو جاتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ ماشاء اللہ خود بھی بڑے اعلیٰ سپیکر ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ مسلسل آپ کو کچھ نہ کچھ feed کر رہے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، ایک letter بھی لکھا تھا۔

سینیٹر مشاہد حسین سید، انہوں نے بھی بڑا اچھا love letter لکھا تھا۔

(قہقہے)

سینیٹر مشاہد حسین سید، یہ ایک خاتون کی طرف آیا ہے۔وہ letter نہیں ہے بلکہ فوجی زبان میں love letter ہے۔ وہ letter بڑا صحیح ہے اور اسے record پر رکھ لیا ہے۔ next meeting میں اسے رکھیں گے۔ ابھی مخدوم صاحب سے بات ہوئی ہے اور وہ meeting میں آئیں گے۔ وہاں ان سارے issues کو discuss کریں گے۔ Thank you for your very nice letter

اس حوالے سے جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں That the China factor is an important factor. ہم اپنے کہیں نئے تعلقات ضرور بنائیں' دوستیاں بنائیں۔ کچھ لوگ ہندوستان سے دوستیاں کرنا چاہ رہے ہیں یا امریکہ سے بھی کرنا چاہ رہے ہیں۔ لیکن not at the expense of China, not at the cost of China. اب چائنا میں Olympics ہو رہے ہیں - I would like to know, who is representing Pakistan? زرداری صاحب کو بھی دعوت تھی ' انہوں نے معذرت کر دی ہے۔ آج پتا چلا ہے کہ انہوں نے اپنا دورہ cancel کر دیا ہے - I will appeal to the President, not to cancel that visit. چائنا جانا ضروری ہے۔ وہاں کیا message جائے گا؟ وہاں بش پہنچا ہوا ہے ' سرکوزی پہنچا ہوا ہے۔ وہاں 80 ممالک کے صدور اور وزراء اعظم پہنچے ہوئے ہیں۔ ہماری طرف سے کوئی نہیں جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت negative message جائے گا۔

I would like the government whether it is the President or the Prime Minister or the supremo of the government because Zardari Sahib is not in a government but I call him a supremo. Supremo

وہ ہوتا ہے جو سب سے supreme ہوتا ہے، حکومت سے بالا تر ہو، پارٹی سے بالا تر ہو اور پارلیمنٹ سے بھی بالا تر ہو۔ I would request the Supremo کیونکہ انہیں بھی دعوت آئی ہے، وہ جائیں، اپنی پارٹی سے یا اپنی گورنمنٹ سے کسی کو بھیجیں۔ کیونکہ this will send a very very wrong message.

(Interruption)

Senator Mushahid Hussain Sayed: He is the real Prime Minister.

جناب چیئرمین! اس پر میں یہ بھی کہوں گا کہ foreign policy کے حوالے سے ہم ایک اور pattren دیکھ رہے ہیں جس پر ہمیں بڑی تشویش ہے کہ فیصلے کہیں ہوتے ہیں، ملبہ بیوروکریسی پر ڈالا جاتا ہے۔ خدا کے لیے بیوروکریسی کو ایسے نہ treat کریں۔ فارن سیکرٹری کو نکال دیا، عبداللہ یوسف کو نکال دیا، ضمیر اکرم ہمارا ایک بڑا قابل diplomat ہے، جس کی چائنا کے لیے nomination ہو چکی تھی، agr'ement بھی آ چکا تھا، ہوجن تاؤ نے signed کر دیا، اسے بھی روک دیا گیا ہے۔ اس قسم کے messages نہ دیں۔ مخدوم صاحب، میں کہتا ہوں کہ جو professional bureaucracy ہے، وہ کسی کے بندے نہیں ہوتے ہیں۔ They are public servants of Pakistan. Give them the respect and dignity they deserve. آپ جیالا ازم کو کسی اور کام کے لیے رکھیں۔ جیلا ازم کو کم سے کم فارن آفس میں یا فارن پالیسی میں نہ ڈالیں کیونکہ that would be against the national interest. اور اس کو آگے لے کر چلنے کی بات ہے۔ I would request the honourable Foreign Minister to review those decisions.

(Interrutpion)

سینیٹر مشاہد حسین سید: اچھا، یہ بھی ایک request آئی ہے۔ So, Mr.
Chairman, these are important issues. Challenges کافی important ہیں لیکن آپ
کی قوم میں جان ہے، لوگوں میں جان ہے، عوام میں current ہے۔ آپ نے دیکھا جو 2005
کے زلزلے میں ہوا۔ ویسے بھی عوامی تحریکیں چلیں۔ There is power of public
opinion in Pakistan. ابھی میں اور چوہدری شجاعت نے صوبہ سرحد اور interior Sindh
کا tour کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ لوگوں میں جذبہ بہت ہے۔ اس وقت اگر فقدان ہے تو
قیادت کا ہے۔ Let it not be said that the leadership of Pakistan will let down
the people of Pakistan. یہ ملک قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے بنایا تھا۔ ان کے پاس
کوئی بڑا bank balance نہیں تھا۔ ان کے پاس باہر کے ممالک میں کوئی flats نہیں تھے۔ ان
کو باہر سے کسی فوج یا establishment کی support نہیں تھی۔ ان کے پاس کوئی امریکہ کا
NOC نہیں تھا۔ ان کے پاس عوامی قوت تھی

through the All India Muslim League and support of the people of Pakistan. He is the role model. Let us follow that and let us have our foreign policy that protect and preserve the national interests. And the formulation of the foreign policy, we will be right behind the government and right behind the honourable Foreign Minister or who ever makes the foreign policy of Pakistan with consultation of the Parliament.

اور پارلیمنٹ کی بالادستی قائم کریں۔ پارلیمنٹ کو ignore نہ کریں۔ I reguest Mr. Chairman,
through you, آپ ایک زمانے میں وزیر اعظم گیلانی کے بہت قریبی ساتھی رہے ہیں کہ وہ
کہیں ادھر آکر بھی منہ دکھائی تو کر دیں۔ جب سے وہ وزیر اعظم بنے ہیں، وہ ادھر سے حجاب
کر رہے ہیں۔ وہ ادھر بھی آئیں، تشریف لائیں، منہ دکھائی کریں، سینیٹ کا ابھی دو تین دن
اجلاس چلے گا۔ ادھر تقریر کریں اور breif us about America's visit. ہمیں بتائیں ان کے
ساتھ کیا ہوا۔ Take us into confidence. وہ basically ایک شریف آدمی ہیں۔ سرائیکی

belt کے ماشاء اللہ سید بھی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہوں گے مگر وہ ہمیں confidence میں لیں and the Parliament is a forum where decisions should be taken and I hope that all the members, چاہے وہ اس طرف ہوں یا اس طرف ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مشاہد صاحب، تھوڑا time کا خیال رکھیں۔

Senator Mushahid Hussain Sayed: They should strengthen parliament and make the parliament, the pivot of decision making and avoid extra parliamentary forces, within this regime who are weakening the Prime Minister and the system as well. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Mr. Raza Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: I would just take two or three minutes. Yesterday,

جناب چیئرمین! میں ہاؤس میں نہیں تھا اور میں نے Leader of the Opposition سے بھی عرض کی تھی کہ میں شاید تھوڑا سا late ہو جاؤں اور میں شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس بات کو زیادہ پسند نہیں کیا لیکن جب میں کل ہاؤس میں نہیں تھا تو غالباً ایک خبر کسی channel پر چلی تھی attributing statement to me. جو ISI statement کے notification کے بارے میں تھی۔ میں categorically on the Floor of the House اس کو deny کرتا ہوں۔ میں نے کوئی statement کسی کو نہیں دی تھی ماسوائے جو statement میں نے on the Floor of the House دی تھی۔ جناب چیئرمین! میرے پاس اس دن کا verbatim ہے اور جب جنرل صاحب نے تقریر ختم کی تو میں نے عرض کی کہ give me permission and I will just take one minute میں نے یہ عرض کیا تھا۔

Just one point, I apologize that this is the second time, I have intruded on the time, for just one point of clarification and that it is repeatedly said that the ISI is under the Interior Ministry. On the 26th of July, 2008, a

press release was issued and in that it was very categorically stated that the ISI will continue to perform its functions under the Prime Minister and that the earlier notification had been mis-understood andmis-construed. There was an interruption and then Mr. Chairman! said, "lets hear the Leader of the House" and I went on to say Sir, I do not interrupt the Honourable Leader of the Opposition. Sir, it will continue to function under the Prime Minister and I was attributed to have said that it will function under the Interior Ministry, I have said that it will continue to function under the Prime Minister. The earlier notification was issued with the sole purpose of promoting greater cooperation between the external wing and the internal wing of the two since both are getting intermingled. I agree that the ISI has a great external role which is now also being reflected internally, this was being looked after by the Ministry of Interior. Sir, it still continues to function under the Prime Minister. A more detailed notification to this effect is being worked out by the Prime Minister Secretariat which will be issued shortly. This was the statement that I made on the floor of the house which was categorical in stating that it was functioning under Prime Minister's supervision and control and that a new notification was in the pipeline at the Prime Minister Secretariat and that it would be issued shortly. So,therefore, I would like to------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا صاحب! ویسے بھی معاملہ clear ہو گیا ہے۔ مشاہد

صاحب نے بھی کہہ دیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : معاملہ clear ہو گیا ہے لیکن کیونکہ کل یہ attribute ہوا تو اس لیے۔ جناب چیئرمین صرف ایک سیکنڈ یا دو سیکنڈ اور لینا چاہوں گا۔ یہاں پر مشاہد صاحب نے بھی اور اس سے پہلے بھی بات یہ ہوئی کہ پارلیمنٹ کی بالادستی اور پارلیمنٹ میں issues کو raise کرنا چاہیے اور مشاہد صاحب پہلے بھی اپنی statement میں joint parliamentary session کی بات کرتے رہے ہیں لیکن شاید وہ اس بات کو بھول گئے تھے کہ joint parliamentary session کی provision ان کی اپنی حکومت نے، مجھے پتا ہے کہ he is democrat انہوں نے خود شاید اس وقت اس کو support نہ کیا ہو لیکن حالات کی مجبوری کے تحت خود سترہویں ترمیم کے تحت PML(Q) نے joint session کی تمام provisions کو، ماسوائے impeachment اور Presidential address کے ٹائم پر، باقی تمام provisions انہوں نے ختم کر دی تھیں اور جب ہم وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور سترہویں ترمیم یہاں پر آئی تو ہم نے یہ بات بڑی clearly کی کہ آپ یہ ترمیم لے کر پارلیمان کو ایک کاری ضرب لگا رہے ہیں اور پھر ہمیں آج یاد دلایا جا رہا ہے۔ اس حکومت کی پہلی Policy statement on foreign affairs پر on the floor of this House آئی۔ جو پہلا سیشن یہاں پر ہوا ہے، اس میں پہلی policy اس حکومت کی یہاں پر آئی ہے۔ Foreign Minister نے آ کر یہاں پر statement دی۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین! میں صرف تھوڑی سی یاددہانی کروا دوں کہ آج پارلیمان کی بالادستی کی بات کی جا رہی ہے اور ہم welcome کرتے ہیں۔ ہمیں تھوڑا سا یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب 9/11 کا turn around ہوا تو کس کی حکومت تھی؟ ہماری حکومت نہیں تھی۔ تب پارلیمان کو confidence میں نہیں لیا گیا۔ جب کشمیر پالیسی میں major shifts جنرل مشرف لے کر آئے، تب پارلیمان کو confidence میں نہیں لیا گیا۔ ہماری حکومت نہیں تھی۔ جب ہندوستان کے ساتھ مختلف CBMs کیے گئے، ہماری حکومت نہیں تھی، شوکت عزیز کی حکومت تھی، تب پارلیمان کو confidence میں نہیں لیا گیا۔ جب ڈاکٹر قدیر کے خلاف ایف آئی آر جنرل مشرف نے پریس کانفرنس میں درج کی، پارلیمان کو confidence

میں نہیں لیا گیا ۔ ہماری حکومت نہیں تھی ۔ جناب چیئرمین ! آخر میں، میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں دو فاضل ممبران کی طرف سے بڑی serious allegations لگائی گئی، سول اٹامک ٹیکنالوجی اور ہندوستان اور یو ایس کی ڈیل سے۔ میں معذرت کے ساتھ آپ کا ایک منٹ لوں گا۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں یہاں پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب جنرل مشرف نے coup کیا، اس وقت ہندوستان اور پاکستان، دونوں sanctions ہٹوانے کے لیے negotiate کر رہے تھے، جو ۱۹۹۸ء میں لگی تھیں لیکن اس کے بعد ہندوستان کو nuclear deal مل گئی اور پاکستان آج اسی جگہ پر کھڑا ہوا ہے۔ یہ پورا rule کس کا تھا؟ Coalition کی حکومت کا یا coalition کی parties کا نہیں تھا۔ جنرل مشرف کا rule تھا اور جناب شوکت عزیز کی حکومت کا rule تھا۔ پھر جناب چیئرمین صاحب! اس deal کو دو سال لگے۔ جولائی ۲۰۰۵ میں اس deal کی negotiation شروع ہوئی۔ جولائی ۲۰۰۵ء میں کس کی حکومت تھی؟ Coalition حکومت تھی یا پی ایم ایل کیو کی حکومت تھی؟ ان کو اس کے بارے میں علم نہیں تھا یا علم تھا and they were oblivious of its implications, both the things cannot be condoned. تو ہم پر اس کی بات نہیں آتی ۔ آگے چلیں، جناب چیئرمین صاحب! چار مارچ ۲۰۰۶ء کو جارج بش جب یہاں پر آتا ہے،

at a joint press conference, Shaukat Aziz was the Prime Minister, at a joint press conference with Gen. Musharraf in Islamabad, he said that Pakistan should not expect a civilian nuclear program like the one with India. He said clearly that the two countries could not be compared with each other. Gen. Musharraf remained the silent spectator in that press conference. Shaukat Aziz remained the silent spectator in that press conference. Two days later, Gen. Musharraf quoted the same words of

President Bush in a press statement, when he said that, President Bush and the PML Government stood by and did not utter a single word. Two days later, he quotes the same remarks that Pakistan could not claim the right as that of India. We are not in competition with India. This is what the Gen. Musharraf said, we never supported Gen. Musharraf, we never voted for Gen. Musharraf

آج ہمیں کہا جا رہا ہے کہ

we have made a turn around. Turn around was done on 9/11. Who was in government? Turn around was done on this deal. Who was in government Mr. Chairman! and then in an interview on December the 18th, 2008, the Under Secretary, Burn said and I am quoting, "There are some Pakistanis who are not happy on the nuclear deal with India, not President Musharraf but people beneath him" thereby again the Under Secretary has said that Gen. Musharraf is quite satisfied with what is going on. Who did this turn around? It was not our government, we were not in office. So let us keep the record straigt.

سینیٹر مشاہد حسین سید، مشرف کے اتنے خلاف ہیں تو کیا رضا ربانی صاحب این۔ آر۔ او کو ختم کرنے کو تیار ہیں، جو جنرل مشرف کا ان کے لیے تحفہ ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر مشاہد حسین سید، یہ جواب دیں کہ اٹھارہ جولائی کا letter اور دس اگست کا letter کا جواب کیوں change ہوا؟ اس کا جواب دیا جائے۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، انہوں نے support کیوں کیا؟ اس کا جواب دیں - اس

وقت چپ کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا صاحب' ایک منٹ' please بیٹھیں۔ Order in the House. Order in the House please. مشاہد صاحب' you have made your point.

(مداخلت)

سینیٹر مشاہد حسین سید: جواب دیں' 18th July and 1st August کا letter کیوں change ہوا' انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

Mr. Presiding Officer: Sir, please let us continue the debate.

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ اس کا جواب دیں کہ انہوں نے کیوں support کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا صاحب' please.

سینیٹر میاں رضا ربانی: انہوں نے کیوں support کیا' اس کا جواب دیں۔ اس وقت چپ کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت منسٹریاں لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت کیوں support کیا؟ آج یہاں پر patriot بن رہے ہیں۔ آج patriot بنتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشاہد صاحب' please بیٹھیں۔ Order in the House please. رضا صاحب' please بیٹھیں۔ سید محمد حسین صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بیٹھیں بی بی' please.

سینیٹر گلشن سعید: NRO کے تحت ملک سے اٹھائیس ارب ڈالر لے کر چلے گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بیٹھیں جی please, آگے چلیں۔ آپ نے اپنا point کہہ لیا ہے' please بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، جناب! میری بات سنیں' NRO مشرف کا زرداری کے لیے ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، چلیں' آپ نے وہ point کہہ لیا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب شاہ صاحب' اس کے بعد آپ۔ حاجی صاحب' سید محمد حسین صاحب' آپ بولیں please. please

سینیٹر سید محمد حسین، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی سید محمد حسین صاحب۔

سینیٹر سید محمد حسین، پالیسی کے بارے میں مختلف قسم کے اظہار خیال ہوئے۔ خارجہ اور داخلہ پالیسی' لازم و ملزوم ہیں۔ خارجہ پالیسی ناکام ہو تو اس کی وجہ سے داخلہ پالیسی پر اثر پڑتا ہے۔ یقیناً مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ جس طرح خارجہ پالیسی میں تبدیلی کی ہمیں توقع تھی' اس طرح تبدیلی نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے ہمارے سارے داخلی امور درہم برہم ہو گئے ہیں اور اس پالیسی کی وجہ سے ہمارے گھر تباہ ہو گئے ہیں۔ میں ہنگو کے آپریشن کا حوالہ دے رہا ہوں' یہ صرف اور صرف امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا۔ یہ صرف انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا۔ اس کی حقیقت مجھے پتا ہے کہ اس آپریشن سے قوم کا کیا فائدہ ہوا اور کتنا نقصان ہوا۔ میں صوبائی حکومت کو بتانا چاہتا ہوں' ذمہ دار افراد تشریف فرما ہیں کہ آج وہ لوگ جنہوں نے کلمہ اور کتاب کا ورد کرکے اس پر ووٹ حاصل کیے کہ ہم قوم کے بچوں کو کلمہ اور کتاب دیں گے لیکن افسوس کہ آج انہوں نے قلم کی بجائے بندوق اور کتاب کی بجائے گرینیڈ دیا۔

میں آپ کو ہنگو کے آپریشن کے بارے میں حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک طرف ANP کی صوبائی حکومت مذاکرات کی رٹ لگا رہی ہے' ایک طرف مذاکرات کرتے ہیں' دوسری طرف خود بخود وہ معاہدے توڑتے ہیں۔ ہنگو میں رفیع الدین نامی ایک شخص کو گرفتار کیا گیا۔ ان کا معاہدہ تھا کہ ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے' آپ ہمیں کچھ نہ کہیں' درمیان میں جو بھی کچھ ہو۔ اس معاہدے کو انھوں نے خود توڑا۔ معاہدے کے تحت ان کو گرفتار کیا' آپریشن کے لیے ایک بہانہ ڈھونڈا۔ ایک طرف تو مذاکرات کی رٹ لگاتے ہیں' دوسری طرف گرفتاری۔ ایک طرف طالبان کو خوش کرنا چاہتے ہیں' دوسری طرف امریکہ کو لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ ایک شخص تھا' اس کے پاس بہت دولت تھی' اس پر دو' تین لاکھ کی زکوۃ فرض ہوئی تو اس نے اپنے والد سے پوچھا کہ اباجان میں دو' تین لاکھ کی زکوۃ کیسے دوں' میرا دل نہیں چاہتا تو اس کو مشورہ دیا گیا کہ میں آپ کو ایک طریقہ بتاتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Let us have order in the House.

ذرا توجہ دیں۔

سینیٹر سید محمد حسین، ایک برتن میں گندم رکھو' اس گندم کے نیچے جو دو' تین لاکھ کی زکوٰۃ آپ پر واجب ہوئی ہے' وہ چھپاؤ اور امام مسجد کے پاس جاؤ۔ وہ گندم ان کو زکوٰۃ میں دے دو کہ یہ زکوۃ آپ لے لیں۔ پھر ایسا کرنا کہ جب وہ گندم اس کو دینا تو اس کو کہنا کہ آپ اس گندم کا کیا کریں گے' میں آپ کو دو ہزار روپے دیتا ہوں' آپ یہ گندم مجھے فروخت کر دیں۔ اس نے اسی طرح کیا' گندم دی' نیچے دو' تین لاکھ روپے زکوٰۃ رکھی' اس کو دی' پھر اس کو دھوکہ دے کر دو ہزار روپے دیے اور وہ گندم واپس لے لی۔ واپس گھر لوٹ کر کہتا ہے کہ میں نے خدا کو بھی اور امام کو بھی دھوکہ دے کر جان چھڑا لی لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کو بھی راضی رکھے اور امام مسجد کو بھی راضی رکھے۔ طالبان کو بھی راضی رکھے' امریکہ کو بھی راضی رکھے۔ خدارا!

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
یا سراپا موم ہو یا سنگ ہو جا

میں صوبائی حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس آپریشن میں کتنے طالبان گرفتار کیے ہیں؟ طالبان کے کتنے گھر مسمار کیے ہیں؟ اگر مسمار کیے ہیں تو غریب عوام کے گھروں کو مسمار کیا ہے۔ اگر مسمار کیا ہے تو بے گناہ لوگوں کے گھروں کو مسمار کیا ہے۔ جو وہاں کے ذمہ دار لوگ تھے، ان کا ایک گھر بھی مسمار نہیں ہوا۔ ایک ذمہ دار بندہ بھی گرفتار نہیں کیا۔ یہ سب آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ خدارا! ہم پر، قوم پر رحم کرو، ان کے ساتھ صحیح طریقے سے معاہدہ کریں۔ یہ معاہدہ توڑ دیں۔ درمیان میں بے گناہ لوگ پس رہے ہیں۔ بے گناہ لوگ ترس رہے ہیں۔ بس میری یہ گزارش تھی۔ میرے ایک محترم بھائی نے حامد کرزئی صاحب کا دفاع کیا، میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو ہمارا اپنا ملک ہے۔ حامد کرزئی، وہاں، ہم اِدھر۔ شاید آپ کو اس میں کوئی فائدہ ہو تو ٹھیک ہے، ان کا دفاع کر لیا کریں لیکن میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ وہ الگ پٹھان ہیں، ہم الگ پٹھان ہیں۔ ان کا یہ نعرہ "وہ پٹھان اور یہ پٹھان" غلط ہے۔ وہ الگ ہے، ہم الگ ہیں۔ ان کا اپنا ملک ہے، ہمارا اپنا ملک ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جاوید علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس House میں پچھلے دو دنوں سے جو بحث جاری ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادارے اسی مقصد کے لیے وجود میں آئے ہیں، یہاں بیٹھنے والے لوگ جو آج یہ claim کرتے ہیں کہ آج حکومت عوامی نمائندوں کی ہے اور لوگوں کے ووٹ سے ہم یہاں پہنچے ہیں۔ بعض دفعہ بڑا عجیب لگتا ہے کہ جب ہم یہ claim کرتے ہیں کہ ہم سیاسی لوگ ہیں اور will of the people پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں اور لوگوں کو ہی طاقت کا سرچشمہ مانتے ہیں۔ پھر جب ہم ایک دوسرے کی کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے ہیں تو یہاں بڑے دھڑلے سے وہ لوگ جو انتہائی senior ہیں، پرانے parliamentarians ہیں، وہ اپنا comparison فوجی حکومتوں سے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو بھی حالات تھے، پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ ملک ہمیشہ مارشل لاء کی لپیٹ میں رہا۔ مگر آج ہمیں اگر خوش قسمتی سے موقع مل گیا ہے کہ یہاں عوامی حکومت ہے جو لوگوں کے ووٹوں کے نتیجے میں بنی ہے تو پھر ہماری کچھ اپنی ترجیحات ہونی چاہییں،

اپنا ایجنڈا ہونا چاہیے اور سب سے بڑی بات جو کسی بھی عوامی حکومت کے ذہن میں ہونی چاہیے، میں سمجھتا ہوں یہ چیزیں یہاں بار بار repeat ہوتی ہیں کہ کسی بھی عوامی حکومت کے ذہن میں ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں یہاں بار بار repeat ہوتی ہیں اور میں یہ بھی کہوں گا کہ ہم نے کبھی تصور کیا ہے کہ government form کیوں ہوتی ہے اور کسی بھی حکومت کے اولین مقاصد کیا ہوتے ہیں؟ میں پھر یہ کہوں گا کہ کسی بھی حکومت کی اولین ترجیح لوگوں کو روزگار کی فراہمی اور لوگوں کو انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ جناب والا! ہم فوجی حکومتوں سے comparison کرتے ہیں اور میں نے یہاں پر بڑے پڑھے لکھے لوگوں کے منہ سے بھی یہ سنا کہ فلاں فوجی حکمران کا دور بہت بہتر تھا، فلاں فوجی حکومت نے یہ کارنامے کیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم چاہے ان benches پر بیٹھیں یا دوسری طرف بیٹھیں، ہماری الفت اور محبت کسی فوجی حکمران سے ہو یا سیاسی حکمران سے ہو، ہم اپنی پسند کے مطابق یہاں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے دیکھنے میں آتے ہیں جو ملکی سوچ رکھتے ہوں اور ملک کی ترجیحات کو سامنے رکھ کر کلمہ حق کہنے کے عادی ہوں۔

جناب! میں نے ایک دفعہ پہلے بھی یہ بات کہی تھی کہ میرے نزدیک جنت کا تصور اس سے بڑھ کر خوبصورت کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں نے دنیا میں جتنی خوبصورت چیزیں دیکھی ہیں، اگر کوئی مجھ سے کہے کہ جنت اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گی تو میں اس کا تصور بھی ذہن میں نہیں لا سکتا۔ میں اسی طرح کہوں گا کہ جن لوگوں نے اپنے ملکوں میں جمہوریت دیکھی ہے، جمہوریت کے حسن کو وہی سمجھ سکتے ہیں، ہمارے ذہنوں میں جمہوریت کا تصور ابھی آ ہی نہیں سکتا کیونکہ ہم نے ابھی اس کا نقشہ ہی نہیں دیکھا۔ جناب! ایک پاکستانی ہونے کے ناتے میرے ذہن میں جو ترقی، خوشحالی اور development ہوتی ہے، وہ تو یہی ہوتی ہے کہ اس ملک میں dams کس نے بنائے، اس ملک میں بیراج کس نے بنائے، اس ملک میں green revolution کب آیا۔ اس ملک میں industrial revolution کب آیا، یہ اسلام آباد city کس نے بنایا، یہ WAPDA اور gas جیسے محکمے کس نے بنائے، مگر ہم جب غور کریں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ مارشل لا دور میں ہوئے۔ جناب چیئرمین! اس development کے باوجود ہم ایک پاکستانی ہونے کے ناتے ایک political worker ہونے کے ناتے مارشل لا کو justify نہیں

کر سکتے کیونکہ مارشل لا شاید شیشے کی سڑکیں بنا سکے، مگر جو کسی society کا طرہ امتیاز ہوتا ہے، وہ ادارے ہوتے ہیں اور وہ ادارے مارشل لا میں ٹوٹ رہے ہوتے ہیں اور پھر there is no institution, there is no society, وہاں جنگل کا قانون ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج ہماری ترجیح اداروں کی مضبوطی ہونا چاہیے نہ کہ اداروں کو توڑنا ہو۔ آپ کسی بھی ملک کی طرف نظر دوڑا کے دیکھیں، جن کے ادارے مضبوط ہوں گے وہی ملک ترقی یافتہ کہلائے گا، لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں، تعلیم پر ملک کا بڑے سے بڑا بجٹ رکھنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہوتی ہے کہ لوگ پڑھ لکھ کر اپنے ملک کے اداروں کو مضبوط کریں گے تو وہ ملک ایک فلاحی ملک بن جائے گا، وہ ملک ایک ترقی یافتہ ملک بن جائے گا۔ ایسے بھی ممالک ہیں جنہوں نے education پر اتنی توجہ دی کہ آج education کے بل بوتے پر دنیا میں ترقی یافتہ قوموں میں بہت جلدی شامل ہو گئے ہیں۔ میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ دنیا میں democracy یا یہی system ہی ترقی کا باعث ہوتے ہیں، دنیا کے مختلف ادوار میں، مختلف وقتوں میں مختلف systems نے راج کیا، کبھی socialism کا دور تھا، کبھی commune system نے راج کیا، ان ملکوں نے بھی ترقی کی جن ملکوں میں democracy نہیں تھی۔ ترقی کی وجہ صرف consistency in the system ہے جن ملکوں کے system میں consistency نہیں ہوتی، وہاں کبھی ترقی نہیں ہوا کرتی۔ آج China آپ کے سامنے ہے، وہاں democracy نہیں ہے، وہاں socialist system ہے، USSR اپنے وقت کی super power تھا، وہاں commune system تھا، کیا ہم کہیں گے کہ وہ ترقی یافتہ ملک نہیں تھے۔

جناب! آج ہمیں بھی دیکھنا ہو گا کہ آج ہمیں قدرت نے موقع دیا ہے کہ یہاں عوامی حکومت ہے، لوگوں کے ووٹوں سے ان اداروں میں بیٹھے ہیں تو پھر جو سب سے بڑی ترجیح ہے، وہ اس ملک کی lower most class کے لیے ہونی چاہیے۔ اس حکومت اور اس party کی ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ ہم lower most class کے لیے کیا definite programme لائے ہیں، کیا definite programme launch کرنا چاہتے ہیں۔

جناب! آج میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو بھلا کر کہ ماضی میں کیا ہوا، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ

کس طرح deliver کر سکتے ہیں۔ جناب! ہم یہاں کہتے ہیں کہ فلاں لوگ ہمیں بدنظر سے دیکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ 1990 suprises کی طرف نظر دوڑائیں، دنیا کا نقشہ بدل چکا ہے، جناب! 9/11 بعد کی بات ہے، 1990 suprises have been, unification of Germany اور Germany and Japan نے pact کے ذریعے America کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ oil field پر قبضہ کرے کیونکہ America کے نزدیک اگلی world war یا دنیا کا اگلا محاذ وہی ہو گا کہ جہاں oil field ہو گا۔

میں بڑی معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ابھی مشاہد حسین صاحب کہہ رہے تھے کہ America کے ادارے CIA نے غلط information دی کہ عراق میں mass destruction کے weapons ہیں اور اسکو بنیاد بنا کر انہوں نے حملہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ جناب! ایسا نہیں ہوا تھا نہ ان کے ادارے information کے بغیر چلتے ہیں نہ ہماری طرح بھولے ہیں کہ انہیں پتا نہ ہو اور بالخصوص جس information کے سہارے دنیا کو فتح کرنے چلے ہیں۔ جناب! انہیں علم تھا کہ عراق کے پاس کچھ نہیں ہے، صدام ان کا اپنا agent تھا، اس کو آلہ کار بنا کر انہوں نے جب یہ فیصلہ کیا کہ اب دنیا سے communism کا خاتمہ ہو گیا ہے اور ہمارے لیے آنے والے کل میں threat اسلام ہے، مسلمان ہے تو انہوں نے oil field پر control کرنا تھا اور مسلمان ملکوں کو بھی فتح کرنا تھا۔ انہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس اسلامی دنیا کو فتح کرنا شروع کر دیا۔ جناب! 9/11 کل کی بات ہے، اس میں افغانستان کا کون سا فرد تھا؟ مگر America نے سب سے پہلے افغانستان کو فتح کیا، Central Asian states تک access کے لیے اور چھپے ہوئے خزانے پر قابو پانے کے لیے انہیں افغانستان کی ضرورت تھی۔ ہم یہ سمجھیں کہ پاکستان یا کوئی بھی مسلمان ملک کسی بھی طریقے سے America کو خوش کر لے گا تو جناب! یہ ہماری خام خیالی ہے۔ اپنے تمام بنیادی حقوق liberalism, democracy, rule of law, rule of constitution سب کے باوجود west والے اگر بوسنیا کے مسلمانوں کو معاف نہیں کر سکتے، یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے اور ان کا جرم صرف اور صرف مسلمان ہونا ہے۔ آپ کے خیال میں کیا وہ کسی اور ملک کو معاف کر دیں گے؟ جہاں کی فوج ایک trained فوج ہو، جو اپنے آپ کو atomic power کہتا ہو اور جس کے قبائلی علاقوں میں وہ الزام لگا رہے ہوں کہ ان

کے نزدیک یہاں terrorists چھپے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان America کے نزدیک سب سے زیادہ خطرناک ملک ہے۔ کل کی بات ہے کہ Bush نے یہ بات برملا کہی کہ America کے اگلے president کو پاکستان کے ساتھ زیادہ واسطہ رہے گا نہ کہ عراق اور افغانستان کے ساتھ۔ ہم اس کے باوجود بھی چھوٹی چھوٹی بحثوں میں الجھے ہوئے ہیں، ہم آنے والے کل کو محسوس نہیں کر رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی نظروں کو کسی specialist سے check کروانا چاہیے تاکہ ہم آنے والے خطرے کو دیکھ سکیں، ہم اس دیوار کے پیچھے دیکھ سکیں جو کہ سیاستدان اور leaders دیکھا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم وہ سسٹم مضبوط کریں جو کہ قوموں اور ملکوں کی بقا کے لیے ہوا کرتا ہے۔ کبھی ہم نے غور کیا کہ شاید ہندوستان میں آزادی کی بے شمار تحریکیں چل رہی ہوں گی مگر آج اگر ہندوستان intact ہے تو rule of constitution کی وجہ سے ہے، اگر آج یہ constitution کا umbrella ہندوستان سے ہٹا دیں تو وہ پچاس ریاستوں میں تقسیم ہوتا ہوا نظر آئے گا۔ اس بات کو ہم محسوس نہیں کرتے اور بہت سے لوگوں کے منہ سے میں نے یہ سنا کہ جناب یہ باتیں ہوتی رہتی ہیں، پاکستان کو آج تک کیا ہوا ہے۔ ہم کیوں بھول گئے کہ کل جب ڈھاکہ fall ہوا تو East Pakistan بنگلہ دیش بن گیا جو کہ آبادی میں West Pakistan سے زیادہ تھا، جنہوں نے تحریک پاکستان میں شاید اس خطے سے زیادہ movement چلائی تھی اور مسلم لیگ کا پہلا President بنگال سے تھا، Pakistan Movement بنگال سے چلی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہماری پسماندگی کی زیادہ وجہ ہماری غربت اور معاشی حالت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شاہ صاحب اب wind up کیجیے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: میں بہت جلد اپنی بات کو ختم کرنا چاہوں گا۔ جناب چیئرمین! اگر ہم آج دنیا میں اپنی آزاد خارجہ پالیسی قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر آزاد خارجہ پالیسی معاشی خوشحالی سے مشروط ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ beggars can not be choosers, میں یہ نہیں کہوں گا کہ we are beggars میں کہتا ہوں کہ ہم جب تک اپنا کاسہ دنیا کے سامنے

رکھیں گے تو اس وقت تک اس ملک میں بقول شاہ محمود قریشی ہم آزاد خارجہ پالیسی نہیں رکھ سکتے۔ میری بات سے شاید وزیرخارجہ بھی اتفاق کریں گے کہ جب ہم کاسہ لے کر جاتے ہیں تو پھر کیسی آزاد خارجہ پالیسی۔ ہم چھوٹی چھوٹی بات پر امریکہ کے سامنے جب دست سوال دراز کرتے ہیں تو پھر ان کی مرضی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ کسی نے کہا کہ پچھلے سالوں میں ہماری reserves 16 billion dollars تھیں۔ جناب! ہم اس پر بھی خوش تھے کہ 15,16 billion dollar سے شاید ہماری economy درست ہوگئی۔ آج یہاں اسی ہاؤس میں باتیں ہوئی ہیں کہ ایران atomic power نہ ہونے کے باوجود امریکہ کو آنکھ دکھاتا ہے' اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ تمام پابندیوں کے باوجود ایران چور دروازے سے بھی 80 billion dollar کا تیل بیچ لیتا ہے۔ ہم بھی جب تک معاشی طور پر خود کفیل نہیں ہوں گے' ہماری کوئی آزاد اور خود مختار خارجہ پالیسی نہیں ہوسکتی۔

آج یہاں سیاسی حکومت ہے' ہمارے گرد و نواح میں ہمارے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں' ہندوستان اور اسرائیل آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خارجہ پالیسی کا یہ حسن ہونا چاہیے کہ ہم ہندوستان کو یہ سمجھا سکیں کہ پاکستان کو اگر کوئی نقصان پہنچا تو اس کے بعد super powers کا نشانہ ہندوستان ہو گا۔ آج ہندوستان کو امریکہ میں اس لیے پسند کیا جاتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم اس کو China کے خلاف ایک حصار کے طور پر استعمال کریں گے۔ مگر جس دن اللہ نہ کرے پاکستان disintegrate ہوا تو اس کے بعد ہندوستان کی باری ہو گی۔ یہ ہماری سیاسی حکومت کا فرض ہے کہ ہم اپنے dialogues کے ذریعے ہندوستان کو یہ باور کرائیں کہ وہ بھی آنے والے کل کے خطرے کو سمجھیں۔

جناب چیئرمین! اب میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ آج پارلیمنٹ پر صرف PTV کی نظر نہیں' کوئی وقت تھا کہ صرف ایک channel ہوا کرتا تھا اور اس میں بھی حکومت اگر چاہتی تھی تو اپنی مرضی کی خبریں دکھا دیا کرتی تھی۔ آج ہزار آنکھیں مختلف international اور channels کی صورت میں حکومتوں کو' اپوزیشن کو' ملکی حالات اور affairs کو focus کیے ہوئے ہیں۔ آج propaganda and media کی دنیا ہے' لوگ ہماری کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں' اگر آپ پچھلے ادوار میں دیکھیں تو پارلیمنٹ کے متعلق جو منفی

propaganda ہوا کرتا تھا اس میں یہ باتیں بھی شامل ہوتی تھیں کہ پارلیمنٹ سے مدبر لوگ پیدا نہیں ہوا کرتے، پارلیمنٹ اخبارات کا ایک کھلونا سمجھی جاتی تھیں، پارلیمنٹ کو ایک سازشیوں کا ٹولہ سمجھا جاتا تھا اور پارلیمنٹ پر یہ الزامات اس وقت ثبوت بن جاتے تھے جب پارلیمنٹ کی کارکردگی منفی ہوتی تھی۔ آج جب میں سمجھتا ہوں کہ اتنے channels کام کر رہے ہیں تو ہمیں اپنے act سے، اپنی کارکردگی سے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ پارلیمنٹ اخبارات کا کھلونا نہیں ہے، پارلیمنٹ کے ذریعے کسی بھی سوسائٹی میں مدبر لوگ پیدا ہوا کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہماری بحث یہ نہیں ہونی چاہیے کہ پچھلی حکومت نے کیا کیا، ہمیں دیکھنا یہ ہو گا کہ ہم کیا پروگرام لائے ہیں۔ جناب چیئرمین! اپوزیشن ہمیشہ government in waiting ہوتی ہے اور جس ملک میں political rule ہوتا ہے، rule of constitution ہوتا ہے، سیاسی جماعتیں کام کرتی ہیں، وہ اپنے programmes ترتیب دے کر رکھتی ہیں کہ کل اگر ہم حکومت میں آئیں تو دوسرے دن ہم نے قوم کے لیے کیا کرنا ہے۔ یہاں بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم deliver کرنے میں ناکام ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی پروگرام نہیں ہوتا، کوئی agenda نہیں ہوتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شاہ صاحب ختم کریں، کافی وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، ہم صرف ایک دوسرے پر mud throw کرنے میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ اس ملک میں اپوزیشن، گورنمنٹ اور تمام سیاسی جماعتیں مل کر بیٹھیں اور اس ملک کو درپیش خطرات سے مقابلہ کرنے کے لیے سوچیں، اس ملک کے معاشی حالات کو بدلنے کے لیے سوچیں، اس ملک کے غریب عوام جو کہ آس لگائیں بیٹھے ہیں ان کے لیے کوئی definite programme launch کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس پر نیک نیتی سے سوچیں تو وہ دن دور نہیں کہ ہم اپنی منزل نہ پالیں۔

آندھی آئے، طوفاں آئے، دیا جلائے رکھنا ہے۔
گھر کی خاطر سو دکھ جھیلیں، گھر تو آخر اپنا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بالکل اپنا ہے، شکریہ۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: جناب چیئرمین! اپوزیشن اور treasury benches دونوں کے مشورے سے طے ہوا تھا کہ جو general speakers ہوں گے ان کے لیے 5 سے 7 منٹ ہو گا اور پارٹی لیڈران کے -------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سب کو درخواست کر رہا ہوں لیکن محترم Senators ہیں، وقت کو over shoot کرتے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: چونکہ جناب آگے بھی commitments ہوتی ہیں، اس لیے آپ سے گزارش ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں پوری کوشش کرتا ہوں۔ جی ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! دیر آید، درست آید۔ سب سے پہلے میں آپ کو congratulation پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ 12 سال سے اسی دورانیہ میں چلے آ رہے ہیں، آپ نے جو اظہار کیا اس میں آپ اکیلے نہیں ہیں، آپ کے ساتھ اور بھی ایسے ساتھی ہیں جو کہ ابھی تک اس کرسی پر نہیں بیٹھے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی کہ اللہ کرے کہ آپ مستقل اس کرسی پر بیٹھے رہیں کیونکہ یہ ایسے لوگوں کا حق ہوا کرتا ہے۔ حق دیر سے آتا ہے لیکن دیر آید، درست آید، وہ تو ہوتا رہتا ہے۔

جناب چیئرمین! آج ہم خارجہ پالیسی پر بحث کر رہے ہیں۔ یہاں ایوان میں چار پانچ ایسے دوست ہیں جو تین یا زائد دفعہ سے continuously رکن سینیٹ چلے آ رہے ہیں۔ یہاں کئی دفعہ خارجہ پالیسی پر بحث بھی ہوئی ہے اور جو وزیر خارجہ تھے انہوں نے ہمیں یہاں بریفنگ بھی دی اور wind up پر بہت خوبصورت تقاریر بھی کی تھیں۔ لیکن آج تک نشستند، گفتند، برخاستند کے علاوہ مجھے عملی طور پر کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا کردار دکھائی نہیں دیا کہ خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی آئی ہو۔ اس سے پہلے دو دفعہ وزیراعظم پیپلزپارٹی کا بھی رہ چکا ہے اور دو دفعہ نواز شریف بھی اس ملک کا وزیراعظم رہ چکا ہے۔ گزشتہ دور میں (ق) والے تھے۔ اب الحمدللہ پھر ہماری حکومت ہے اور وزیراعظم پیپلز پارٹی کا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس پر غور کریں کہ 9/11 کے بعد جب صدر امریکہ بش نے ان سے support مانگی کہ مجھے آپ کی حمایت چاہیے تو اس وقت مشرف کے پاس ایک اچھا موقع تھا کہ وہ ترکی اور مصر کے مقابلے میں جو requirement اور demands حمایت کے بدلے ان کی تھیں اس وقت ہم امریکہ سے سب کچھ منوا سکتے تھے۔ ہم ان کے ساتھ سینہ تان کر بات کرسکتے تھے کیوں کہ اس وقت اس کی ضرورت تھی۔ اگر ہم اس کی مدد نہ کرتے تو بش یہاں افغانستان میں کوئی action نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن ہم نے بڑا miss کیا اور اس وقت مشرف صاحب نے پارلیمنٹ کو بلائے ، بغیر کسی سیاسی عمائدین کے مشورہ کے بغیر فیصلہ کیا۔ جب بش نے کہا مجھے آپ کی حمایت چاہیے تو مشرف نے کہا Yes Sir. بغیر کسی سوچے سمجھے منصوبے کے اس کی حمایت کی۔ آج اس مدد کی وجہ سے ہمارا صدر بھی خطرے میں ہے ، ہمارا وزیراعظم بھی خطرے میں ہے اور اس حمایت کی وجہ سے آج ہمارا بلوچستان کا جو بارڈر افغانستان سے ملتا ہے یا وزیرستان اور پشاور سرحد کا بارڈر افغانستان سے ملتا ہے اس سے پہلے وہاں کے قبائلی لوگوں نے پاکستان کی جنگ لڑی، انہوں نے ہماری حفاظت کی لیکن ہم نے امریکہ بابا کو خوش کرنے کے لیے اپنی سرحدوں کو غیر محفوظ کیا۔ آج وہ ہمارے خلاف بندوق اٹھا رہے ہیں۔ پہلے وہ دشمن کے خلاف بندوق اٹھاتے تھے لیکن ہماری غلط پالیسیوں کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے ۔ یہ آٹھ سالہ تسلسل ہے جو گزشتہ حکومت کی طرف سے آرہا ہے۔ یہ آج کی حکومت کا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ مشرف صاحب نے اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر یہ تمام غلطیاں کیں اور آج ہم اس کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اگر آپ پوچھیں، بلوچستان میں بگٹی کو شہید کیا گیا ، بلوچستان میں جو آپریشن ہوا اس کا وہاں کے وزیراعلیٰ کو بھی معلوم نہیں تھا، وہاں کے گورنر کو معلوم نہیں تھا ۔ یہ ایجنسیوں اور مشرف صاحب نے directly deal کیا اور ایک بوڑھے معمر شخص اکبر بگٹی، جو بلوچستان کا ایک مشہور نام تھا اس کو ناجائز طور پر شہید کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی غلط پالیسیاں تھیں اور ڈاکٹر قدیر کا معاملہ بھی آپ دیکھ لیں۔ اس قوم کا محسن ہے، اس نے ہمیں ایٹمی قوت دی۔ ہندوستان کو جس نے ایٹمی قوت بنایا اس عبدالسلام کو President of India بنا دیا گیا اور یہاں جو قوم کا محسن ہے ڈاکٹر قدیر خان، اس کے خلاف مشرف نے ایف آئی آر درج کرکے اسے آج تک جیل میں رکھا ہوا ہے، وہ بھی

صرف امریکہ کو خوش کرنے کے لیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جس طرح بھی امریکہ کو خوش کریں وہ کبھی خوش نہیں ہوگا۔ اگر آج ہم اس کی یہ demand پوری کردیں' کل اور demand کرے گا۔ اگر وہ پوری کریں گے تو وہ تیسری demand کرے گا۔ اس کا ایک پروگرام ہے کہ اسلامی ممالک کو crush کروں اور میں پوری دنیا میں سپر طاقت بنوں اور جو تمام چھوٹے ممالک ہیں ان پر مسلط ہو جاؤں۔ یہ ان کی ایک بہت بڑی planning ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں 'youngest Minister ہیں اگر ان کا بھی یہی خیال ہے کہ میں جا کر امریکہ کو اپنی خوبصورت تقریر سے خوش کرنا چاہتا ہوں تو یہ اس کی بھول ہے۔ یہ کبھی بھی امریکہ کو مطمئن نہیں کرسکیں گے۔ یہ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہم وہاں جاکر ڈالروں کی بھیک مانگتے ہیں تو بھیک مانگنے کے بعد آپ stand نہیں لے سکتے۔ جو بات آپ کو خودمختاری سے کہنی چاہیے وہ نہیں کہہ سکتے۔ آپ اس کے سامنے ایک بھکاری کی طرح بات کریں گے۔

جناب چیئرمین! میری تجویز ہے کہ ہم اپنے پیٹ پر پتھر باندھیں اور امریکہ کی امداد کو ٹھوکر ماریں کیوں کہ یہ ہماری خودمختاری پر ضرب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری غیرت کے خلاف ہے۔ ہم امریکہ کو صاف دو ٹوک الفاظ میں کہیں کہ ہمارا بھی ایک خودمختار ملک ہے' ہم کیوں دفاعی پوزیشن میں ہوں۔ ہم کیوں compromise میں جاتے ہیں۔ ایران ایک چھوٹا ملک ہے اس کی مثال آپ دیکھ لیں۔ گزشتہ آٹھ سال میں حکومت نے اربوں ڈالر امریکہ سے لیے' غربت میں کوئی کمی آئی ہے ؟ بے روزگاری میں کوئی کمی آئی؟ لوگ خودکشی پر تیار ہیں۔ یہ ڈالر کہاں گئے ، عیاشیوں اور کمیشنوں میں چلے گئے۔ یہ جو امداد وہاں سے ملتی رہی ہے وہ کہاں خرچ ہوتی رہی ہے انہوں نے کبھی اس کا آڈٹ کیا ہے۔ یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ بش نے ہماری آئی ایس آئی پر اعتراضات کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ جائز ہیں۔ کیوں جائز ہیں؟ ہم مالک کو کہتے ہیں کہ آپ اپنا گھر سنبھالیں اور چور کو کہتے ہیں جا کر چوری کرو۔ مشرف جا کر بش کو کہتا ہے کہ آپ طالبان پر حملہ کریں اور طالبان کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ڈٹ کر مقابلہ کریں میں آپ کے ساتھ ہوں یہ منافقت کب تک چلائیں گے۔ امریکہ کی ایجنسیوں والے منافقت نہیں جانتے وہ اپنی صحیح رپورٹ دیتے ہیں اور وہ ہمیں watch کر رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو پتا نہیں ہے لیکن ہمارا سب کچھ ان کو پتا ہے۔ دوغلی پالیسی نہیں چل سکتی یا امریکہ کو خوش کرو یا

طالبان کی مدد کرو۔ آپ کیا منافقت کر رہے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر ہم اپنے وسائل پر بھروسہ کریں اور ایک شعر میرے ذہن میں آتا ہے کہ:

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر

تیرے خوف و ذلت کے حلووں سے بہتر

جناب والا! اگر ہم اپنی خشک روٹی پر گزارا کریں اور امریکہ کے ڈالروں کو ٹھوکر ماریں تو بہتر ہوگا اور جب تک امریکہ کی مداخلت اس ملک میں رہے گی، آپ کے ہاں امن و امان قائم نہیں ہوسکتا۔ آپ اس خواب سے نکلیں ۔ امریکہ کا ایک بڑا پلان پاکستان کے خلاف ہے۔ وہ آپ کو اس طرح معاف نہیں کریں گے۔ سب سے زیادہ امریکہ کے لیے پاکستان ہے۔ اس کے لئے top of list پاکستان ہے۔ آپ جاکر شف شف شفتالو سے اس کو خوش کریں گے، اچھے اچھے جملے استعمال کرکے ان کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ کو وہاں دوٹوک الفاظ میں بات کرنی چاہیے تھی کہ امریکہ اپنی حد میں رہے، امریکہ دنیا کا سب سے بڑا غنڈہ ہے' اس نے افغانستان میں جا کر حملہ کیا' آپ نے عراق پر حملہ کیا اور کہتے ہو کہ میں دنیا کا اصول پرست ہوں۔سب سے زیادہ دہشت گرد امریکہ خود ہے۔اب وہ اسرائیل کو کہتا ہے کہ آپ ایٹمی قوت بنیں اور ایران کو کہتا ہے کہ آپ کو حق حاصل نہیں ہے۔اگر اسرائیل کو حق حاصل ہے تو تمام مسلمان ممالک کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔

جناب چیئرمین! جب ہم باہر جاتے ہیں۔ لندن، امریکہ جاتے ہیں وہاں ہمارا کوئی image نہیں ہے، کوئی standard نہیں ہے۔ ایرانی کہتا ہے کہ I am Irani, ایک بنگلہ دیشی کہتا ہے I am Bangladeshi لیکن مجھے شرم آتی ہے کہ میں کہوں کہ I am Pakistani. خارجہ پالیسی کے لیے میں کہتا ہوں قریشی صاحب، زرداری صاحب، نوازشریف صاحب خدا کے لیے، اپنے اختلافات کو بھلا کر آپ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں پالیسیاں لائیں اور ان پر بحث کریں اور پارلیمنٹ کی بالادستی مان کر، جو پالیسی پارلیمنٹ دے اسی کے مطابق آپ کو اپنی خارجہ پالیسی پر reverse کرنا پڑے گا۔ جب تک آپ اپنی خارجہ پالیسی تبدیل نہیں کریں گے، مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ ویسے بھی ہمارا حق بنتا ہے کیوں کہ آپ بھی سینئر ہیں اور میں بھی سینئر ہوں' چار ' پانچ منٹ تو آپ مجھے ویسے بھی دے دیں گے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، چار پانچ منٹ نہیں آپ دو منٹ اور لے لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! گزشتہ حکومت میں بش نے انڈیا میں جاکر ایٹمی ٹیکنالوجی کے معاہدے کیے۔ جب وہ واپس اسلام آباد آیا تو اس نے سب کو Embassy میں بلا کر کرکٹ کھیلی۔ یہ شرم کی بات ہے۔ وہاں انڈیا میں جا کر اس نے معاہدے کیے اور یہاں پاکستان میں آ کر ہمارا مذاق اڑایا اور کرکٹ کھیل کر چلا گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہماری خارجہ پالیسی بہت اچھی ہے۔ ہم کون سی خارجہ پالیسی کی بات کرتے ہیں۔ یہاں وزیر خارجہ کے لیے بھی امریکہ سے NOC لینا پڑتا ہے۔ اسی طرح وزیر خزانہ کا بھی NOC لینا پڑے گا۔ یہاں سے لوگوں کو پکڑ کر کیوبا بھیج دیا جاتا ہے اور امریکہ کے حوالے کیا جاتا ہے۔ ابھی ایک ڈاکٹر خاتون کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ پچھلے دور میں مشرف کی سربراہی میں ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ اسے یہ حق بھی نہیں دیا گیا تھا کہ وہ عدالت میں اپنی صفائی پیش کرے۔ پاکستان امریکہ کی ایک کالونی کی حیثیت رکھتا ہے۔ امریکہ کی پہلے 52 ریاستیں ہیں اس کو بھی ان کی سٹیٹ میں merge کر دیں تاکہ ہماری یہاں سے جان چھوٹ جائے۔ یہ کیا شف شف شفتالو کرتے ہو یہاں straight forward بات کرو کہ ہمارا بھی ایک خود مختار ملک ہے۔ ہمارا ایک status ہے۔ امریکہ کو بتا دو کہ آپ ہمارے ساتھ کیوں دھمکی آمیز لہجے میں بات کرتے ہیں۔ تم دھمکی دینے والے کون ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سپر پاور ہے۔ امریکہ کا حشر روس کی طرح کا ہو گا۔ جس طرح روس ٹکڑے ٹکڑے ہوا انشاء اللہ امریکہ اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گا۔ ہمارے ملک کی location بہت اچھی ہے۔ اگر ہماری حکومت پتے کھیلنا جانتی ہے تو ہمیں امریکہ سے کوئی ڈر نہیں ہے۔ ہم تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات چاہتے ہیں لیکن ہمیں bold steps لینے ہوں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب ٹائم کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میری آخری رائے یہ ہے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی کو سینیٹ اور نیشنل اسمبلی میں لائیں اور اگر پارلیمنٹ موجودہ خارجہ پالیسی کو reverse کرنا چاہے تو آپ کریں یہاں تک کہ آپ کو اپنی سیٹ کی قربانی بھی دینی پڑے تو وہ دیں لیکن مجھے پتا ہے کہ وزیر خارجہ صاحب یہ قربانی نہیں دیں گے۔ جب تک پاکستان میں امریکی مداخلت ہے اس وقت تک یہاں امن قائم نہیں ہو گا۔ میرا مشورہ ہے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کریں اور اس ملک کی خود داری کو بچائیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بڑی مہربانی۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کے توسط سے Leader of the Opposition سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے جو طے کیا تھا اس کے مطابق Foreign Minister کل بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ ان کی Foreign Office کے اندر lunch کے بعد ایک meeting ہے اگر وہ مناسب سمجھیں تو وزیر صاحب اسے wind up کر لیں اور جو باقی تقاریر رہ گئی ہیں وہ continue رہیں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! میری Leader of the House سے بات ہوئی ہے۔ ہم نے ٹائم مقرر کیا تھا اس کے اندر ہم اسے نہیں کر سکے کیوں کہ مقررین بھی زیادہ ہیں اور جن مقررین نے حصہ لیا ہے انہوں نے وقت بھی زیادہ لیا ہے لیکن ان کو بولنے کا حق بھی ہے۔ اگر وہ wind up کرلیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہم lunch کے بعد اس issue پر اور اگلے internal issue پر بھی بات کرتے رہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ مناسب بات ہے کہ شاہ محمود wind up کرلیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! آپ تقریریں کرتے رہے اور جب ہماری باری آئی تو short cut کی باتیں کی جا رہی ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: پھر ایسا کرتے ہیں کہ ہم lunch اڑھائی بجے کر لیتے ہیں،

اس سے پہلے آپ سب کو ٹائم دیں۔سب کو دو دو منٹ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میری لسٹ کے مطابق صرف چار پانچ مقررین باقی ہیں۔ اگر مہربانی کر کے پانچ منٹ کے اندر اپنی تقریر کو ختم کیا جائے تو پھر شاید اس کو ہم مکمل کر لیں۔ جی ڈاکٹر محمد علی بروہی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: شکریہ چیئرمین! ہماری بھی باری آ گئی۔ جناب! یہ ایک اہم issue ہے اور اس پر تمام فاضل اراکین نے تفصیلی گفتگو بھی کی ہے اور اگر باقی معزز اراکین کو بھی ٹائم دیا جائے تو بہتر ہو گا۔ ہمارے ملک کے جتنے بھی external اور internal assets ہیں ان کے متعلق ہر ممبر نے positive انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے ملک کی موجودہ conditions بہت تکلیف دہ ہیں۔ آج borders کے اوپر ملک کے اندر جو صورتحال چل رہی ہے وہ بہت ہی sensitive ہے۔ہمارے قائد الطاف حسین نے بھی اس کی طرف نشاندہی کی ہے اور خاص طور پر کراچی میں جو talbanization کا سلسلہ چل پڑا ہے۔ طالبان کی threats بھی آنی شروع ہو گئی ہیں۔ کراچی ایک industrial area ہے اور سندھ میں پر امن لوگ رہتے ہیں۔ وہاں پر ہرقومیت کے لوگ رہتے ہیں۔ وہاں کے حالات بگاڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب! وہاں ایسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں کہ اگر ہم نے ان پر توجہ نہ دی تو پھر ملک میں بہت بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور اسلام کے تمام احکامات کے پابند ہیں ہمیں کسی سے اس لحاظ سے کوئی سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ہماری کوشش ہے کہ اس ملک کو مضبوط بنایا جائے۔ اس وقت فاٹا اور ہمارے بارڈرز کی صورتحال بہت خراب ہے اور ہمارا دشمن ہمارے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ ہمیں اپنے لیے اچھی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ جناب! ہمارا مذہب کبھی بھی ہمیں یہ درس نہیں دیتا کہ ہم خودکش حملے کریں اور بے گناہ لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کریں۔ ہمارا دین اسلام محبت کا درس دیتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کے لیے جدو جہد کی تو انہوں نے اپنے دین کو کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسا۔ ہم کسی پر زبردستی اسے لاگو نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! ایسے چند عناصر ہیں' پرائم منسٹر کا بیان آیا کہ نائن الیون کی طرح کے ایک اور منصوبے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ ہمارے ملک کو destabilize کیا جارہا ہے۔ ہم ملک میں 80 کی دہائی سے ابھی تک سنبھل نہیں پائے۔ ہم پریشان ہیں' ہمارے ملک کے غریب عوام پس گئے ہیں' ہمارے ہاں مہنگائی بڑھی ہے' ہمارے ہاں energy crisis ہوگئے ہیں' ہمارے ہاں Railway system flop ہوگیا ہے' ہمارے ہاں inflation rate بڑھ گیا ہے' غریب' غریب تر ہوتا جارہا ہے' اتنی زیادہ مہنگائی ہوگئی ہے' پیٹرول کی قیمتیں دیکھیں کہاں پہنچ چکی ہیں۔ جناب چیئرمین' ہمارے وزیر خارجہ کے پاس وزارت پٹرولیم کا چارج بھی ہے' منسٹر صاحب کا بیان آیا کہ calculation کی غلطی ہوگئی تھی۔ کہاں سے کہاں سی این جی کی قیمتیں بڑھ گئیں' کہاں جا کر پیٹرول پہنچا ہے۔ جناب چیئرمین' اس کا effect غریب پر ہوتا ہے' ان تمام چیزوں کا اثر ایک غریب پر پڑتا ہے۔ غریب کھانے کو مجبور ہے۔ آج ہمارے ملک کے اندر جو صورتحال ہے' یہ civil war کی طرف جارہی ہے۔ وہ دن نہ آئے جس دن غریب باہر سڑکوں پر نکل آئے اور اپنے حقوق چھیننے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کے لیے تیار ہو۔

ہمارے borders پر جو صورتحال چل آرہی ہے' کرزئی ہمیں آنکھیں دکھا رہا ہے' انڈیا کی پوری agencies ہمارے ملک میں گھسی ہوئی ہیں جب کہ یہاں پر یہ صورتحال ہے کہ ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے چکر میں ہیں۔ ہمیں متحد ہونا چاہیے۔ ہم گورنمنٹ کی اچھی policies کو support کریں گے۔ ہم یہ بھی ensure کریں گے کہ talibanization کے جو targets کراچی میں ہیں' ان کے جو targets لاہور میں ہیں' خاص طور پر ان کے جو targets صوبہ سندھ میں ہیں' ہم اس دھرتی پر رہنے والے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی منصوبہ بندی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے-----

----

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی، جناب چیئرمین' ہمارے تمام معزز اراکین بیٹھے ہوئے

ہیں، جو صورتحال یہاں کراچی میں پائی جاتی ہے خاص طور پر سندھ کے علاقوں میں، جو طالبانائزیشن ہو رہی ہے، جو جھوٹے پولیس مقابلے کیے جا رہے ہیں، میں ان پر بھی آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ پولیس کی غنڈہ گردی جاری ہے، وہاں پر industrialists اور شریف لوگوں پر pressure ڈالا جا رہا ہے میں گزارش کروں گا کہ ان چیزوں پر توجہ دیں۔ ان کا نوٹس لیں۔ پورے ملک کی صورتحال صحیح نہیں ہے۔ ہم کسی کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہمارے ملک میں امن رہے۔ ہماری تحریک اور ہماری خواہش ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں provincial autonomy ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہربانی کرکے wind up کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: جناب چیئرمین، provincial autonomy دی جائے۔ Concurrent List کیوں نہیں ختم کی جاتی؟ Provincial autonomy کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا؟ جناب چیئرمین، جب تک صوبوں کو حق نہیں دیا جاتا، جب تک آپ صوبوں کو مضبوط نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کی federation مضبوط نہیں ہو گی۔ جناب چیئرمین، جب تک آپ غریبوں کو حق نہیں دیں، اس وقت تک آپ کا ملک مضبوط نہیں ہو گا۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کروں گا۔ میں نے جو باتیں عرض کی ہیں ان پر پرائم منسٹر صاحب، مشیر داخلہ اور وزیر اعلیٰ سندھ توجہ کریں اور اس پر سخت ایکشن لیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بیگم رزینہ عالم خان صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارک دوں گی اس کرسی صدارت پر تشریف فرما ہونے کی اور آپ کے لیے بہت سی نیک تمناؤں کا اظہار کروں گی۔

جناب والا، میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ اگست کا مہینہ ہے اور ہم جشن آزادی منانے جا رہے ہیں۔ یہ پہلا جشن آزادی ہو گا جو ہمارے ملک کی سالمیت اور خودمختاری کے حوالے سے اتنے برے حالات دیکھے گا۔ اس سے پہلے کبھی جشن آزادی کے دن نے ایسے حالات نہیں دیکھے

ہوں گے۔ جناب والا' ملک کی سالمیت کو داخلی اور خارجی خطرات ہیں' ملک میں governance نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ دہشت گرد دندناتے پھر رہے ہیں۔ میں نے اسی سینیٹ کے فلور پر کہا تھا کہ لڑکیوں کے اسکولوں کو بم سے اڑایا جا رہا ہے اور وہاں آگ لگائی جارہی ہے۔ آج ستر سے زیادہ ان اسکولوں کی تعداد ہوگئی ہے جن کو تباہ کردیا گیا ہے۔ مجھے چیئرپرسن' مجلس قائمہ برائے تعلیم ہونے کے ناتے وہاں سے خواتین' بچیوں اور بچیوں کی ماؤں کے فون آرہے ہیں کہ ہمارے صوبے کے حالات اب ایسے نہیں ہیں کہ ہم اپنی بچیوں کو تعلیمی اداروں میں بھیجیں۔

جناب والا' ہماری حکومت نے خواتین کی تعلیم' ان کی uplift' ان کی empowerment کے لیے بہت بڑے اقدامات اٹھائے' مجھے خوشی ہے کہ موجودہ حکومت بھی اس پر یقین رکھتی ہے لیکن خواتین کی empowerment میں سب سے بنیادی چیز تعلیم ہے اور ہماری بچیوں کے تعلیمی ادارے جس طریقے سے جلائے جارہے ہیں' اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ کیا یہ بہت مشکل ہے کہ وہاں law enforcing agencies کے کچھ لوگ کھڑے ہوں اور وہ اسکولوں کی حفاظت کریں اور ان کو بچائیں؟ وہاں شرپسند آتے ہیں اور آگ لگا کر چلے جاتے ہیں۔ وہاں پر کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ پہلے یہ اسکول سوات اور مٹہ میں جلائے گئے اور اب بلوچستان میں بھی یہ کارروائی شروع ہوگئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ہیلتھ سینٹرز بھی جلائے جارہے ہیں۔ عوام جن کے ووٹوں سے یہ حکومت آئی ہے' جنھوں نے mandate دیا ہے' آج وہ عوام افراتفری کا شکار ہیں' وہ غربت کا شکار ہیں' وہ مہنگائی کا شکار ہیں' وہ بے روزگاری کا شکار ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ پھر وہ ہماری بچیاں جن کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ ایک بچی کو پڑھانا ایک خاندان کو پڑھانے کے برابر ہے' یہ سب slogans ہیں۔ جب ہمارا کوئی بڑا' صدر' وزیراعظم یا کوئی باہر تشریف لے جاتے ہیں تو پھر تعلیم کی بات ہوتی ہے کہ ملک کی ترقی کے لیے تعلیم بنیادی چیز ہے لیکن جب عمل کی بات آتی ہے تو تعلیم کا بجٹ بھی کاٹ لیا جاتا ہے۔ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی جو کہ ترقی کی بنیاد ہے' اس کا بجٹ کاٹ لیا جاتا ہے اور تعلیمی اداروں میں جو اس قسم کے حالات ہوتے ہیں' اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ میں یہ مطالبہ کروں گی کہ اس قسم کے حالات کو درست کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

معیشت جو کسی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے وہ تباہ ہورہی ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گی کیونکہ وقت کم ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ State Bank سے record قرضے لیے جارہے ہیں، devaluation ہورہی ہے ہمارے روپے کی قیمت کم ہورہی ہے۔ دفاعی بجٹ کو کم کردیا گیا ہے۔ اس طرف سے ہمارے معزز رکن یہ فرمارہے تھے کہ ہمیں لڑائی کا کوئی شوق نہیں ہے۔ بات لڑائی کے شوق کی نہیں ہوتی، ہمیں minimum deterrance رکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے دفاع ملکی سالمیت کی guarantee دیتا ہے۔ دفاعی بجٹ بڑھایا نہیں گیا اور inflation ہے جس کے باعث وہ کم ہوگیا ہے۔ یہ کس کا ایجنڈا پورا کیا جارہا ہے؟ ہماری خارجہ پالیسی کا جھکاؤ، پوری قوم کہتی ہے، بھارت کی طرف ہے۔ China ہمارا tested friend ہے، ہمیشہ اس نے ہمارا ساتھ دیا اور ہمارے کام آیا، آج اس کی طرف ہم وہ گرم جوشی نہیں دکھا رہے اور ہمارا جھکاؤ بھارت کی طرف ہے۔ اگر trade policy دیکھیں جو کہ ابھی نئی حکومت نے announce کی ہے اس میں بھی ہمارا جھکاؤ بھارت کی طرف ہے۔ لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ ہماری خارجہ پالیسی میں ایک تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! میں کچھ تجاویز دوں گی اور تجاویز دینے سے پہلے میں سینیٹر انور بھنڈر صاحب، جن کی میں بہت زیادہ عزت کرتی ہوں، ان کی اس بات کی تائید کروں گی کہ جو تجاویز ہم یہاں دیتے ہیں، وہ تجاویز یہاں ہی نہ رہ جایا کریں۔ ان تجاویز کو کابینہ یا کسی ایسی جگہ بھیجیں کہ ان پر کچھ عملدرآمد ہو یا ان کا کچھ فائدہ ہو۔

میری پہلی تجویز تو یہ ہے کہ اس وقت ہمیں قومی یکجہتی کی جتنی ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ وہ قومی یکجہتی جو 1965 کی جنگ میں، 1971 کی جنگ اور جو زلزلے کے دوران ہم نے دیکھی، اسی قومی یکجہتی کی آج ضرورت ہے اور اس کے لیے ہم میں باہمی جو بھی خیالات کا فرق ہے یا اختلافات ہیں ان کو پس پشت رکھ کر اس وقت ہم ملک کے لیے سوچیں کیونکہ اس وقت ملک کے لیے اندرونی اور بیرونی خطرات ہیں۔ میں کہنا چاہوں گی کہ تمام سیاسی پارٹیاں گول میز کانفرنس بلائیں اور اس میں بیٹھ کر سر جوڑ کر، اتفاق کے ساتھ کوئی ایسا لائحہ عمل بنائیں کہ ہماری نظر میں جو خطرات ہیں اور وہ خطرات دور نہیں ہیں وہ اسی سال میں آنے والے خطرات ہیں چاہے وہ دوسرے ملک سے ہوں، پڑوسی ملک آنکھیں دکھا رہے ہیں۔

Line of control کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں، کس بنیاد پر ہو رہی ہیں؟ یہ کسی کی شہ پر ہو رہی ہیں تو ان خطرات سے نپٹنے کے لیے ہم ایک لائحہ عمل تیار کریں اور ہماری گول میز کانفرنس ہو، اس میں یہ تمام چیزیں discuss ہوں اور اس کے لیے ایک لائحہ عمل بنے۔ اسی طرح پارلیمنٹ سے باہر جو سیاسی قوتیں ہیں ان کو بھی اس کانفرنس میں شامل کیا جائے۔

جناب والا! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ جو وزارتیں خالی ہیں ان میں مہربانی کرکے وزیر متعین کیے جائیں۔ ہمیں سننے میں تو آتا ہے کہ کابینہ میں اضافہ ہوگا کیونکہ جس کمیٹی کی میں Chairperson ہوں اس میں Science & Technology and Education ہے اور وہاں کوئی وزیر نہیں ہے اور اس کے معاملات اسی طرح پڑے ہوئے ہیں اور سب چیزیں pipeline میں ہیں اور کھٹائی میں پڑی ہوئی ہیں تو مہربانی کرکے وزراء کی تعیناتی کی جائے تاکہ وزارتیں پوری طرح کام کریں اور عوام کے مسائل حل ہوں۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ISI کے لیے بہت کچھ کہا گیا ہے۔ میں صرف ایک جملہ کہوں گی، وہ یہ ہے کہ آئی ایس آئی کے لیے جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں، وہ کوئی غلط فہمی نہیں تھی، غلطی نہیں تھی۔ وہ بدنیتی پر مبنی ایک اقدام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پارلیمنٹ اور تمام عوام نے مل کر ان مقاصد کو ناکام بنا دیا۔ وہ ہمارے ملک میں عدم استحکام لانے کے لیے ایک قدم تھا۔ ہمارے ملک میں سیاسی عدم استحکام ہے اسی سے معاشی عدم استحکام جنم لیتا ہے تو ہمیں ان سب چیزوں کو سوچنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ جیسا کہ ابھی ہمارے ایک بھائی نے کہا کہ صوبوں کو مطمئن کرنے کے لیے ان کا حق ان کو فوری طور پر دینا چاہیے تاکہ این ایف سی ایوارڈ کا فیصلہ ہو ۔ جناب والا! ایک مفاہمت کی فضا ہونی چاہیے ۔ یہاں پر یہ ہے کہ آپس میں ایک ٹکراؤ کی فضا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنی energy طاقت اور صلاحیت سے مل کر، ایک مفاہمانہ انداز میں صرف کرنی چاہیے اور کس کے لیے صرف کرنی چاہیے، اپنے ملک کے عوام کی بہتری کے لیے، ملک کی سالمیت اور بقا کے لیے ، اپنے ملک کی حفاظت کے لیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ آپ بہت اچھے smart اور پیارے بھائی ہیں کیونکہ جب مجھے وہ عباسی یاد آتا ہے جو یہاں بیٹھ کر اپنے ملک اور قوم کے لیے لڑنے والا پھر وہاں بیٹھ کر وہی سچ بولنے والا ہے تو میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور جس طرح آج آپ اچھے لگ رہے ہیں باقی دنوں میں بھی اچھے لگیں تا کہ ہمیں خوشی ہو۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! آج میں اپنے پیارے پاکستان کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں یہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ یقین کریں کہ جتنے بھی پاکستانی عوام ہیں وہ اتنے پریشان کبھی نہیں ہوئے جتنے ان دنوں میں پریشانی دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ میں کہتی ہوں کہ اگر پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ خدانخواستہ اگر ہمارے پیارے پاکستان کو کچھ ہوا تو پھر یہ جو اتنا خوبصورت پاکستان ہے' ٹھیک ہے تھوڑا بہت یہاں پر ہوتا ہے مگر آج کل جو پاکستان کے حالات ہیں یہ صرف اور صرف ہم لوگوں کی وجہ سے ہو رہا ہے کیونکہ اپنے ہی گھر میں رہتے ہوئے ہم نے اپنے پورے گھر کو مسمار کر دیا ہے۔ یہ ہمارے ہی لوگ ہیں۔ جب ہمیں کچھ نہ کچھ شرارت سوجھتی ہے تو ہم کچھ نہ کچھ issue پیدا کر کے پاکستان کے غریب عوام کا سکون اور چین چھین لیتے ہیں۔ کبھی پاکستان میں پیٹرول کا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے تو اس کے لیے لڑتے ہیں' وہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر مہنگائی کا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے' وہ ختم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیلاب کا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے۔ وہ ختم ہوتا ہے تو آج کل پاکستان میں آئی ایس آئی کا مسئلہ شروع ہوا ہے یہ بھی میرے خیال میں کبھی بھی پورے پاکستان میں آج تک اس طریقے سے اپنے ملک اور قوم کی ایجنسیوں کی کبھی کسی نے بےعزتی نہیں کی جیسی کہ اب ان کی بے عزتی ہو رہی ہے۔ آپ سوچیں ایک بندہ لندن پہنچتا ہے' امریکہ پہنچتا ہے اور وہاں سے یہاں پر آئی ایس آئی کے orders ہو جاتے ہیں کہ یہ ادارہ وزارت داخلہ کو دے دیا جاتا ہے۔ یہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے؟ میرا خیال ہے کبھی بھی اس طرح نہیں ہوا ہے' نہ کبھی ایسے مسئلے مسائل ہوئے ہیں۔ مجھے تو اتنا دکھ لگتا ہے کہ ہم ہی اپنے لوگوں کو برباد کر رہے ہیں

حالانکہ ہمیں اس topic پر بولنا ہی نہیں چاہیے۔ ہمیں آئی ایس آئی والوں کی حفاظت کرنی چاہیے کہ خدانخواستہ ہمارے ملک کو، آئی ایس آئی کو یا فوج کو کچھ ہوا' چاروں طرف ہمارے دشمن بیٹھے ہوئے ہیں۔ چاروں طرف سے ہمارے ملک کو برباد کرنے کے لیے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ ادھر سے انڈیا ہے اور دوسری طرف ہمارے کرزئی صاحب ہیں۔ بندہ پریشان ہو جاتا ہے۔ شام کو چین کی نیند بھی آج کل پاکستان کے عوام کو میسر نہیں کہ پتا نہیں آدھی رات کو یہاں پر کیا ہو تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آئی ایس آئی کا جو پورا پلان شروع ہوا ہے ہمارا جو دشمن بھارت ہے مجھے لگتا ہے کہ اس کی کوئی سازش ہے۔ کیونکہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کمزور ہو اور پاکستانی عوام کمزور ہوں تاکہ میں حملہ کروں اور اللہ تعالیٰ ان کا یہ خواب کبھی پورا نہ کرے۔

جناب والا! سب سے زیادہ تکلیف آئی ایس آئی سے بھارت کو ہے اور میں پریشان ہوں کہ ہمارے لوگ بھارت کی زبان کیوں بول رہے ہیں۔ مجھے تو ان پر شک ہے کہ جو بھارت کہتا ہے وہی یہاں پر ہمارے لوگ بولنا شروع ہو جاتے ہیں اور اس ادارے کے خلاف بات کرتے ہیں یہ کتنی بری بات ہے کہ جو ہمارے ملک اور قوم کی خدمت کرتے ہیں ' ہمارے ملک اور قوم کی حفاظت کرتے ہیں، ہم اسی چیز کو یہاں پر لا کر اتنا زبردست topic بنا لیتے ہیں، یہ اسمبلیوں تک آ جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ادارے یا ایک فرد کی بات نہیں ہوتی، یہ اس وقت پورے پاکستان کی بات ہے، پورے پاکستانی عوام کی بات ہے کیونکہ ایسے خلاف بولنے والے لوگ پاکستان کے دوست نہیں، دشمن ہیں اور وہ پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارمان کو پورا نہ کرے۔ ISI کے خلاف جو کچھ ہوا ہے اور جو سازشیں ہوئی ہیں میں ان کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور اپنے بھائیوں سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ اس topic کو ابھی ختم کرنا چاہیے کیونکہ اگر ISI اور فوج ہماری مضبوط ہوگی تو پاکستان مضبوط ہو گا۔ اللہ تعالیٰ میرے پاکستان کو صحیح سلامت رکھے۔

آخر میں، میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ آج کل جو حج کے کرایوں میں اتنا زیادہ اضافہ کیا جا رہا ہے یعنی اس کا مطلب ہے کہ صرف امیر بندہ حج کرنے جائے اور غریب مرے۔ اب تو امیر بھی نہیں جا سکتا۔ دو لاکھ روپے کا ایک ٹکٹ ہے۔ یعنی اللہ کے گھر پر بھی ان لوگوں نے ٹیکس لگا دیا۔ اللہ کے گھر کے کرایوں میں بھی انہوں نے کمانا شروع کر دیا۔ اتنا لالچ۔ یعنی اللہ

کے گھر کو بھی انہوں نے نہیں چھوڑا۔ خدا! کے لئے اللہ کا واسطہ ہے' اللہ اور اللہ کے رسول کا واسطہ ہے' کم از کم غریبوں کے ساتھ یہ ظلم تو نہ کریں۔ آپ لوگوں نے روٹی چھین لی ہے۔ آپ نے ان کا سکون چھین لیا ہے۔ آپ نے بچوں سے تعلیم چھین لی ہے۔ واپڈا نے لوڈ شیڈنگ کر کے پوری دنیا کو برباد کر دیا۔ کم از کم آپ اتنا تو کریں کہ حج کے کرایوں میں اضافے کو ختم کر دیں اور حج کے کرایوں میں آپ کمی کریں کیونکہ اس وقت پاکستانی غریب عوام تو وہاں پر پہنچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ یہ تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ دو لاکھ روپے میں ایک بندہ حج کرے تو میں اس کی بھی پرزور مخالفت کرتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! ایک منٹ سن لیں جلدی نہ کریں۔ میں شاہ محمود قریشی سے یہ درخواست کروں گی کہ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ خاص کر اپنے رضا ربانی صاحب کا' پرانی عادت ہے کہ وہ جو بھی بات کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ انہوں نے جو یہاں پر ISI کے بارے میں کہا تھا کہ بالکل یہ غلط ہے' اس کے آرڈر واپس ہو جائیں گے۔ انہوں نے کر کے دکھایا۔ چلو اگر ایک دو پٹیاں چلیں۔ کوئی بات نہیں ہے۔ آپ دل نہ چھوٹا کریں۔ آپ بہت ہی اچھے پیارے اور شہزادے ہو۔ یہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں کہہ رہی ہوں۔ جب اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے تو ان کا رول بڑا ہی سخت تھا اور آج جب گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں تو بڑے نرم دل ہو گئے ہیں۔ جو سچ ہوتا ہے اس کو بیان کرنا چاہیے۔ یہ مت سمجھنا کہ میں آپ کی چمچہ گیری کر رہی ہوں یا تعریف کر رہی ہوں۔ مجھے آپ سے لینا دینا کچھ بھی نہیں ہے۔ لینا اللہ سے ہے۔

میں اس لئے اس پر فخر کرتی ہوں کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا اور اب آپ ایک وعدہ اور کریں گے۔ ایک تو لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ کریں۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ پورے پشاور اور بلوچستان میں اتنا سیلاب آیا ہوا ہے کہ لوگ مر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! کسی نے توجہ ہی نہیں دی ہے۔ کسی نے یہاں پر بات ہی نہیں کی۔ پشاور میں کتنے لوگ سیلاب میں مر گئے ہیں' پتا ہی نہیں ہے۔ بلوچستان میں کتنے لوگ مر گئے ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں کتنے لوگ

مر گئے ہیں۔ کسی کو کوئی پتا نہیں ہے۔ ارے بابا! خدا کے لئے چھوڑیں ان سارے دھندوں کو اور لڑائیوں کو۔ صرف اپنی توجہ پاکستان کی طرف کریں اور تمام صوبوں کو آپ لوگ عزت دیں۔ صوبوں کی عزت ہوگی تو آپ کی عزت ہوگی۔ اگر آپ صوبوں پر توجہ نہیں دیں گے تو کل آپ پر کوئی توجہ نہیں دے گا۔ سیلاب زدگان کے لئے پرائم منسٹر صاحب سے درخواست کروں گی کہ تمام صوبوں کے لئے آپ فنڈز جاری کریں تاکہ جتنے لوگوں کے گھر گر گئے ہیں ان کے لئے گھر بنائے جائیں اور صوبائی خود مختاری کی جب میں بات کرتی ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل صوبوں کے پاس خود مختاری نہیں ہے۔ تھوڑی سی توجہ دیں رضا ربانی صاحب کہ کم از کم صوبوں کو اتنا خود مختار کریں کہ وہ اپنے سیلاب زدگان یا اپنے غریب عوام کو تو بچا سکیں۔ جناب چیئرمین! وہاں پر لوگوں کے پاس ٹینٹ تک نہیں ہیں۔ آپ خود سندھ کے رہنے والے ہیں۔ جہاں پر سیلاب آیا ہے وہاں پر آپ خود جاکر معائنہ کریں۔ لوگ ویرانے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور پانی کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اینٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس اتنا بھی نہیں ہے کہ وہ ایک چادر ڈال کر اپنے بچوں کو بارش سے بچائیں۔ آپ مجھے بتائیں یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم لوگ شور کر رہے ہیں کہ ہم نے تو یہ بنا دیا اور ہم نے وہ بنا دیا ہے۔ ہم نے کچھ بھی نہیں بنایا ہے۔ یعنی آپ سوچیں کہ ابھی تک ملک اور قوم کا فیصلہ بچوں کے ہاتھ میں ہے' دو بندوں کے ہاتھ میں ہے۔ خدا! کے لئے جو فیصلہ کرو جلدی کرو۔ آر یا پار۔ ختم ہونی چاہیے یہ بات۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے کہ آر پار ہونے والا ہے۔ آپ مہربانی کریں ختم کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، میری بات سنیں۔ یہ تو نہیں ہے کہ پورے ۴ مہینوں سے آپ نے پوری قوم کو tension دی ہوئی ہے۔ خدا کے لئے tension ختم کریں۔ ایک tension ہے ادھر' دوسری tension ہے ادھر' تیسرا لیلا مجنون کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہنسی کے ساتھ کباب کھا کر نکل جاتے ہیں۔ یہاں پر پوری قوم روٹی کے لئے مر رہی ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے۔ دیکھیں میری بات سنیں۔ آپ اگر پاکستانی عوام کے لئے کچھ کریں گے جنہوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے۔ آپ ان کے لئے کچھ کریں۔ آپ لوگوں نے تو کچھ بھی

نہیں کیا۔ باقی مسائل چھوڑیں۔ لوڈ شیڈنگ کی بھی میں بات نہیں کرتی ہوں۔ کم از کم پاکستانی عوام کو سیلاب سے تو بچائیں۔ روٹی تو دے دیں۔ انڈیا نے جو اتنی بڑی نہر وہاں سے چھوڑ دی اور تمام لوگوں کو برباد کر دیا۔ اس کو تو روکیں۔ اس topic پر تو کوئی بات ہی نہیں کرتا۔ سارے لوگ اس بات پر لگے ہوئے ہیں کہ "میں" اور "تو"۔ یہ "میں" اور "تو" پتا نہیں کب تک جاری رہے گا۔ میں آپ اور تمام سینیٹرز سے درخواست کرتی ہوں کہ کم از کم اس وقت چھوڑیں ساری لڑائیاں اور جھگڑے۔ ختم کریں یہ ساری باتیں اور اپنے ملک کو بچائیں اور اپنے صوبوں کو بچائیں۔ اپنے صوبوں کو بچائیں اور پاکستانی عوام کو بچائیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کا بیڑا غرق کرے جو اس وقت پورے پاکستان کے لئے planning کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مقاصد کو برباد کرے۔ اللہ میرے چاروں صوبوں کو سلامت رکھے اور میرے پورے پاکستان کو سلامت رکھے۔ میرے پاکستانی غریب عوام کو سلامت رکھے۔ اب میں آپ کے توسط سے ایک بات اور کہنا چاہتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں باتیں کافی ہو گئی ہیں۔ اب آپ ختم کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، مجھے پتا ہے کہ آپ آرڈر کریں گے۔ میں آج آپ کو ایک اچھی بات کہنا چاہتی ہوں۔ آج آپ آرڈر کریں کہ جتنے بھی لوگوں کے گھر برباد ہوئے ہیں یا جو لوگ سیلاب کی وجہ سے بے گھر ہوئے ہیں ان کے لئے کچھ نہ کچھ announce کریں۔ پچھلی دفعہ رضا ربانی صاحب نے، ہم نے اور پورے سینیٹ نے یہاں پر چندہ جمع کیا تھا۔ ہم نے ٹینٹ وغیرہ لیے۔ ان لوگوں پر کم سے کم اتنا سایہ تو کریں۔ اپنی انگلی کٹتی ہے تو درد ہوتا ہے۔ اگر کسی غریب کا جسم کٹے تو کسی کو درد نہیں ہوتا۔ جب اپنی انگلی کٹتی ہے تو پھر درد ہوتا ہے تو VVIP پٹی باندھتے ہیں اور ایمبولینس میں ہسپتال پہنچ جاتے ہیں۔ ارے سارے عوام اس وقت مر گئے ہیں۔ جس طرح آپ ڈرم پانی میں چھوڑتے ہیں اور وہ لڑھک لڑھک کر جا رہے ہیں آپ یقین کریں کہ لوگوں کے بچے لڑھک رہے ہیں۔ ان کو سنبھالو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں صوبائی حکومتوں نے بھی اور وزیر

اعظم صاحب نے بھی آج نوٹس لیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، صوبائی حکومت کیا کر سکتی ہے۔ ان کے پاس فنڈز ہی نہیں ہیں۔ پیسے ہی نہیں ہیں۔ آپ لوگوں نے تو سینیٹروں کے فنڈز بھی بند کر دیے ہیں تو صوبائی حکومتوں کو خاک دے رہے ہیں۔ وہ تو سارے رو رہے ہیں۔ سارے بیٹھ کر ماتم کر رہے ہیں۔ آپ یقین کریں۔ میں آپ کو سچ کہتی ہوں۔ سارے صوبے ماتم کر رہے ہیں۔ ان کے پاس ایک ٹکا نہیں ہے۔ اس لئے آپ لوگ اپنی سوچ اس وقت بند کریں اور صرف غریبوں کے لئے سوچیں۔ آج جس غریب نے آپ کو ووٹ دیا ہے اور یہاں پہنچایا کل یہی غریب آپ لوگوں کو بد دعائیں دیں گے۔ جوتے اور ٹماٹر آپ کو ماریں گے۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ سلامت رکھے مگر چلتے چلتے کچھ کر کے جانا ہے۔ ایسے سیڑھیوں سے واپس اتر کر یہاں آ کر بیٹھنا۔ یہ پھر صفدر عباسی کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔ یہ آپ کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مجھے پھر آپ اختیارات دے دیں تاکہ میں وہ آرڈر پاس کر دوں۔

سینیٹر آغا پری گل، بالکل۔ میں تو کہتی ہوں کہ آپ صفدر بن کر رہیں۔ Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بڑی مہربانی۔ بیگم کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین ، شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! آپ کو کرسی صدارت مبارک ہو۔ میری بہن پری گل صاحبہ نے تقریباً تمام باتیں کہہ دی جو انہیں کہنی چاہیے تھیں۔ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے explain کر دیا ہے۔ جناب والا! ہم کسی حکومت یا کسی پالیسی پر طنز نہیں کر رہے ہیں۔ We are all Pakistani. جناب والا ! آپ کو جو manadate ملا ہے۔ یہ بہت شہادتوں کے بعد ملا ہے اپنی جان کے نذرانے دے کر ملا ہے۔ ایسے نہیں ہے کہ جمہوریت ایسے ہی مل گئی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ جمہوریت کی پاسداری کریں۔ محترمہ نے جو قربانی دی ہے اس کی پاسداری کا وقت آ گیا ہے۔ آپ ایسے اتحادی کو ساتھ ملانے کی کوشش میں سرگرداں ہیں جو پانچ مہینے سے یہ بھی نہیں بتا رہا کہ وہ آپ کا

اتحادی ہے بھی یا نہیں۔ آپ قوم کا وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ آپ کی تمام issues سے توجہ ہٹ گئی ہے' اخبار' اداریے بھرے ہوئے ہیں' ٹی وی کے تبصرے بھرے ہوئے ہیں' میرا خیال ہے کہ جو اتحادی آپ کے ساتھ ہیں وہ اس وقت کو حاصل کرنا چاہ رہے ہیں جب پیپلز پارٹی کی حیثیت صفر ہو جائےاور پھر ہم ابھر کر آئیں۔ آپ بھی سیاست کو سمجھتے ہیں اور ہم بھی سیاست کو سمجھتے ہیں۔ ہم تو ایک معمولی سے ورکر ہیں' آپ تو بہت عرصے سے سیاست میں ہیں۔ جناب والا! جب آپ کی حکومت بنی تو ہم دل و جان سے چاہ رہے تھے کہ حکومت چلے اور اچھے طریقے سے چلے اور پانچ سال پورے کرے۔ بہت واویلا اٹھا تھا کہ فرد واحد فیصلے کرتا ہے' اب تو دو دو لوگ فیصلہ کر رہے ہیں' کیوں فیصلے implement نہیں ہو رہے۔ اب تو فرد واحد فیصلہ نہیں کر رہا۔ اب تو آپ فیصلے کر رہے ہیں' ان فیصلوں کو implement ہونا چاہیے۔ کونسی طاقت ہے جو ان فیصلوں کو implement ہونے سے روک رہی ہے۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ جو جمہوریت بنی ہے' یہ جمہوریت قائم رہے۔ ہر سیاسی کارکن جمہوریت کے حق میں ہوتا ہے' جتنی اچھی بھی مارشل لاء ہو وہ اس مارشل لاء کے حق میں نہیں ہوتا۔

جناب والا! آج اتنے مسائل ہیں اور ہم خود حیران ہیں کہ کس کو زیر بحث لایا جائے۔ خارجہ پالیسی کو' مہنگائی کو' Stock Exchange کو' اغوا برائے تاوان کو' ڈالر کی گرتی ہوئی حالت کو' کون کون سی چیزوں کو زیر بحث لائیں آٹھ یا دس منٹ یہ تو بہت کم وقت ہے۔ اس میں تو ہم topics کو بھی زیر بحث نہیں لا سکتے کہ آج کا topic یہ ہے۔ جناب والا! یہ ہم کسی کی مخالفت میں نہیں کہہ رہے۔ ہم وہ بات کہہ رہے ہیں جو پاکستان کے اندر ہو رہی ہے۔ آج مجھے اپنے وطن عزیز کی سلامتی کی فکر ہے۔ مجھے تو اس ملک کی سلامتی کی فکر ہے کہ خدانخواستہ' خاکم بدہن' میرے منہ میں خاک کہ ملک کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے۔ آپ نے دیکھا کہ بنگہ دیش بنا اور ملک ٹوٹ گیا۔ ہم کشمیر پر جھنڈے گاڑنے گئے تھے آدھا ملک دے کر آگئے۔

جناب والا! میں ایک چھوٹی سی بات کروں گی کہ ہم امریکہ کے ساتھ تعلقات کی بات کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ ایسا دشمن جو دوست کے روپ میں آکر کمر میں چھرا گھونپے اور ہم دوستی کا حق ادا کریں۔ وہ جو کچھ مسلمان ملکوں سے لینا چاہ رہا ہے' عراق' افغانستان اور اس کا اگلا ٹارگٹ پاکستان اور ایران ہے کیونکہ اس کو پتا ہے کہ اس کو جس قوم سے سب سے زیادہ

خطرہ ہے، جس دین سے خطرہ ہے وہ دین اسلام ہے۔ میں حیران ہوں کہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر لیا ہے اور یہاں اسلام نہیں ہے۔ زرعی ملک ہے اور آٹا نہیں ہے۔ پانچ دریاؤں کا ملک ہے پانی اور بجلی نہیں ہے۔ یا تو ہم سیاستدانوں کو سیاست نہیں کرنی آتی، یا تو ہمیں پلاننگ نہیں کرنی آتی کہ ہمیں اس ملک کے لیے کیا کرنا چاہیے تھا۔ ایسے ذرائع جو اس ملک میں ہیں شاید دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہیں۔ جو حسن اس ملک کا ہے شاید دنیا کے کسی ملک کا نہیں ہے۔

جناب والا! انڈیا کے ساتھ ہم اپنے تعلقات کی بات کرتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ تجارت کرنا چاہ رہے ہیں۔ 134 items ہم import کریں گے جبکہ export کرنے کے لیے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کونسی ہمسائیگی کا حق انڈیا نے ادا کیا؟ پاکستان بننے سے لے کر آج تک یہ "RAW" اور جتنے ایجنٹ بلوچستان میں کام کر رہے ہیں، وہاں پر انہوں نے بارہ کونسل خانے کھولے ہوئے ہیں۔ معصوم لوگوں کو سکھا کر پاکستان کے خلاف کر رہے ہیں۔ انہیں چراغوں کو، جن چراغوں سے روشنیاں جلنی تھیں، جن چراغوں سے پاکستان روشن ہونا تھا انہی کو پاکستان اور بلوچستان کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہم چاروں صوبوں کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کے چاروں صوبوں میں سے کس صوبے میں امن ہے! فاٹا کی بات کرتے ہیں، صوبہ سرحد کی بات کرتے ہیں، بلوچستان کی بات کرتے ہیں، اسلام آباد کی بات کرتے ہیں۔ آپ کے کراچی کو جو threat ملا ہے، جو کل پریس کانفرنس ہوئی ہے، مجھے یہ بتائیں کہ کہاں پر امن رہا۔ اس ملک سے نکل کر کہاں جائیں گے۔ آپ کے چاروں صوبے امن و امان کے حوالے سے میں نہیں سمجھتی کہ کوئی صوبہ ایسا ہو کہ باہر کا investor آئے اور investment کرے۔ جناب والا! سب سے پہلے تو آپ کو چاروں صوبوں میں امن قائم کرنا ہے۔ فاٹا میں بھی، سرحد میں بھی، علاقہ غیر جسے ہم کہتے تھے، بلوچستان میں بھی اس وقت صوبہ سندھ جو آپ کا سب سے بڑا صوبہ ہے، جہاں آپ کی حکومت ہے، جہاں پر آپ کے لوگ ہیں، جن کو threats مل رہے ہیں ان کے لیے کوئی نہ کوئی پالیسی وضع کرنی ہو گی۔

جناب والا! آپ کے پاس وقت ہے آپ ایک جمہوری حکومت ہیں، آپ کو mandate ملا ہوا ہے۔ آپ اس پر عملدرآمد کریں۔ اگر ابھی بھی آپ نے فیصلوں میں دیر کر دی تو وہ وقت دور نہیں کہ جب لوگ کھڑے ہو کر کہیں گے کہ لگائیں 58 (2) B لائیں مارشل

لا، کم از کم لوگ تو محفوظ ہوں گے۔ کم از کم لوگوں کو روٹی روزی تو ملے گی۔ جناب والا! میرے صوبے میں روٹی دس روپے کی ہے۔ ایک من آٹا ایک ہزار روپے کا ہے۔ جو بندہ پانچ یا سات ہزار روپیہ تنخواہ لیتا ہے مجھے یقین نہیں کہ وہ دو وقت روٹی کھاتا ہو۔

جناب والا! اغوا برائے تاوان کی جو وارداتیں ہیں۔ اسلام آباد میں تاجر کے بیٹے کو، کراچی میں تاجر کے بیٹے کو اور اسی طرح بلوچستان میں اغوا کئے جا رہے ہیں۔ سننے میں یہ بھی آیا ہے، مجھے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ چیدہ چیدہ لوگ یہ وارداتیں جان بوجھ کر کروا رہے ہیں۔ لوگوں میں دہشت پھیلانے کے لیے تاکہ آپ کی حکومت destabilize ہو۔

جناب والا! آخر میں دو تین باتیں کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گی۔ جناب والا! آپ یہ بتائیں کہ اس وقت ملک کو ضرورت کس بات کی ہے۔ سب سے زیادہ ضروری کیا بات ہے؟ کل آپ لوگوں کی بہت بڑی میٹنگ کوئی پانچ سے سات گھنٹے رہی جس میں میرے محترم بھائی رضا ربانی صاحب بھی شامل تھے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا صدر صاحب کا مواخذہ ضروری ہے یا اس ملک میں امن و امان ضروری ہے۔ کیا صدر صاحب کا مواخذہ ضروری ہے یا اس ملک کی بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانا ضروری ہے۔ ملک چاروں طرف سے پانی میں ڈوب گیا ہے، سیلاب آیا ہوا ہے اور لوگ ڈوب رہے ہیں کیا اس پر فوری اقدام ہونا ضروری تھا یا یہ فیصلے کرنے کی ضرورت تھی۔ جناب والا! کوئی ایک شخص کچھ نہیں کر سکتا جب تک پوری قوم اس کے ساتھ نہ ہو۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ "خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک"۔ آپ ہوش کے ناخن لیں۔ اگر ہم اکٹھے ہوجائیں، اس طرف یا اس طرف کی بات نہیں ہے as a قوم as a muslim, as a nation کوئی دنیا کی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی۔ جب تک ہمارے اندر کی برائی، ہمارا اندر صاف نہ ہوگا، اس وقت تک ہم اپنے ملک کے لئے کام نہیں کر سکتے ہیں۔ صرف جذبوں کی ضرورت ہے ورنہ اس قوم میں کوئی کمی نہیں ہے، کوئی اس سے زیادہ غیرت مند قوم پیدا نہیں ہوئی، اس سے زیادہ بہادر قوم پیدا نہیں ہوئی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جی۔ بیگم فخر النساء صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان : شکریہ جناب چیئرمین، سب سینیٹر بول چکے ہیں اور مجھے

سمجھ ہی نہیں آرہا کہ میں کیا بات کروں۔ سب سے پہلے تو اے پی پی کی طرف سے مجھے ایک چٹ آئی ہے، مجھے موقع ملا ہے کہ میں وہ پڑھ دوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف گزشتہ مالی سال کے دوران اے پی پی کے کنٹریکٹ ملازمین کو پندرہ فیصد اضافہ نہیں دیا گیا ہے۔ وزارت خزانہ کے نوٹیفکیشن میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ذیلی کنٹریکٹ ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ ہو گا۔

دوسری بات یہ ہے اور میں کل سے موقع ڈھونڈ رہی تھی اور عدیل صاحب اللہ جانے کہاں چلے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ کم ازکم ہم ہلاک ہونے والوں کے لیے دعا تو کرلیں تو ہم اس پر اس لیے ہنسے تھے کہ look who is talking ان کی حکومت سرحد میں ہے اور سرحد بہہ رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کم از کم دعا تو کرلیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اعتراف تو کر رہے ہیں کہ ان سے اور کچھ نہیں ہوا۔ کل میں اجلاس میں آنے کے لیے نکلی ہوں تو جب میں نے ٹی وی کو بند کیا ہے تو اس میں یہی خبر تھی کہ ہمارے پاس کوئی مدد کے لیے نہیں پہنچا۔ ہم اپنی مدد آپ کے تحت اپنے ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچا رہے ہیں، گھروں کو تو خیر بچا نہیں سکتے، گھر تو ڈوب گئے۔ یہاں پر عدیل صاحب دھواں دھار تقریر جھاڑ رہے تھے اس سے بہتر نہیں تھا کہ وہ اپنے صوبے کی مدد ہی کر دیتے۔ کاش کہ وہ یہاں پر موجود ہوتے ان کی کمر کے پیچھے بولنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔

نمبر ۳ یہ کہ شکر کریں کہ آئی ایس آئی کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھ گیا ہے کیونکہ پوری قوم گومگو کے عالم میں تھی کہ ابھی کیا ہونے والا ہے۔ خدا کرے کہ ابھی بھی stable ہو کیونکہ تین تین گھنٹے کے بعد آپ لوگ رائے بدل لیتے ہیں اور ہم لوگ پریشان رہتے ہیں۔ ایک اور بڑی اچھی بات ہوگئی کہ آپ نے رحمٰن ملک صاحب کو ہٹلر بننے سے بچالیا۔

جناب والا! اس وقت میں لاء اینڈ آرڈر پر بولنا چاہتی ہوں کیونکہ فارن پالیسی پر تو بہت بات ہو چکی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : لاء اینڈ آرڈر پر کل یا پھر کسی اور موقع پر۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان : تھوڑا سا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اصل میں شاہ محمود قریشی صاحب جانے والے ہیں ان کو wind up کر لینے دیں پھر آپ کو دوبارہ موقع دیں گے۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان : چلیں ٹھیک ہے جی۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : جی شاہ محمود قریشی صاحب۔

مخدوم شاہ محمود قریشی (وزیر برائے خارجہ امور)، شکریہ جناب چیئرمین! پچھلے دو اڑھائی روز سے اس ایوان بالا میں ملک کی خارجہ پالیسی اور جو ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات درپیش ہیں' یا جن کے خدشات ہیں ان کے بارے میں ایک تفصیلی گفتگو ہوئی اور بہت سے معزز ارکان نے بہت سے نکتے اٹھائے ہیں' میں مختصراً ان کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جمہوریت کی خوبصورتی ہی یہی ہے کہ حکومت وقت کو جوابدہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ میرا جس جماعت سے تعلق ہے اور جو ہمارے اتحادی ہیں ہم جمہوری سوچ رکھنے والے لوگ ہیں۔ پارلیمنٹری oversight کو تسلیم کرتے ہیں اور اس principle کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو جوابدہ ہونا چاہیے اور ہم عوامی نمائندگان کے سامنے جواب دہ ہیں۔ حزب اختلاف کا بنیادی کام ہے کہ وہ تنقید کرے اور ہم ان کے تنقید کے حق کو تسلیم کرتے ہیں لیکن گزارش صرف اتنی ہے کہ جب تنقید کریں تو اس میں تعمیری پہلو ہونا چاہیے اور تنقید fair and objectiveہونی چاہیے۔ تنقید میں ہم حدود و قیود کا تعین کر لیں کہ تنقید حکومت کی حد تک تو درست ہے لیکن جب تنقید حکومت سے تجاوز کرتی ہے اور state institutions یا state interestپر جاتی ہے تو اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ان سب چیزوں سے باخبر ہے۔

جناب والا! یہاں پر بہت سے مسائل کو اس بحث میں اٹھایا گیا۔ وزیراعظم کے U.S. visit کا ذکر کیا گیا۔ یہاں پر جناب کرزئی کی statement کا ذکر کیا گیا۔ یہاں پر ملک میں دہشت گردی کی جو جنگ ہے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ یہاں پر چین کے ساتھ تعلقات کا ذکر کیا گیا۔ یہاں پر پارلیمنٹ کی relevancy کا ذکر کیا گیا۔ یہاں پر U.S. India nuclear deal کا

تذکرہ کیا گیا۔ یہاں پر inflation کا ذکر کیا گیا اور economic challenges کا ذکر کیا گیا۔ یہ بہت بڑی بحث تھی جو چھیڑی گئی ہے۔ اب میں اس کا آغاز کرنا چاہوں گا۔ پہلے تو میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ وزیراعظم کا جو امریکہ کا دورہ تھا وہ بہت زیادہ زیر بحث رہا ہے۔ ایوان میں بھی رہا ہے، ایوان کے باہر بھی لوگوں نے اس پر بہت کچھ لکھا بھی ہے، پڑھا بھی ہے اور وہ لوگوں کا حق ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی دورے کی کامیابی کو یا اس کی ناکامی کو جب judge کرتے ہیں تو ہمارے سامنے کوئی yardstick ہونی چاہیے، کوئی پیمانہ ہونا چاہیے۔ ہاں! ہر ممبر اپنی رائے کا حق رکھتا ہے اور اپنی رائے کا اظہار بھی کرتا ہے لیکن ہمیں کوئی yardstick تو طے کرنی ہوگی کہ ہم کس کو کامیاب تصور کرتے ہیں، ہم کس کو ناکام تصور کرتے ہیں۔

جناب والا! اگر میں کوئی پیمانہ سامنے رکھ کر بات کروں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جو impression create کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی اور میں دلائل کے ذریعے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ درست نہیں ہے۔ میری رائے میں یہ جو دورہ تھا۔ ایک تو ہم وہاں پر خود گئے نہیں، وزیراعظم کو invite کیا گیا تھا، انہوں نے خود خواہش ظاہر نہیں کی تھی۔ اس کے بعد میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ تاثر بھی درست نہیں ہے، تاثر درست کیوں نہیں ہے، level of engagement جو ان کا اپنے دورے میں ہوا ہے میں اس کے بارے میں ایوان کو مطلع کرنا چاہوں گا کہ کونسا اہم شخص یا شخصیت یا ادارہ ہے جس سے interact نہیں کیا گیا جو کہ وہاں policy formulate کرنے کا اختیار رکھتا ہے، جس میں امریکہ کی پالیسی وضع کرنے کی صلاحیت ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ administration کو اگر آپ دیکھیں تو صدر کے ساتھ، Vice President کے ساتھ، سیکرٹری آف سٹیٹ کے ساتھ، سیکرٹری ڈیفنس کے ساتھ، ہوم لینڈ سیکورٹی کے سیکرٹری کے ساتھ، سیکرٹری آف ٹریژری کے ساتھ، نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر کے ساتھ وزیراعظم اور ان کے رفقا کا interaction ہوا۔ اب یہی تو وہ لوگ ہیں جو پالیسی مرتب کرتے ہیں اور ان تک آپ نے اپنا نقطہ نظر پیش کرنا ہے۔ آپ administration سے ہٹ جائیں، جو مستقبل کی قیادت ہے، جس نے کل کو اس ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے، جو آپ کے دور میں Presidential candidates ہیں، چاہے سینیٹر

بارک اوباما ہیں یا جان مکین ہیں ان کے ساتھ interaction ہوا۔ اگر آپ ان سے ہٹ کر Congress چونکہ democratic ملک ہے اور Congress کی ایک اہمیت ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، اگر آپ اس کی طرف دیکھیں تو سینیٹ کی جو Foreign Relation Committee ہے اس سے رابطہ ہوا، تبادلہ خیال ہوا، اس میں نہ صرف چیئرمین سینیٹر بائیڈل بلکہ جو ranking members ہیں سینیٹر لوگر وہ بھی موجود تھے۔ جان کیری موجود تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو سینیٹ میں وزن رکھتے ہیں اور Foreign Relations Committee میں ان کا بڑا وزن ہے ان سے interact ہوا۔ اگر آپ House of Representatives کو دیکھیں تو ایک ایسا نمائندہ وفد جس کی قیادت سپیکر نینسی پولیسی کر رہی تھی ان سے تبادلہ خیال ہوا۔ پاکستان کا نقطہ نظر، پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مختلف امور، پاکستان کا مختلف امور کے بارے میں جو مطمع نظر ہے ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اگر آپ اس سے ہٹ کر دیکھیں کہ اور کون سے ادارے ہیں، معیشت کی بات کی گئی، مہنگائی کی بات کی گئی، economic challenges کی بات کی گئی۔ وہاں پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے جو representatives ہیں، صدر ہیں، IMF کے Managing Director ہیں ان سے پاکستان کے معاشی معاملات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

اگر آپ آگے چلنا چاہیں تو ملک میں energy کی بات ہو رہی تھی، ابھی محترمہ لوڈشیڈنگ کا ذکر کر رہی تھیں تو اسی دورے میں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی joint کوشش سے وہاں پر round table investors کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں investors into the power sector of Pakistan سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ ان کو mobilize کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان میں آئیں invest کریں اور اس energy کے بحران سے ہماری جان چھڑائیں۔ یہ energy کا بحران پچھلے چار مہینوں کا پیدا کردہ نہیں ہے۔ آج آپ لوڈشیڈنگ سے جان چھڑانے کی بات کرتے ہیں، بجا کرتے ہیں لیکن ان عوامل کو تو دیکھیے کہ جو demand and supply کا imbalance پیدا ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اور کون ذمہ دار ہے۔ جناب والا! اگر آپ اس سے آگے چلتے ہیں۔ Think tank کی بات کرتے ہیں تو Council for Foreign Relations کے ساتھ تبادلہ خیال ہوا جو ایک بہت اہم think tank ہے۔ اگر آپ بزنس investors کی بات کرتے ہیں تو جو بہت اہم چیف ایگزیکٹو ہیں جو امریکہ کے بزنس سیکٹر کے

کیپٹن ہیں ان کے ساتھ breakfast meetings کی گئیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ممبران جن کا تعلق حزب اختلاف سے ہے وہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ اب آپ کے سامنے جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے They are the people who are policy makers. اور ان policy makers کے سامنے ہم نے پاکستان کا نقطہ نظر پیش کیا۔ پھر جناب والا! جب کوئی visit کیا جاتا ہے اس visit کے objectives ہوتے ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس visit کے کچھ objectives تھے اور میں آپ کی خدمت میں وہ objectives پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پانچ ہمارے objectives تھے جن کو لے کر ہم امریکہ گئے تھے۔ نمبر ایک، ہماری ایک منتخب نئی حکومت معرض وجود میں آئی تھی اور ہماری خواہش تھی کہ ہم اس نئی حکومت کا نقطہ نظر نہ صرف پیش کریں بلکہ جو امریکہ اور پاکستان کے bilateral relations ہیں ان کو review کریں at the highest level اور وہ کیا گیا۔ ہماری خواہش تھی کہ پچھلے دنوں میں بہت سے بیانات اور بہت سی جملہ بازی ہوئی اور mis-understandings اور mis-perceptions create کی جا رہی تھیں۔ ہماری خواہش تھی کہ ان mis-understandings کو remove کیا جائے اور ہمیں کافی حد تک ان کو remove کرنے میں کامیابی ہوئی۔

ہمارا objective تھا کہ ہماری relationship long term, broad based اور trust پر establish کی جائے۔ ہم نے اس trust کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ ہمارا objective تھا کہ ہم پاکستان کے لیے economic assistance کے لیے بات کریں۔ ہم پاکستان کی military assistance کے لیے بات کریں۔ جناب والا! آپ دیکھیں گے کہ ہم نے economic assistance کے لیے جو ہمارا Lugar-Biden initiative ہے اور جو by-partisan initiative ہے جس سے پاکستان کی economic development کے لیے پندرہ بلین ڈالر کی investment کا وعدہ کیا گیا ہے، اس میں ہمیں کامیابی ہوئی۔ Military کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا F-16 کی upgradation کے لیے جو معاملہ زیربحث تھا اس کو solve کرنے میں ہمیں کامیابی ہوئی۔ یہ بہت سے objectives میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں ان objectives کو حاصل کرنے میں میری یہ ایماندارانہ رائے ہے اور میرا یہ فرض بنتا

ہے کہ میں ایوان کو اعتماد میں لوں اور عوام کو باور کراؤں کہ اس میں حکومت وقت کو خاصی پیش رفت اور کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ بہت سے ممبران نے، سینیٹر حضرات نے کہا کہ کسی important issue پر بات ہی نہیں کی گئی۔ لوگوں کی توجہ مبذول نہیں کروائی گئی تو میں یہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جن issues پر بات کی گئی اور وہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اور جب اس طرح کی meetings ہوتی ہیں جناب چیئرمین! تو ان کے minutes ہوتے ہیں اور وہ minutes Foreign Offices کا record بنتے ہیں، ان کے پاس بھی بنتے ہیں اور ہمارے پاس بھی بنتے ہیں اور میں عرض کرتا چلوں کہ کن کن issues کو ہم نے چھیڑا۔

نمبر ایک، ہم نے bilateral relations کے بارے میں بات کی۔ counter-terrorism پر ہماری جو آپس کی cooperation چل رہی ہے اور ہماری جو understanding چل رہی ہے ہم نے اس کو review کیا اور اس کے بارے میں اپنی حکومت کا نقطہ نظر ان کے سامنے پیش کیا۔ اس کے ساتھ economic assistance کا میں پہلے عرض کر چکا ہوں جس کے بارے میں ہم نے تفصیلاً جو economic challenges ہیں اور جو ہمیں بتایا گیا جو آٹھ سال کی کامیابیاں تھیں، ان کامیابیوں کا اصلی چہرہ ہم نے بتایا کہ آج پاکستان کی economic condition جو ہمیں ملی ہے اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور اس پر بالکل ہم بحث کرنے کے لیے تیار ہیں اور ہم بالکل challenge کرتے ہیں، کوئی آنا چاہے، جو پچھلے economic managers تھے شوکت عزیز صاحب سے لے کر کوئی آنا چاہے یہ حکومت بالکل اپنا نقطہ نظر پیش کرے گی۔ ہم بتائیں گے ہمیں کیا economic condition ورثے میں دی گئی ہے۔

جناب والا! ہم نے market access کی بات کی۔ اگر ہمارا آج trade deficit بڑھ رہا ہے اور اگر آج پاکستان کی برآمدات میں دقتیں ہیں تو ان دقتوں کو کس طرح ہم نے remove کرنا ہے کہ GSP plus status پہلے یورپ میں پاکستان کو دیا گیا تھا اور وہ ختم ہوا ہے۔ اس کا ہماری export پر، ہماری برآمدات پر کیا منفی اثر ہوا ہے اور ہم امریکہ سے aid کی بات نہیں

trade کی بات کر رہے ہیں۔ Market access میں ہمیں کیا درکار ہے اور ہم کیا مانگنے آئے ہیں اور ہمیں اس میں کیا چیزیں کرنی ہے ہم نے ان کا تذکرہ کیا۔

گفتگو میں یہ بات بھی آئی کہ یقیناً افغانستان آج کل اس خطے کا بڑا اہم ملک ہے اور پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے۔ یقیناً پاکستان اور افغانستان کے معاملات زیر بحث آئے' ہماری relationship زیر بحث آئی۔ دوسری طرف ہندوستان ایک ہمارا پڑوسی ہے اور ان کے ساتھ ہمارے معاملات ہیں' ہمارا ایک dialogue process چل رہا ہے۔ یقیناً اس پر ہمارا تبادلہ خیال ہوا اور یہ issues ہیں جو ہم نے discuss کیے۔ اگر آپ مطالعہ کریں کہ اس trip کے اختتام پر' وزیر اعظم کے دورے کے اختتام پر جو دونوں حکومتوں نے ایک Joint Statement issue کیا ہے اگر کوئی زحمت گوارا کرے اور اس joint statement کا مطالعہ کرے تو اس joint statement سے پورا ہمارا dialogue جو پورا ہمارا inter-action ہے وہ reflect ہوتا ہے کہ وہ اعادہ تھا of a long term strategic partnership اور اس پر مختلف چیزوں کا اور جو broad range of discussions ہیں وہ بھی سامنے آئیں اور مختلف پہلوؤں پر بات بھی کی گئی۔

اب جناب والا! میں نے objectives کی بات بھی کر دی' میں نے interaction کی جو بنیادی چیزیں ہیں اور جن نقطوں پر بات ہوئی میں نے ان کا تذکرہ کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ trip کامیاب تھا یا ناکام تھا؟ اس کے outcomes کو کیسے judge کریں گے۔ جناب والا! صرف ایک جملے سے' ایک سرخی سے' ایک article سے ہم اگر ایک trip کو judge کرنا شروع کر دیں تو شاید یہ انصاف کے تقاضوں پر پورا نہ اترے۔ ہاں میں آپ کی خدمت میں' اس ایوان کی خدمت میں' کیونکہ اس ایوان کو ہم جواب دہ ہیں۔ we are answerable. We are accountable to you, the elected Senators of Pakistan. اور بالکل میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میں ان outcomes کا ذکر کروں کہ اس trip میں' اس US visit میں ہماری outcome کیا تھی۔ میں پہلا جو آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! پہلی چیز جو ہمیں کامیابی ہوئی ہے کہ US کی جو موجودہ administration ہے اس نے affirm کیا ہے respect the Pakistan's sovereignty اور یہاں sovereignty اور ملکی وقار اور خود مختاری کا بہت تذکرہ کیا جاتا ہے۔

جناب والا! دوسری جو کامیابی ہمیں حاصل ہوئی اور جو اس trip کا outcome ہے۔ انہوں نے complete support to a democratic dispensation in Pakistan کا ذکر کیا ہے۔ کسی فرد واحد کا نہیں، کسی ایک ادارے کا نہیں، کسی شخصیت کا نہیں بلکہ جمہوریت کی بات کی گئی ہے کہ جمہوریت کا ساتھ دیا جائے گا اور ہم پاکستان میں جمہوری اداروں کو مضبوط اور توانا دیکھنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں کہ outcome کیا ہے تو yes ہماری strategic partnership کے dialogue کا فیصلہ کیا گیا کہ ستمبر کے مہینے میں یعنی کہ اگلے مہینے میں امریکہ اور پاکستان کے strategic dialogues کا آغاز ہوگا اور ستمبر کے آخر میں dates طے ہو رہی ہیں۔

جناب والا! اگر آپ outcome کی بات کرنا چاہتے ہیں تو آج ملک میں economy کا ذکر بہت بڑا ہے، بہت لکھا جا رہا ہے economy پر۔ تو یہ اس trip کا ایک outcome ہے کہ ہم نے economic dialogue کے بارے میں طے کیا ہے کہ ہم نے پاکستان کی economy کو درست کرنے کے لیے dialogue کرنا ہیں۔ کس طرح ایک دوسرے کی support حاصل کرنی ہے اور گیارہ اگست کی date طے کی ہے کہ گیارہ اگست کو امریکہ کے economy experts اسلام آباد آئیں گے اور اسلام آباد آکر، ہمارے ساتھ بیٹھ کر پاکستان کے economic challenges کے بارے میں ہم سے تبادلہ خیال کریں گے اور ہم مل کر ایک راستہ تلاش کریں گے کہ اس ملک کی economy کو کیسے درست کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! اگر آپ outcome کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر آٹے کی قیمتیں اور جو گندم کا بحران تھا وہ ہمارا پیدا کردہ نہیں تھا۔ لوگ جانتے ہیں کہ کون اس کا ذمہ دار تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے آنے والے دنوں کو دیکھتے ہوئے اور گندم کے deficit کو دیکھتے ہوئے، پاکستان کا 2.5 million کا deficit ہمیں سامنے نظر آ رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہم نے Food Security assistance کی بات کی اور immediately 115 million dollars کی گندم اور assistance کا ان سے وعدہ لیا اور نہ صرف گندم کا وعدہ لیا بلکہ جو Agricultural Sector ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو جو پاکستان اور امریکہ کا strategic dialogue ہے اس کا حصہ بنانے کا ان سے وعدہ لیا۔ Now, it will become part of the strategic

process dialogue جو امریکہ اور پاکستان کا ہے۔

چھٹی بات ' یہاں کہا گیا کہ جناب کیا حاصل کر کے آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ development assistance to Pakistan tripple کی گئی ہے اور اس پر ایک اتفاق ہوا ہے' ایک bi-partisan اتفاق ہوا ہے اور سینیٹ کی Foreign Relations Committee نے unanimously draft Bill جو سینیٹ کو refer کیا ہے جناب چیئرمین! اس پر ایک consensus ہے of the two partiers in America, the Democrats and the Republicans and they have jointly moved that legislation. اور اس کا result کیا ہوگا کہ 1.5 billion dollars per annum پاکستان کو economic development کے لیے assistance ملے گی اور کتنی long term assistance کی بات کی ہے کہ اگلے دس سال جو بھی حکومت یہاں رہتی ہے یہ assistance جاری رہے گی اور this package comes to fifteen billion dollars اور پاکستان کے development sector کے لیے خرچ کیا جائے گا اور پھر کہا کہ اس دورے کا یہ کوئی حاصل نہ تھا' اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا تو خیر ہر کسی کو اپنی رائے کا حق ہے۔ جناب والا! یہاں R.O.Zs کا جو بڑے عرصے سے ہمارا مسئلہ کھٹائی میں پڑا تھا حکومت سے وعدہ لیا گیا ہے کہ اس کی legislation کرے جس کا اب آغاز ہو چکا ہے اور bill introduce ہو چکا ہے اور administration اس کی support کرے گی اور اس کے سارے process کو accelerate کرے گی اور اس سے جو impact ہوگا ہمارے tribal area میں' بلوچستان میں ' صوبہ سرحد میں جو investment آئے گی اور ان investments کو جو free access ملے گی اور zero duty rates into the American market اس کا پاکستان کی economy پر جو impact ہوگا اس کا اندازہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ commitment to strengthen counter terrorism capability of Pakistan جناب والا! terrorism ایک menace ہے جو ہمیں ورثے میں ملا ہے اور ہم اس سے دوچار ہیں۔ ہم اس کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہمیں اعتراف کرنا ہوگا کہ ہمارے پاس capacity limitations ہیں اور ان capacity limitations کو ہم نے enhance کرنا ہے ہم نے اپنی forces اور بالخصوص ہماری جو

فرنٹیئر کور ہے ان کی capability اور ان کی trainings کو enhance کرنا ہے اور یہاں اس دورے میں ہم نے ان سے commitment کی ہے اور انہوں نے اس چیز کا برملا اظہار کیا ہے کہ وہ اس counter insurgencies strategy میں حکومت پاکستان کی، افواج پاکستان کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ٹریننگ کی شکل میں، equipment کی شکل میں وہ کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے علاوہ جناب والا انہوں نے بات کی ہے energy dialogue کی اور یہ طے ہوا ہے کہ اکتوبر اور نومبر میں ان کے experts آئیں گے اور ہمارا جو energy dialogue ہے اس کے next round کا ہم آغاز کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن، سوشل سیکٹر----

سینیٹر گلشن سعید، آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے ۔میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ امریکہ جو ہے -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بیگم صاحبہ please، دیکھیے آپ کو کسی نے disturb نہیں کیا۔

Makhdoom Shah Mahmood Qureshi: Madam, have I finished my speech?

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بیگم صاحبہ please بات سنیں ۔ان کو بات مکمل کرنے دیں آپ please تشریف رکھیئے۔

مخدوم شاہ محمود قریشی، محترمہ اگر مجھے بات مکمل کرنے دیں تو شاید اس میں ان کا جواب آ جائے۔تھوڑا سا انتظار کریں۔ ایجوکیشن ڈائیلاگ، سوشل سیکٹر، پاکستان کے سوشل سیکٹر انفراسٹرکچر کی جو weaknesses ہیں ان کا تذکرہ کیا کہ ان کو ہم کیسے بہتر کر سکتے ہیں اور جناب والا! ہمارا جو tripartite military commission ہے اس کو strengthen کرنے کا ہم نے agreement کیا۔ اگر اور پہلوؤں کو چھوڑ دیں اور جو چیدہ چیدہ گیارہ نکات گن کر آپ کے سامنے رکھے ہیں اگر ان گیارہ نکات کا آپ مطالعہ کریں تو کوئی بھی باشعور پاکستانی، کوئی محب وطن پاکستانی نہیں کہہ سکتا کہ یہ جو دورہ تھا یہ ناکام دورہ تھا یا یہ سیر حاصل دورہ نہ تھا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہم امریکہ سے توقعات کرتے ہیں تو کیا وہ ہم سے توقعات نہیں رکھتے۔ ہم کسی ملک سے جس کے ساتھ ہمارے دو طرفہ تعلقات ہیں 'میں آپ سے تعلق رکھتا ہوں تو آپ مجھ سے توقع رکھتے ہیں میری آپ سے توقعات ہیں' ان کی کچھ توقعات ہیں اور قوم کو اور اس ایوان کو ان کے بارے میں باخبر ہونا چاہیے ۔میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کی توقعات ہم سے کیا ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہمیں قوم سے share کرتے ہوئے کترانا چاہیے یا ہمیں گھبرانا چاہیے ہم بالکل نہیں گھبراتے ' ہم جانتے ہیں کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ پاکستان کے مفادات کو سامنے رکھ کر کر رہے ہیں اور پاکستان کے مفادات پر ہرگز آنچ نہیں آنے دیں گے' ہم اپنے ملک کو گروی نہیں رکھیں گے۔ ہم عوام کے منتخب نمائندگان ہیں اور ہمیں عوام کے سامنے جانا ہے ہم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جس سے پاکستان کے وقار کو خدانخواستہ کوئی نقصان پہنچے۔جناب والا! لیکن آپ کی جو given situation ہے اس given situation کے اندر رہتے ہوئے اپنا point of view حاصل کرنا ہے' اپنی policies کو promote کرنا ہے اور جو given situation ہے 9/11 کی' ہماری پیدا کردہ نہیں ہے اور جس پالیسی کا آپ تعین کر چکے ہیں اس سمت کا ہم نے تعین نہیں کیا اور بہت سی باتوں کا Leader of the House نے اپنے remarks میں آج ذکر کیا ہے ۔مشاہد صاحب نہیں بیٹھے ' اگر ہوتے تو اور وضاحت کی جاتی ۔ہم نے بہت سی باتوں کو چھیڑا ! ہاں ہم بالکل ان کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں اور ہم آپ کو جوابدہ ہیں لیکن جناب والا! expectations کیا ہیں ؟ اگر وہ ہم سے کہیں کہ جناب ! پاکستان کی سرزمین کو کسی ملک کے خلاف بالخصوص افغانستان کے خلاف اس دہشت گردی کے لیے استعمال ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تو یہ کوئی غلط بات نہیں ہے اور پاکستان کی پالیسی کے مطابق ہے ۔ہم اپنی سرزمین کو کسی دہشت گردی کی آماجگاہ نہیں بننے دینا چاہتے۔اگر وہ کہیں کہ foreign fighters کو ملک سے expel کیا جائے تو یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔ ہماری پالیسی یہ ہے۔ ان کا کیا کام ہے کہ ہمارے ملک کے قوانین کا احترام بھی نہ کریں اور ہمارے امن عامہ کو تباہ و برباد کر دیں اور ہم پر اپنی ایک سوچ کا نظام مسلط کریں اور ابھی محترمہ رزینہ عالم صاحبہ فرما رہی تھیں، سکولوں کا ذکر کر رہی تھیں کہ سوات میں جس طرح بچوں کے سکولوں کو جلایا جا رہا ہے

کونسی حکومت، کونسا ملک اس قسم کی کارروائیوں کو برداشت کر سکتا ہے یا اس کی اجازت دے سکتا ہے اور بالکل ہم نے اپنے interest میں کرنا ہے۔

جناب والا! cross border movement ہے۔ ہماری گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ cross border movement ہمارے مفاد میں نہیں ہے اور اگر وہ بھی کہتے ہیں اگر ان کا اور ہمارا مفاد ملتا ہے تو ہمارے لئے اس میں کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہونی چاہیے۔ہاں! ایک خدشہ ہے، ایک طبقے کو خدشہ ہے کہ یہاں ایک چھوٹا سا عنصر ہے جو یہاں century بنانے کی کوشش کرتا ہے اور ہمیں ان attempts کو foil کرنا ہے تو بالکل پاکستان کی اس حکومت کی پالیسی ہے کہ ہم دہشت گردوں کو یہاں آماجگاہ بنانے نہیں دیں گے فرنٹیئر، فاٹا اور ٹرائیبل بیلٹ یا بلوچستان کے ان علاقوں میں ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے اور اگر ان کی ہم سے یہ توقعات ہیں اور پاکستان کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم آگے بڑھتے ہیں تو اس سے نہ ہمیں کوئی شرم آنی چاہیے نہ ہمیں اس پر گھبراہٹ ہے اور ببانگ دہل کہہ رہے ہیں اور جناب والا! ہم نے صرف یہ نہیں کہا بلکہ ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم دہشت گردی کے معاملے میں we are partners, we are allies لیکن ہماری حکمت عملی اور ہے۔ ہم نے آنکھیں بند کر کے پچھلی حکومت کی جو پالیسی یا حکمت عملی تھی کہ بزور بازو، عسکری قوت سے کچل کر ہم نے دہشت گردوں کا مقابلہ کرنا ہے، ہم نے برملا کہا کہ ہم اس پالیسی کے قائل نہیں ہیں۔ ہم نے اپنی پالیسی پر نظرثانی کی ہے، ہم نے اپنی پالیسی کو وسعت دی ہے، ہم نے اپنی پالیسی کو multi pronged ایک comprehensive policy کی شکل دی ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ ہماری اس نئی پالیسی کے تین اجزاء ہیں اور اس میں political engagement ایک جزو ہے۔ ہم border area کے اس طبقہ سے ضرور بات کریں گے جو قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہتا، جو arms کو reject کرتا ہے جو violence پر believe نہیں کرتا، جو politically بات کرتا ہے، جو پاکستان کے آئین، پاکستان کے قانون کا احترام کرنا چاہتا ہے۔یقیناً ہم اسے politically engage کریں گے، وہ پاکستان کے شہری ہیں اور دہشت گرد نہیں ہیں۔ جو سرحد میں رہتا ہے جو فاٹا میں رہتا ہے ٹرائیبل ایریا میں رہتا ہے کیا وہ سارے دہشت گرد ہیں؟ یقیناً نہیں، بالکل نہیں ہیں اور پرامن شہری ہیں اور ان کی اکثریت چاہتی ہے

کہ امن عامہ ہو، ترقی ہو، خوشحالی ہو، ہم ان کو politically engage کریں گے اور یہ ہماری پالیسی کا حصہ ہے۔ وہ ایریا جو آپ نے ساٹھ سال سے ignore کیا ہوا ہے اور آج کہہ رہے ہیں کہ دہشت کا، غربت کے ساتھ ایک link ہے۔ پچھلے ساٹھ سالوں میں ہم نے تو Western border کو بالکل neglect کیا ہوا تھا۔ ہماری ساری توجہ تو Eastern border کی طرف تھی۔ ہماری ساری حکمت عملی اور ساری strategy اور ہماری ساری خارجہ پالیسی یک طرفہ تھی لیکن 9/11 کے بعد حالات تبدیل ہوئے اور وہ border جو بالکل پرسکون تھا آج وہ active ہو چکا ہے لیکن جب آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کی کیفیت کیا ہے، وہاں کے حالات کیا ہیں؛ وہاں آج فاٹا کی economic development کی کیا پوزیشن ہے وہاں illiteracy level کیا ہے؛ وہاں poverty rate کیا ہے تو پھر یقیناً ایک پولیٹیکل حکومت کے ناتے ہم نے وہاں کی economic up lift کی بات کرنی ہے اور ہماری strategy کا حصہ ہے economic and social uplift of the tribal belt of Pakistan. جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ہماری پالیسی کا یہ حصہ ہے کہ ہم نے terrorism کے سامنے capitulate نہیں کرنا، ہم نے terrorist کے ساتھ compromise نہیں کرنا، ہاں! ہم نے اپنے پرامن شہریوں کے ساتھ بات کرنی ہے، ہم نے ان کا احترام کرنا ہے۔

ہم نے ان کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ ہم نے ملک کے اندر national consensus build کرنا ہے، ہم نے coalition partners کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے لیکن terrorists کے سامنے ہم گھٹنے نہیں ٹیکیں گے۔ اگر انہوں نے ملک کے قانون کو تہ و بالا کرنے کی کوشش کی تو measured قسم کے use of force کا ہم بھی حق رکھتے ہیں اور ہم نے اس حق کو استعمال کیا ہے۔ جب پشاور کو siege کرنے کی کوشش کی گئی تو حکومت وقت نے operation کیا اور آپ نے دیکھا کہ باڑا میں operation ہوا۔ جب سوات میں ایک insurgency کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تو yes, ہم سوات میں بھی operate کر رہے ہیں۔ جب ہنگو میں امن کو برباد کرنے کی کوشش کی گئی تو yes, sir we acted and we will act. ہنگو کے شہریوں نے ہمارا بڑا ساتھ دیا اور آج ایک طبقہ پیدا ہو رہا ہے جو کہہ رہا ہے کہ enough is enough اور ہمیں حکومت کا ساتھ دینا چاہیے۔ ہمارے جو troops

ہماری protection کے لیے ہیں وہ ہماری security کے لیے operate کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئیے۔ یہ ایک شہری کی ذمہ داری ہے اور یہ ایک سوچ آج سامنے آ رہی ہے۔

جناب والا! یہاں کرزئی صاحب کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے جملوں کا اور ان کی threatening statements کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہاں کہا گیا ہے کہ حکومت خاموش تماشائی کی طرح دیکھتی رہی۔ جناب والا! یہ درست نہیں ہے۔ ان کے statements کو دیکھیں۔ ان کا statement جو 14 جون کو آیا اور پھر 14 جولائی کو آیا۔

سینیٹر گلشن سعید، آج بھی ان کا statement آیا ہے۔

(مداخلت)

مخدوم شاہ محمود قریشی، آیا ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بیگم صاحبہ! آپ سب لوگوں نے تقاریر کی ہیں، please اب آپ ان کا جواب تو سن لینے دیں۔

(مداخلت)

مخدوم شاہ محمود قریشی، محترمہ سینیٹر صاحبہ debate کے کچھ قواعد اور کچھ اصول ہوتے ہیں۔ آپ نے تقریر فرمائی ہے، سب نے سنی ہے اور احترام سے سنی ہے۔ آپ میرا نقطہ نظر بھی سنیں۔ بے شک آپ اس سے اتفاق نہ رکھیں۔ آپ کا یہ حق ہے لیکن میرا ایک نقطہ نظر ہے جو کہ حکومت کا نقطہ نظر ہے، وہ آپ سنیں۔ بے شک آپ اسے reject کر دیجئیے، وہ آپ کا آئینی حق ہے، وہ آپ کا جمہوری حق ہے لیکن آپ ہر statement کا جواب مانگتی ہیں تو یہ الگ بات ہے۔ اگر کرزئی صاحب نے آج بھی statement دیا ہے تو وہ ان کا نقطہ نظر ہے لیکن ہمارا اپنا ایک نقطہ نظر ہے۔ میں یہاں اپنا نقطہ نظر پیش کرنے آیا ہوں اور ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم نے ان کے statements کو respond کیا ہے لیکن جناب چیئرمین! ہمارا response was mature and measured اس لیے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ فارن پالیسی اخباری

بیانات سے conduct نہیں کی جاتی۔ فارن پالیسی conduct کرنے کے channels ہوتے ہیں۔ فارن پالیسی کو conduct کیا جاتا ہے اور اس کے avenues ہوتے ہیں اور ہم نے ان بیانات کا جواب دیا ہے اور diplomatic طریقے سے دیا ہے اور diplomatic channels سے دیا ہے۔ ہم جملے بازی' بیان بازی اور blame game میں اپنے آپ کو ملوث نہیں کرنا چاہتے لیکن میں یہ بھی کہہ دوں کہ کرزئی صاحب پوری طرح سے اس چیز سے باخبر ہیں اور ان کو پتا ہے اور میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ Pakistan is capable of defending its territorial sovereignty. یہ وہ پوری طرح سے جانتے ہیں۔ اس پر کسی کو کوئی خدشہ' کوئی وہم یا کوئی وسوسہ نہیں ہونا چاہئیے کہ اگر حکومت کا measured response ہے یا mature ہے تو یہ کوئی کمزوری ظاہر کرتا ہے۔ یقیناً یہ کمزوری نہیں ہے۔ یقیناً ہمارا نقطہ نظر واضح ہے لیکن اخبارات کے ذریعے ہم نے یہ واضح نہیں کرنا ہے۔ ہمارے پاس channels ہیں اور ان channels کے ذریعے ہم یہ کر رہے ہیں اور میں یہ بھی کہتا چلو کہ ان کے statements آپ ضرور سنیے لیکن سوال یہ ہے کہ statements کیوں دے رہے ہیں۔ آپ اس کا مطالعہ کیجیے۔

Why Mr. Karzai all of a sudden, becomes so active and he is becoming so hard hitting and let us not forget,

جب جناب کرزئی کو صدر بنایا گیا اور ان کے election کو facilitate کیا گیا تو حکومت کس کی تھی؟ کیا اس وقت ہم تھے یا کوئی اور تھا؟ بہت سے ممبران جو آج aisle کے اس طرف بیٹھے ہیں' وہ حکومت میں تھے اور ان کی پالیسی اور حکومت کی پالیسی کا شاید یہ جزو' حصہ تھا جس کی وجہ سے صدر کرزئی کے صدارتی انتخابات میں' ان کی کامیابی میں شاید ہمارے کچھ یہاں دوست جو ادھر بیٹھے ہیں' وہ حصہ دار ہوں لیکن میں اس میں نہیں پڑنا چاہتا۔ وہ ایک لمبی بحث ہے لیکن جناب والا! میں یہ کہتا چلوں کہ آج کرزئیصاحب کیوں بات کر رہے ہیں۔ آج کرزئی صاحب اس لیے بات کر رہے ہیں کہ کرزئی اور کرزئی کی حکومت has come under increasing international criticism. اور میں یہ اپنی بات نہیں کر رہا ۔ جناب چیئرمین! میں پیرس کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کر رہا تھا۔ پیرس کانفرنس' افغانستان کے معاملات کے لیے بلائی گئی تھی۔ افغانستان کے لیے بلوائی گئی تھی اور اس میں دنیا کے بہت سے اہم ممالک جو

افغانستان کے ساتھ اس دہشت گردی کی جنگ میں as coalition partners کام کر رہے ہیں' ان کو support کر رہے ہیں' ان کے نمائندگان موجود تھے۔

And everybody talked of bad governance in Afghanistan. They talked of capacity limitations of Afghanistan. They talked of increased drug trade within Afghanistan and the linkage of drug trade has been with violence.

اس کی بات کی گئی اور naturally جب آپ پر دنیا اعتراض کر رہی ہو' دنیا ہی نے آپ کو prop کیا ہو' دنیا ہی نے آپ کو سہارا دیا ہو اور دنیا کے وسائل پر آپ حکومت کر رہے ہوں اور دنیا آپ پر تنقید کرنا شروع کر دے' میں پاکستان کی نہیں بلکہ دنیا کی بات کر رہا ہوں تو then you look for scapegoats. اور ایک scapegoat پاکستان کو بنایا جاتا ہے۔ ہم اس سے باخبر ہیں' ہم اس سے واقف ہیں لیکن ہم نے آپ کو یہ کہنا ہے کہ انشاء اللہ پاکستان کی پالیسی بڑی واضح ہے۔ہم افغانستان کو stable دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم افغانستان کو peaceful دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک stable, peaceful Afghanistan پاکستان کے مفاد میں ہے لیکن کرزئی صاحب کے بیانات ایک طرف' وہ تو آج بھی بیان دے رہے ہیں' جس کے بارے میں بھی محترمہ نے point out کیا ہے لیکن جو ان کا Joint Statement ہے جو کولمبو کی meeting کے بعد ہم نے اور انہوں نے جاری کیا ہے' آپ ذرا اس کا مطالعہ بھی کر لیجیے۔ اس joint statement میں وہ کیا کہتے ہیں۔ اس joint statement میں وہ دھمکیاں نہیں دے رہے ہیں ۔ اس joint statement میں وہ re-engagement کی بات کر رہے ہیں۔ اس joint statement میں وہ کہہ رہے ہیں کہ براہ مہربانی جو mini جرگہ ہے' وہ جلد از جلد منعقد کیجیے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم پاکستان کو re-engage کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ Rica Conference جس کی پاکستان نے date دے رکھی تھی' اور ان کے مفاد میں دے رکھی تھی۔ افغانستان کے مفاد میں دے رکھی تھی' اس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ دبئی process سے جو لاتعلق ہونے کا ذکر کیا تھا' اس سے واسطے کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ کا Joint Economic Commission ہے' اس کی بات کر رہے ہیں۔ ایک ہوتی ہے پالیسی اور ایک ہوتی ہے posturing محترمہ

please, differentiate. There is difference between policy and posturing. At times people posture and the policies are different. Pakistan has given out a clear policy and our policy is in the interest of Pakistan and that is a stable, peaceful Afghanistan.

جناب والا! یہاں ہندوستان کا بھی ذکر آیا ہے۔ کشمیر کا بھی ذکر آیا ہے۔ Line of Control پر جو پچھلے دنوں incidents ہوئے ہیں، اس کا بھی ذکر آیا۔ میں یہ کہتا چلوں کہ پاکستان کی پالیسی composite dialogue کی ہے۔ یہ ایک process ہے۔ یہ process کس نے شروع کیا تھا؟ کس سال میں شروع ہوا؟ شاید aisle کے اس طرف بیٹھے ہوئے خواتین و حضرات کو اس کا علم ہوگا اور مجھے یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن کوئی پالیسی جو ملک کے مفاد میں ہے، چاہے ہم نے شروع کی ہو یا آپ نے شروع کی ہو، ہم نے اسے own کرنا ہے اور میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں جو مشاہد صاحب نے کی ہے کہ foreign policy ایک ایسا معاملہ ہے that should be above party lines. اور میں آج کہہ رہا ہوں کہ یہ حکومت foreign policy کے معاملات میں اور Foreign Office کو party consideration سے above کرنا چاہتی ہے۔ پاکستان کے مفادات ہم سب کے لیے ایک ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں۔ ہمارا مفاد ایک ہے اور ہم نے اپنے مفادات کا دفاع کرنا ہے۔ بحیثیت قوم، میں آپ کو اور اس ایوان کو یہ پُر اعتماد طریقے سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو foreign policy کی formulation ہے، اس میں

we will not be in partisan, we will be above our personal interests and party interests and the interests of Pakistan will remain supreme. That is the considered policy of this government.

جناب چیئرمین! میں یہاں یہ کہتا چلوں کہ ہم نے اس dialogue کے process کو جاری رکھا۔ پانچواں round کس نے شروع کیا؟ 21 جولائی کو دہلی کون گیا؟ اور پورے سال کا شیڈول کس نے طے کیا؟ اسی حکومت نے طے کیا۔ اس میں طے کیا گیا کہ کون کون سے segments ہیں۔ اور ان segments کو کس طرح deal کیا جائے گا۔ جناب والا! میں دہلی

گیا۔ پرناب مکھر جی یہاں تشریف لائے اور میں برملا اس ہاؤس میں کہنا چاہتا ہوں کہ

yes , Mukhar Gee's visit to Islamabad was the useful one; yes sir , my visit to Dheli was productive one my meeting with Purnab Mukhar Gee was constructive; my meeting with Prime Minister Mun Mohan Singh was positive; I am saying on the floor of the house. I am not shamed of any thing because we were working in the interest of Pakistan. It is in the interest of Pakistan that we do not have two fronts at this stage. We cannot have an active Eastern border; we cannot have an active Western borders and keeping the interest of Pakistan in view , Pakistan's government , this elected democratic government is pursuing a course , a policy which is studied and carefully designed.

اور میں یہ بھی کہوں گا' میں آنکھ چرانے والا بندہ نہیں اور جو حقائق ہیں' I will call a
spade a spade. Yes the Kabil incident اور کابل ایمبیسی میں دھماکا ہوا ۔ I will
admit اس نے ہمارے تعلقات میں کشیدگی اور تناؤ پیدا کیا۔ بالکل کیا۔ ہمیں admit کرنا
ہو گا۔ جو حالات بتا رہے ہیں ۔ اخبارات بتا رہے ہیں۔ آنکھ بند کرنے سے' کبوتر کی mentality
اپنانے سے ہم حقائق جھٹلا نہیں سکتے ۔ but, what is the objective, what was my
objective. My objective was to tell them اور میں نے کہا اور میں بتانا چاہتا ہوں
کہ میں نے پرناب مکھرجی سے' جب میٹنگ ہوئی کولمبو میں اور جو واقعہ ہوا کابل کا' The
Prime Minister of Pakistan, the Government of Pakistan and myself as a
Foreign Minister, we condemned that incident ہم نے اس کو condemn
کیااور ہم نے کہا کہ پاکستان کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آج آپ کہہ رہے ہیں
statement آیا کہ ہم نے کرزئی صاحب سے بھی کہا کہ اگر آپ کے پاس کوئی evidence
ہے تو ہمارے ساتھ share کیجیے Where is the evidence? الزامات لگانے' جملے کسنے تو
بہت آسان ہے۔

Where is the evidence? Then let us see what collective measures are required , whats the evidence, evidence

کی بات تو ہوئی نہیں۔ جملہ کہنا' الزام لگانا' فقرے کسنے تو جناب چیئرمین بہت آسان ہوتے ہیں۔ میں عرض کرتا چلوں کہ ہمارا objective کیا ہے؟ ہمارا objective یہ ہے کہ ہمارا dialogue کا process جوں کا توں رہے اور وہ آگے بڑھتا چلا جائے۔

because we feel and this is the considered opinion of the Foreign Office of Pakistan , that the dialogue process has been beneficial for both sides and we should continue the process in our mutual interest

اب اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے' کابل کے واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے' میرا objective کیا ہونا چاہیے تھا؟ میرا objective ہونا چاہیے تھا کہ ان temprature کو جو rise کر رہے ہیں' جو غلط فہمیاں جنم لے رہی ہیں' ان temprature کو lower کیا جائے اور غلط فہمیوں کو دور کیا جائے Yes Mr. Chairman! میں کہنا چاہتا تھا۔

I contacted Mr. Parnab Mukkar Jee, I called on him in Delhi. This was on that day reported when the vote of confidence the government was seeking in the Lok Sabah and I have a word with him and I told him that we condemn the incident of Kabil. We condemn that but for God's sake lets not continue with a blame game; lets continue with the process, we are undertaking and we both agreed to meet in Columbo, to review the situation and take a new look at the situation and Mr. Chairman! let me tell the House. Yes we met in Columbo. We had a candid discussion; we had a frank disucession; we had an open discussion; they gave their point of view, I gave our point of view and my experts, the Foreign Secretary and the team of Foreign Office were there to assist me and the result was we were able to engage the two Prime Ministers on the 2nd of

the August in Columbo. The two Prime Ministers met in Columbo and when they met in Columbo, what was the outcome? The outcome was a frank discussion and the bottom line was both sides came with the conclusion that it is in our interest to keep the process intact. It is our interest. Line of Control

کا ذکر ہوا

it was discussed Mr. Chairman yes, the incidents on the line of control were discussed and both sides came to the conclusion that perhaps the cease fire on the line of control was the most valuable CBM that we have so far singed and it is our mutual interest to respect and maintain ceasefire on the line of control and

اگر کوئی incident ہوتا ہے، اگر ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں تو بیان بازی سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔ ہمارے پاس mechanism موجود ہے۔ ہمیں اس mechanism کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ہاں! ہمارے پاس وہاں flag meetings اور sectorial commanders کو آپس میں enagage کرنے کا mechanism موجود ہے۔ ملٹری آپریشنز کے ڈائریکٹوریٹس کے پاس ہاٹ لائن موجود ہے۔ ہمارے پاس diplomatic channels موجود ہیں ۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ہمیں ان ذرائع کو استعمال کرنا ہے اور میں یہ کہتا چلوں کہ یہ جو interaction تھا یہ positive تھا productive تھا۔ یہاں جناب والا! مشاہد صاحب نے اپنی تقریر میں ہندوستان اور امریکہ کی نیوکلیئر ڈیل کا ذکر کیا۔ بڑا ذکر ہوا ہے اور جناب رضا ربانی صاحب نے صحیح کہا کہ حضور والا، یہ deal راتوں رات تو نہیں ہوئی۔ پچھلے جمعے تو مذاکرات کا آغاز نہیں ہوا۔ جب جولائی ۲۰۰۶ء میں اس deal کے تذکرے شروع ہوئے اور گفت و شنید شروع ہوئی اور مذاکرات شروع ہوئے تو حکومت میں ہم تھے یا آپ تھے؟ ہمیں تو آئے ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن، چار ساڑھے چار ماہ ہوئے ہیں۔ آپ سارا ملبہ ہم پر رکھنا چاہتے ہیں؟ لیکن پھر بھی ہم اسے own کریں گے۔ ہم پاکستان کے interest کو own کریں گے۔ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔ ہم own کریں گے اور

بالکل میں کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اپنی پوزیشن میں رتی بھر کا فرق نہیں لایا اور میں یہ عوام کو بتانا چاہتا ہوں، جو ویانا میں ہمارے representatives پاکستان کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ہمارا جو statement آیا ہے

Pakistan has reiterated its principled position. Pakistan has said we are against discrimination. Pakistan has said, we believe in equity

پاکستان نے اپنی پوزیشن change نہیں کی۔ لیکن پاکستان نے وہاں کے حالات کو دیکھا۔ پاکستان نے جو concerns تھیں، ان concerns کو discuss بھی کیا اور اپنے جو حلیف ہیں، جو ان sensitive معاملات میں پاکستان کے ساتھ تعاون کرتے آئے ہیں، نام لیے بغیر میرا اشارہ آپ سمجھتے ہیں، ہماری ان سے بھی مشاورت رہی ہے۔ ہم نے ان کو بالائے طاق نہیں رکھا اور سارے حالات دیکھ کر جو پاکستان کے مفاد میں تھا، وہ ہم نے کیا ہے۔ جناب والا! National Command Authority اگست ۲۰۰۷ء میں حکومت کس کی تھی ۲۰۰۷ء میں؟ ہماری تھی یا آپ کی تھی؟ آپ کی تھی۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، مشاہد صاحب کو بتانا چاہتا ہوں

in our statement, we have reiterated Pakistan's position that was taken in the National Command Authority's meeting of August, 2007. We have not budged, we have not sold the interests of Pakistan, we have defended the interests of Pakistan and we have said, you are creating a precedent. Yes if India requires nuclear energy, Pakistan also requires nuclear energy".

پاکستان میں بھی آج لوڈشیڈنگ ہے۔ پاکستان کی بھی energy requirements ہیں۔ ہم بھی energy crisis کا شکار ہیں۔ اگر ان کو حق پہنچتا ہے civilian nuclear energy پیدا کرنے کا تو پاکستان بھی اس کا حق رکھتا ہے and we are against discrimination and Pakistan should be treated in a similar fashion. لیکن میں اب اس pendoras box کو نہیں کھولنا چاہتا کہ پاکستان کے کیس کو کس نے کمزور کیا ہے اور ایٹمی طاقتوں پر پاکستان کے کیس کے دفاع کا جب وقت آیا تھا، ایٹمی معاملات پر تو کون کمزوری

دکھا گیا تھا۔ ہم نے نہیں دکھائی تھی۔ ہم تو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس کی بنیاد رکھی تھی اور اس کے دفاع کے لیے آخری دم تک انشاء اللہ لڑیں گے۔ جناب والا! ہم پاکستان کے interests پر compromise نہیں کریں گے۔ لیکن ہم نے کہا کہ آپ ایک precedent set کر رہے ہیں۔

Fair enough, if this is the precedent then they should have model, take this agreement as a model agreement and Pakistan would also want to be treated in the similar fashion. We are also willing to accept the safeguard of IAEA and we should also have the similar treatment. That is our position and we will continue to have that position.

تو میں مشاہد صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا۔ جناب والا! ایک ذکر میں یہاں کروں گا سینیٹر بھنڈر نے، بہت ہی محترم ہیں، انہوں نے ذکر کیا اور شاید ایک دو اور صاحبان بھی اس کا ذکر کرتے رہے ہیں اور اخبارات میں بھی اس چیز کو اچھالا جاتا رہا ہے کہ یہ حکومت، محترمہ کے لیے جو انکوائری یو این سے کروانا چاہتی ہے، اس سے پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ ہرگز یہ درست نہیں ہے جناب والا! اور یہ تاثر جو دے رہے ہیں، یہ تاثر بھی غلط دے رہے ہیں۔ سب سے بنیادی بات تو یہ ہے کہ جب ہم United Nations میں گئے، میں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو خط لکھا، مجھے کس نے کہا؟ میں نے جناب والا! اپنی خواہش پر لکھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی اور پاکستان کی چاروں منتخب صوبائی اسمبلیوں کے متفقہ resolutions تھے۔ میں نے ان resolutions کو بنیاد بنا کر وہاں لکھا۔ جب ان resolutions کو pass کیا جا رہا تھا تو آپ کے لوگ وہاں موجود نہیں تھے؟ آپ وہاں موجود نہیں تھے؟ کسی نے اعتراض کیا؟ کسی نے بات اٹھائی؟ کسی نے نہیں کی لیکن بعد میں سبق پڑھائے جاتے ہیں۔ بعد میں لقمے دیئے جاتے ہیں۔ بات کو controversy کی شکل دی جاتی ہے لیکن آج میں ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو course adopt کیا ہے، وہ پاکستان کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہے۔ ہاں! ہم چاہتے ہیں enquiry ہو، پاکستان کے عوام چاہتے ہیں۔ اس ملک کی مقبول ترین، دو مرتبہ منتخب ہونے والی وزیر اعظم کو سر عام دہشت گردی کی نذر کیا گیا،

اس کو شہید کیا گیا۔ پاکستان کے لوگ جاننا چاہتے ہیں لیاقت علی خان کے ساتھ ایسا ہوا' ذوالفقار علی بھٹو کو بے گناہ لٹکا دیا گیا اور قوم خاموش رہی' ملک کے وزیر اعظم آتے اور جاتے رہے' کبھی کسی کو ہتھکڑی لگا دیتے ہو' کبھی کسی کو پھانسی چڑھا دیتے ہو' کبھی کسی کو بم یا گولی کی نذر کر دیتے ہو اور قوم خاموش رہے۔ قوم کب تک خاموش رہے؟ نہیں اب خاموشی کو ٹوٹنا ہو گا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

مخدوم شاہ محمود قریشی، ہم خاموش نہیں رہیں گے' ہم اپنی بات کریں گے' ہم پاکستان کے عوام کے تاثرات لے کر جائیں گے لیکن جناب چیئرمین! پاکستان کے مفادات کا سودا نہیں کریں گے اور ہم نے کہا ہے کہ یہ جو کمیشن بنے گا' ہم نے Secretary General United Nations سے درخواست کی ہے' ہم اس کو Security Council میں نہیں لے جا رہے۔ بہت سے لوگوں نے جن خدشات کا اظہار کیا' جو اخبارات میں آئے' میں نے ان کا مطالعہ کیا۔ مطالعہ کرنے کے بعد Foreign Office کے experts کو بلایا اور کہا کہ یہ صاحبان جو بات کر رہے ہیں' ان کی بات میں وزن ہے' اس بات پر سوچا جائے اور ان کی بات کو سوچ کر دیکھا جائے اور ایسی حکمت عملی اپنائی جائے کہ fair, impartial enquiry بھی ہو جائے اور پاکستان پر کسی قسم کا خدشہ' قدغن اور کالے بادل بھی نہ منڈلائیں اور ہم نے وہ course adopt کیا ہے۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ آج اس debate کے ذریعے جو یہ بہت سے خدشات ہیں' ان کا ذکر بھی کرتا چلوں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ISI کا ذکر کیا گیا۔ رضا ربانی صاحب نے اپنی تقریر میں بات کی۔ آج وضاحت ہو گئی' بات ختم ہو گئی لیکن میں یہ کہتا چلوں کہ اس ایوان کا یہ حق ہے کہ یہ کسی بھی حکومتی ادارے کو زیر بحث لائے۔ یہ ایوان' قومی اسمبلی' پارلیمنٹ' اگر ہم پارلیمنٹ کی sovereignty پر believe کرتے ہیں' اگر ہم democrats ہیں

and we believe in the sovereignty of Parliament. Then every institution of Pakistan can be brought under discussion here and we have to set

precedent that they should be brought under discussion and there is no harm and people have views. You have views, your views can differ. You can agree, you can disagree but what should be the objective? Mr. Chairman, the objective has to improve the effectiveness and the functioning of that institution not to undermine any institution. Please do not misunderstand us. We are not here to undermine any institution and particularly an institution that has been safeguarding the interest and security of Pakistan. No sir, we will not do that, please do not misunderstand. Please do not misquote us on that.

آج میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ISI has come under criticism. دنیا بہت باتیں کر رہی ہے اور لوگ کرتے ہیں۔ ہم کسی کے منہ پر تالا نہیں لگا سکتے لیکن وہ جو باتیں کر رہے ہیں اور تنقیدی باتیں کر رہے ہیں، میں ان کو یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں ہم تنقید کرتے ہیں، اس ادارے نے اور برملا کہہ رہا ہوں کہ اس ادارے نے war on terror پر جو positive contribution کیا ہے اور اس global effort میں اس کا جو positive role ہے، اس کو بھی ignore مت کیجیے۔ Balance your arguments. There is a lot of gray between the black and white and let us not forget the gray that exists between black and white. ہم over board چلے جاتے ہیں۔ جب کسی کو اٹھاتے ہیں تو آسمان پر لے جاتے ہیں۔ جب کسی کو گراتے ہیں تو زمین پر پٹخ دیتے ہیں۔ نہیں جناب والا! ہماری سوچ، ہماری گفتگو، ہمارے کردار، ہماری گفتار میں ایک balance ہونا چاہیے اور اس balance کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے آگے بڑھنا ہے۔

جناب والا! یہاں پر internal threat کی بات کی گئی تو ملک میں مہنگائی کا ذکر کیا گیا، inflation کا ذکر کیا گیا۔ گو foreign policy کا اس سے تعلق نہیں ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ

foreign policy can not be oblivious of the economic conditions and they

have linkage and that is why Mr. Chairmen, I want to establish the economic diplomacy wing in the Foreign Office because I understand the linkage between economy and foreign policy and increasingly the world is moving towards economic diplomacy and Pakistan should equip itself and we have to restructure our mind set and we have to restructure Foreign Office to be trained and to be equipped to deal with economic challenges of Pakistan and *Inshallah* we will do so.

جناب والا! مہنگائی ہے، پریشانی ہے لیکن کیا یہ ساری معیشت کی بربادی جو ہمیں آج دکھائی دے رہی ہے، مہنگائی، بے روزگاری، غربت یہ ساڑھے چار مہینوں میں ہوئی ہے۔ جناب والا! اگر ہم یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں تو میں ایماندارانہ اور مودبانہ الفاظ میں کہوں گا کہ آپ قوم کے سامنے حقائق نہیں رکھ رہے۔ ہاں! ہماری جو کمزوریاں ہیں، اگر ہم نے کوئی غلط قدم اٹھایا ہے، آپ ضرور بیان کیجیے and we will stand corrected and if there is common sense, then we have to listen to that. اگر آپ کے پاس کوئی اچھی تجویز ہے تو میرے اپنے مفاد میں ہے کہ میں آپ کی اچھی تجویز کو سمجھوں اور اپنانے کی کوشش کروں، جس سے میری معیشت، میرے ملک، میرے ملک کے شہری کا فائدہ ہو، مجھے اپنانا چاہیے لیکن صرف political point scoring کے لیے اگر ہم اس قسم کا scare create کر دیں جس سے investor's confidence shake ہو، میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ ان کے مفاد میں ہے، نہ ہمارے مفاد میں ہے، نہ ملک کے مفاد میں ہے۔ جناب والا! ہم نے corrective mechanism لینے کی کوشش کی ہے، ہم نے اس کا آغاز کیا ہے اور بہت سے issues پر ہماری discussions چل رہی ہیں لیکن international price of oil کا جو impact ہوا ہے، ہم پر ہی نہیں پوری

global economy has gone into a slow down and gradually moving towards the recession. Naturally it is going to happen in same pattern in Pakistan. Naturally the increase in international food prices are going to

have an impact on the ordinary and salaried income class of Pakistan. We are not oblivious of that, we are aware of that and we will take corrctive measures to protect the marginalized sections of our socieity. Mr. Chairman, in conclusion

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تاثر دیا گیا کہ یہ حکومت بے خبر ہے اور اس کو ادراک نہیں ہے external or internal challanges کا تو میں اپنے سارے معزز Senators کی خدمت میں مودبانہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسا نہیں ہے۔ ہمیں ادراک ہے اور انشاء اللہ ہم آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنا چاہیں گے اور انشاء اللہ ہم ایسی حکمت عملی اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ان challenges کا بطریق احسن مقابلہ کر سکیں۔

جناب والا! یہاں میں ایک چیز عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہاں جو challenges, external aggression and threats کی بات کی گئی ہے، حضور والا! پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ external aggression and threats democratic and political دور میں نہیں آئے۔ جب اس ملک میں political leadership کمان میں تھی، تب نہیں آئے اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ 1965 کی جنگ ہوئی تو اس ملک کا حاکم کون تھا؟ ایوب خان تھا۔ 1971 کی جنگ ہوئی تو اس ملک کا حاکم کون تھا؟ یحییٰ خان تھا۔ سیاچین پر جب ہندوستان نے قبضہ کیا تو اس ملک کا حکمران کون تھا؟ ضیاء الحق تھا۔ 1999 میں کارگل کا جو واقعہ ہوا اور اس پر جو سبکی ہوئی، اس ملک کا حکمران کون تھا؟ جنرل مشرف تھا۔ Political لوگ نہیں تھے۔ آج پاکستان کی قوم کو با اعتماد ہونا چاہیے اور میں اس ایوان کی وساطت سے اعتماد دینا چاہوں گا کہ انشاء اللہ the political leadership of Pakistan چاہے وہ ہماری ہو یا حزب اختلاف سے اس کا تعلق ہو، انشاء اللہ پاکستان کے مفادات کا دفاع کرنا جانتی ہے اور کرے گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

مخدوم شاہ محمود قریشی: آپ جانتے ہیں اور تاریخ بتاتی ہے جب مشکل حالات تھے،

جب ملک دو لخت ہو چکا تھا تو کس نے سنبھالا؟ Simla agreement کس نے کیا؟ وہ سیاسی فہم و فراست تھی، وہ سیاسی قد کاٹھ والا ایک بندہ تھا جس نے جا کر ایک ہاری ہوئی بازی کو جیتنے کی کوشش کی۔ جب Geneva Accord sign کیا گیا، محمد خان جونیجو کا ہماری party سے تعلق نہیں تھا لیکن وہ سیاست دان تھا، وہ جمہوری منتخب وزیر اعظم تھا، اس کا تعلق آپ کی مسلم لیگ سے تھا لیکن اس نے Geneva Accord sign کیا اور وہاں سے Soviet کا انخلا ہوا تو وہ ایک political leadership کا عملی مظاہرہ ہے کہ اس نے ملک کے مفادات کا دفاع کیا۔

(مداخلت)

مخدوم شاہ محمود قریشی: میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ جناب والا! اس وقت پاکستان کو challenge کیا ہے، جناب چیئرمین! اس وقت پاکستان کو external and internal terrorism کا challenge ہے and yes sir, this Government does not believe in Talbanization of Pakistan, we do not believe in that, we believe in the ideology, we believe in the principles given by this man sitting there. قائد اعظم محمد علی جناح جو ان کا تصور تھا جن کے تصور کو بنیاد بناتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو نے آپ کو 73 کا آئین دیا۔ ہم قائد اعظم محمد علی جناح کے تصور پاکستان کو اور ذوالفقار علی بھٹو کے 73 کے آئین کا ایک تذکرہ ہے جس پر آج بھی ساری قوم متفق ہے۔ ہم ان priciples کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کے لیے ایک ایسا نظام ایک ایسی society بنانا چاہتے ہیں جو طالبان کی سوچ کے برعکس ہے

and we will defend those principles and those rights and we have the moral and the political courage to do so. Mr. Chairman, Pakisan Peoples Party and its leadership has done it; we have been attacked, we have been assassinated, we have been killed, we have been hounded, we have been harassed, yes but we have not given in and we have stood by our priciple and

انشاء اللہ we will also in future stand by our principle.

جناب والا! جہاں ہم نے internal challenges کو deal کرنے کے لیے کہا کہ ہم
نے ایک comprehensive strategy بنائی ہے، وہاں ہم نے external challenges کو
deal کرنے کے لیے engagement کی ہے اور engagement کس سے کی ہے، ہم نے
engagement افغانستان کے ساتھ کی ہوئی ہے، ہم نے ہندوستان کے ساتھ کی ہوئی ہے، ہم
نے America کے ساتھ کی ہوئی ہے۔ دوسرے coalition partners ہیں، ہم نے ان کے
ساتھ engagement کی ہوئی ہے، why? Toprotect the interest of Pakistan and
to deal with this challenge which is internal as well as external.

جناب والا! میں آخر میں یہ کہتا چلوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے کوئی بھی
practical یا مثبت تجویز خارجہ policy کے بارے میں آج یا کل کبھی بھی آئے گی، انشاء اللہ
Foreign Office of Pakistan will entertain that. میں آج کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کے
Senate کی Foreign Relations Committee کے سامنے پیش ہونے کے لیے تیار ہوں،
میں آپ کے سامنے آؤں گا، میں دفتر خارجہ کو آپ کے سامنے لاؤں گا اور میں انشاء اللہ وہاں پیش
ہو کر ہماری حکومت کی خارجہ policy کے جو خد و خال ہیں، آپ کے سامنے رکھوں گا۔ آپ کی
جو مثبت تجاویز ہوں گی، ان کو سنوں گا، ان کو سمجھنے کی کوشش بھی کروں گا اور کابینہ میں ان
کا تذکرہ بھی کروں گا۔ آپ کی اگر کوئی اچھی بات ہے، اس کو own کرنا پاکستان کے مفاد
میں ہے تو ہم اس کو own بھی کریں گے، ہمیں اس سے کوئی گھبراہٹ یا کوئی شرم نہیں
آتی we have no chip on shoulder that we should shy away from positive
suggestions. And sir lastly, I will say میں نے جیسے پہلے کہا کہ
the democratic Government of Pakisatan is capable of facing the external or internal challenges that face our country today and we are not alone because we are not usurpers, we are not alone, we have the mandate of the people of Pakistan. And Insha-Allah as the interests of Pakistan are concerned 160 million Pakistanis will stand with us. I have no doubt in

mind that they will stand with usand Insha-Allah we will sail through and Insha-Allah this country will be a strongprosperous , democratic , federal republic of Pakistan. Thank you.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی رضا صاحب۔ میری عرض سن لیں، انہوں نے کہا ہے کہ Foreign Committee میں جس نے بھی جانا ہو، مناسب بات ہو گی، انہوں نے بڑے اچھے انداز میں کہا ہے۔ جی پہلے رضا صاحب بولنا چاہ رہے ہیں، بی بی دو منٹ پہلے رضا صاحب بولنا چاہ رہے ہیں، یہ بول لیں پھر آپ بولیں۔ رضا ربانی صاحب کے پاس floor ہے پھر ان کے بعد آپ بات کر لیں۔ میں انکے بعد آپ کو floor دیتا ہوں، آپ دو منٹ ٹھہر جائیں، وہ دو منٹ بات کرنا چاہتے ہیں please.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! جب اس بحث کا آغاز ہوا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ چار مہینوں میں دوسری دفعہ ہے کہ Senate of Pakistan میں اتنی سیر حاصل بحث Foreign Affairs پر ہوئی ہے۔ یقیناً اس میں Opposition کی طرف سے، Treasury کی طرف سے بھی، Foreign Office اور Foreign Minister کی طرف سے، دونوں اطراف سے contributions ہوئی ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہی ایک طریقہ کار ہے جس سے policies پارلیمان میں مرتب کی جاتی ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے جب بحث کا آغاز کیا تو اس وقت انہوں نے اپنی تقریر میں کہا، گو کہ یہ motion under 191 ہے اور آپ کو علم ہے کہ under 191 کوئی resolution سامنے نہیں آ سکتی لیکن قائد حزب اختلاف نے یہ بات اپنی تقریر میں کہی کہ وہ چاہیں گے کہ تین issues پر بحث کے اختتام پر resolutions لائی جائیں۔ ان کا تعلق Line of Control, جناب کرزئی کی statement اور اس کے ساتھ کشمیر کے مسئلے سے ہے۔ ہم نے Foreign Office سے بات کرنے کے بعد وزیر خارجہ سے بات کی اور Foreign Office سے بات کی۔ Opposition اور Leader of the Opposition کے ساتھ بیٹھ کر مختلف drafts تیار ہوئے اور finally میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ تین resolutions کا متفقہ draft

Leader of theOppositon کے ساتھ اور مشاہد صاحب کے ساتھ بیٹھ کر تیار ہوا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے rules کی suspension چاہوں گا تاکہ rules suspend کر کے قرار دادیں متفقہ طور پر Senate of Pakistan adopt کر لے۔ جناب! اگر آپ کی اجازت ہو تو،

I beg to move that under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of rules 22, 23, 26, 27 and 120 of the said rules be dispensed with in order to move the follwing resolutions.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ move کر دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! آپ اگر motion put کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں کر دیتا ہوں۔

It has been moved that under rule 236, the provision of 22, 23, 27 and 120 may be suspended and relevant rules have been suspended.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, with your permission, I would like to move the first Resolution which deals with the ceasefire violations on the Line of Control and it reads;

Resolution

Ceasefire Violation on L.O.C.

The Senate of Pakistan:

Desires of promoting peaceful and good neighbourly relations with India; and

Recalling the understanding reached between Pakistan and India to uphold ceasefire along the Line of Control;

Expresses its profound concern over the recent incidents of ceasefire

violation at the Line of Control, which have threatened peace and security in the region;

Regrets the unsustainable allegations being levelled in the Indian media;

Underscores the need to maintain the ceasefire along the Line of Control in the interest of peace and security in the region;

Calls upon the Government of India to cooperate with the Government of Pakistan to effectively uphold the ceasefire and preventing occurrence of such incidents in future.

Mr. Presiding Officer: Mr. Raza Rabbani has moved the resolution.

(The Resolution was adopted unanimously)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی آغا صاحب۔

Composite Dialogue Between Pakistan and India

Senator Kamil Ali Agha: The Senate of Pakistan, recalling the ongoing composit dialogue between Pakistan and India to resolve all outstanding issues including Jammu and Kashmir;

Recalling further the unrest over the issue of allocation of land to the Shri Amarnath Shrine Board; Nothing with regrets the recent reports of an economic blokade imposed by the Hindu extremists against the Muslims of Jammu and the valley of Kashmir; concerned over the tension and fear that has gripped the entire Muslim population of Jammu and Kashmir arising out of attacks on Muslims and their properties in the Jammu city, Rajouri, Poonch, Udhampur, Riasi, Samba, Doda and Kathua,

damage to mosques, blockade of Srinagar Jammu Highway to stop trucks from transporting essential commodities including life saving drugs to the valley of Kashmir.

Expresses: Its deep concern over the continuing economic blockade of the Kashmir valley by the Hindu extremists;

Expresses further its concern over the attacks on Muslims and their properties by the Hindu extremists:

Calls for immediate steps to address the situation and stop the gross human rights violation being committed against the innocent Kashmiris;

Reaffirms the diplomatic and political support of the people and Government of Pakistan to the Kashmiri people in their struggle to achieve their rights, including the right to self-determination.

Calls for an early, just and peaceful settlement of Jammu and Kashmir dispute in accordance with the relevant UN Resolutions and aspirations of the Kashmiri people.

Mr. Presiding Officer: The resolution has been moved by Senator Kamil Ali Agha.

(The Resolution was adopted unanimously)

Mr. Presiding Officer: Mr. Raza Rabbani.

Threatening Statements by Afghan President

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the Afghan statement being issued by the Afghan leadership. The Resolution reads as follows:

The Senate of Pakistan is cautious of the grave threat posed by the terrorism and extremism, reaffirming Pakistan's firm commitment to effectively fight the scourage of terrorism and extremism,

reaffirming also Pakistan's determination to strengthen bonds of brotherhood and close collaboration with Afghanistan.

1. Expresses deep regret over recent threatening statements by the Afghan President.

2. Condemns the cowardly attack on the Indian Embassy in Kabul and rejects the baseless allegations levelled against Pakistan in that regard.

3. Also condemns the bomb blast outside the Pakistan Consulate General in Herat on 31st July and urges the Afghan Government to urgenly take all necessary measures to ensure the security of the personnel and premises of Pakistan's diplomatic and consular missions in Afghanistan.

4. Expresses satisfaction at the meeting between the Prime Minister of Pakistan and the President of Afghanistan during the 15th SAARC Summit held on 3rd of August at Colombo and stresses the need for the two governments to cooperate closely to overcome the challenges posed to the security and stability of both countries by terrorism and extremism.

Mr. **Presiding Officer:** The Resolution has been moved by Mian Raza Rabbani.

(The Resolution was adoped unanimously)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! آغا صاحب سے بات سے ہوئی ہے for the second quarter دوبارہ 4 بجے کر لیتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، نہیں پانچ بجے رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، پانچ بجے رکھ لیں۔

Mr. **Presiding Officer:** The House is adjourned to meet againat 5.00 p.m. today.

[The House re-assembled after the lunch -break, with Mr. Presiding Officer (Senator Col.(Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi) in the Chair.]

Mr. **Presiding Officer:** Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan sahib, please take the floor.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ اس وقت محترم وزیر خارجہ جناب شاہ محمود قریشی موضوع کو wind up کر چکے ہیں، بہرحال جو موضوع چل رہا تھا اس میں بیرونی عوامل، ملک کی سلامتی اور تحفظ سے متعلق ضروری عوامل، اس وقت جو صورتحال ہے ملک کی اس پر بحث جاری تھی۔ فاضل اراکین نے بڑی تفصیل سے اس پر بات بھی کی ہے اور جناب وزیر خارجہ محترم نے اس کو wind up بھی کیا ہے۔

جناب چیئرمین، مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے، پرسوں محترمہ بہن ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے یہ نکتہ اٹھایا تھا اور آج مولانا راحت حسین صاحب اس پر تھوڑا اظہار خیال کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا پانچ سال قبل اغوا اور اس کے بعد بگرام کے بدنام airbase میں اس کا رکھا جانا اور اس کا پھر نیویارک پہنچانا اور آج عدالت میں پیشی، مجھے افسوس ہے کہ محترم وزیر خارجہ نے اس پر اظہار خیال کو پسند نہیں فرمایا اور اس بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔

آج کے اخبارات میں یہ خبر تھی کہ ہماری حکومت نے کوشش کی ہے کہ consular level پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی تک رسائی حاصل کی جائے۔

جناب چیئرمین' اس بات کی ضرورت ہے کہ اس ایوان کے اندر floor پر یہ بات واضح کردیں کہ حکومت اس بات پر کیا کوششیں کرے گی۔ یہ مسئلہ اندرونی بھی ہے اور بیرونی بھی ہے اور اس مسئلہ نے جس طرح مولانا راحت حسین صاحب نے کہا تھا کہ ہمارے سر شرم سے جھکا دیے ہیں ۔ مجھے ان سے سو فیصد اتفاق ہے۔

جناب چیئرمین! اصل بات یہ ہے کہ اس وقت ملک کے اندر کوئی بھی پالیسی ہمارے ہاتھوں نہیں بن رہی اور بہت ہی افسوس ناک صورت حال ہے ۔ خارجہ پالیسی ہو یا داخلہ پالیسی ' معاشی پالیسی ہو یا تعلیمی پالیسی' یہ ساری کی ساری پالیسیاں واشنگٹن made ہمیں مل رہی ہیں اور ہماری کوئی بھی حکومت ہو ' وہ ان پالیسیوں کو یہاں پر نافذ کرتی ہے ' اپنے طور پر کوئی پالیسی نہیں بنتی۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے بھی ایک اجلاس میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ موجودہ حکومت نے اقتدار میں آنے کے فوراً بعد اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ اب ساری پالیسیاں پارلیمنٹ کے اندر تشکیل پائیں گی اور ان پر عملدرآمد ہوگا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خارجہ پالیسی اور بالخصوص نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بارے میں محترم وزیر خارجہ کا بھی یہ بیان آیا اور محترم وزیر اعظم کا بھی کہ ہم اس جنگ میں شریک رہیں گے اور پھر ساتھ یہ بھی کہ پاکستانی مفادات کے لیے شریک رہیں گے۔

جناب چیئرمین! آج امریکہ کی ایک عدالت میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ایک خاکہ پیش ہوا ہے اور یہ صورت حال صرف اس وقت کی نہیں۔ پانچ سال قبل عافیہ صدیقی کو کراچی سے گرفتار کیا گیا بلکہ اغوا کیا گیا' گرفتاری تو کسی قانون کے تحت عمل میں آتی ہے لیکن وہ کوئی قانونی عمل نہیں تھا' قانونی کارروائی نہیں تھی' وہاں سے آئی ایس آئی اور ایف بی آئی نے ان کو اغوا کیا اور پانچ سال تو وہ لاپتہ تھی۔ اس کے بعد بنیادی حقوق سے متعلق تنظیموں نے کہا اور پاکستانی نژاد برطانوی شہری معظم بیگ جن کو ہماری حکومت نے ایف بی آئی کے حوالے کیا تھا اور وہ پھر بگرام airbase پر بھی رہا اور وہ گوانتاموبے میں بھی رہا اور

وہاں سے پھر برطانیہ پہنچا اور برطانوی عدالت نے اس کو certificate دے دیا کہ اس نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا، اس نے بھی اپنے articles میں لکھا، اشتیاق بیگ صاحب نے بھی articles لکھے اور Asia Human Rights Commission نے اس بات کو طشت از بام کیا کہ عافیہ صدیقی کو بگرام airbase پر قیدی نمبر 650 کہا جاتا ہے اور اس جیل میں یہ واحد خاتون قیدی ہے ۔پھر یہ بھی بتایا گیا کہ ان کو torture کیا جاتا ہے اور ان پر تشدد کیا جاتا ہے اور وہاں پر ان کی آبروریزی بھی کی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شاید ہماری حکومت کو اور ہمارے فوجی حکمران کو اس کے عوض کچھ ڈالر ملے ہوں اور قوم کی یہ بیٹی جو آج امریکہ کی عدالت میں پیش ہوئی اس کی حیثیت پرویز مشرف کی بیٹی کی بھی تھی اور اگر میں کہوں تو بلاوجہ نہ ہوگا کہ انہوں نے دختر فروشی کا کام انجام دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے بھی واقعات ہوئے ہیں۔ چھ فروری 1995 کو یوسف رمزی کو گرفتار کیا گیا تھا اور اس کو امریکہ کے حوالے کیا گیا تھا اس وقت محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ وزیراعظم تھیں اور جناب والا! اس کے بعد 17th June 1997 کو ایمل کانسی کو ڈیرہ غازی خان کے ایک ہوٹل سے گرفتار کیا گیا تھا اور ڈیرہ غازی خان سے ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے سے اسے اسلام آباد لایا گیا اور اسلام آباد میں اس کو امریکیوں کے حوالے کرکے امریکہ پہنچایا گیا اور امریکہ میں اس کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا اور اس پرعملدرآمد ہوا اور امریکہ کے اندر اس کو موت کی سزا دی گئی۔ جناب چیئرمین! اگر پاکستان کے اندر قانون ہے اور عدالت ہے تو یہ ساری کارروائی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اگر یہ کارروائی ہوئی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کے اندر قانون ہے اور نہ ہی عدالت ہے اور ہمارے حکمرانوں نے دنیا بھر کے قوانین کو بالائے طاق رکھ کر، ان کی خلاف ورزی کرکے، انہوں نے سنگین ترین جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ ہمارے سابقہ حکمرانوں نے، اس وقت جو حکمران برسراقتدار ہے اس نے بھی اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارے حالات کے بگڑنے کا یہ سب سے بڑا عامل ہے۔

جناب چیئرمین! امریکہ کے بارے میں ہمیں بات کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اگر ہمارے حکمران ہماری تقدیر کو امریکہ کے ساتھ نہ جوڑتے اور یہ صورتحال نہ ہوتی کہ امریکہ ہی پر ہمارے جینے اور مرنے کا انحصار ہے تو ہمیں قطعی ضرورت نہیں تھی کہ ہم امریکہ کا ذکر کرتے

لیکن چونکہ ہمارے حکمرانوں نے اپنی عیاشیوں کی خاطر اور اپنے شراب اورکباب کی خاطر ' اپنی بدکاریوں اور گمراہیوں کی خاطر اس ملک کی تقدیر کو امریکہ سے جوڑ دیا ہے اس لیے ہم اس بات پر مجبور ہیں کہ ہم داخلی عوامل میں بھی امریکہ کا ذکر کریں اور خارجی عوامل میں بھی امریکہ کا ذکر کریں ۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ تمام پالیسیاں ہمیں Washington made ملتی ہیں اور پاکستان میں اسلام آباد کے اندر امریکہ کے سفیر کی حیثیت ہمارے لیے وائسرائے کی سی ہے اور ہمارے حکمران ان کی آستانہ بوسی پر مجبور ہوتے ہیں اور وہاں سے ان کو سب کچھ ملتا ہے ۔میرے دوست سید جاوید علی شاہ صاحب نے بالکل درست کہا کہ میں اپنی قوم کو beggar نہیں کہوں گا لیکن beggar اور کیا ہوتا ہے، کشکول جس کے ہاتھ میں ہو وہ beggar ہوتا ہے اور ہمارا کشکول قوم کے لیے نہیں ہوتا قوم کا عام فرد تو قرضوں کے اندر ڈوبا ہوا ہے اور یہ سارے قرضے حکمرانوں کی عیاشیوں کے لیے اور اسلام آباد کی establishment چلانے کے لیے وصول کیے جاتے ہیں ۔ قوم کے لیے ان قرضوں میں کوئی راحت اور آرام کا دن نہیں ہوتا ۔ اس وجہ سے ہم اس بات پر مجبور ہیں ۔

جناب چیئرمین! دنیا کا نظام اور ممالک کا نظام صداقت اور انصاف کی بنیاد پر چل سکتا ہے ۔ امریکہ اس وقت تک دنیا کا قائد ہے۔ دنیا کی leadership America کے ہاتھ میں ہے اور اگر یہ قیادت اس کو ملی تھی تو ایک قانون کارفرما ہے کہ وہاں پر دنیا کی دوسری قوموں کی نسبت انصاف بھی تھا' عدل بھی تھا اور وہاں پر کسی حد تک سچائی کا نظام چل رہا تھا لیکن اس وقت وہاں کا انصاف بھی قتل ہو رہا ہے اور وہاں صداقت نہیں ہے۔ اس پر دہشت گردی کی اس جنگ میں اور بالخصوص ہمارے سامنے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا جوکیس آ رہا ہے اس میں تو یہ بات بالکل طشت از بام ہوگئی ہے کہ وہاں انصاف کا بھی قتل ہوااور وہاں جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین ! یہ آج کی خبر ہے وہاں کے جو جج ہیں ان کے یہ الفاظ ہیں کہ اتنی جلدی تو آدمی برانکس سے مین ہیٹن نہیں پہنچ پاتا جتنے وقت میں آپ لوگ مدعا علیہ کو افغانستان سے نیویارک لے آئے ہیں' یہ جج ایلس کے الفاظ تھے جو انہوں نے پاکستانی شہری نیورو سائنسدان اور مبینہ طور پر القاعدہ سے تعلق رکھنے والی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے مقدمے کی سماعت کے دوران کہے ۔

جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میری یہ گزارش ہوگی کہ حکومت یہاں پر اس

بات کی وضاحت کرے کہ اپنے شہری کو امریکہ سے چھڑانے کے لیے وہ کیا کریں گے اور اب تک کیا کر چکے ہیں۔ جناب والا! اس ملک کی صورتحال آج انٹرنیٹ پر up dates آ رہے ہیں کوئٹہ میں بھی دھماکہ ہوا جس میں کئی جانیں تلف ہوئی ہیں' اسی طرح سوات میں بھی واقعات ہوئے ہیں اور پورا ملک بدامنی کا شکار ہے اور ملک میں حکومت نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی' کوئی نظام دکھائی نہیں دے رہا۔ جناب والا! عدلیہ کا وجود نہیں ہے اور حکمرانوں کا اس وقت آپس میں ایک معاملہ چل رہا ہے کہ اس وقت حقیقت یہ ہے کہ جو چیف جسٹس ہے ان کو TV channel پر صبح شام گالیاں پڑ رہی ہیں اور جناب چیئرمین! سندھ ہائی کورٹ کے اندر ان کی موجودگی میں ڈوگرہ راج مردہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ ان کے کانوں تک یہ الفاظ پہنچ چکے ہوں گے۔ نہ تو محترم چیف جسٹس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ایسی ملازمت اور ایسے منصب پر لعنت ہو اور میں استعفیٰ دے دیتا ہوں' اور نہ ہی قوت اور اختیار وہ رکھتا ہے کہ جو لوگ ان کو گالیاں دے رہے ہیں ان کو اپنے سامنے پیش کرے اور ان پر مقدمہ چلا کر ان کو قرار واقعی سزا دے۔ اس صورتحال سے ہم دوچار ہیں۔ اگر چیف جسٹس اپنا دفاع نہیں کر سکتا تو وہ دوسرے کے حقوق کا دفاع کیا کرے گا؟ جناب چیئرمین! حکمرانوں سے پہلے بھی ہم نے یہ سوال پوچھا ہے اور آج میں پھر پوچھتا ہوں کہ ہمیں بتایا جائے کہ ملک کا نظام کس آئین کے تحت چل رہا ہے؟ ۲ نومبر ۲۰۰۷ء کے آئین کے تحت یا ۱۶ دسمبر ۲۰۰۷ء کے آئین کے تحت جس کے اندر تبدیلیاں ہو چکی ہیں 270 (A) (A) (A) جس کا حصہ بن چکا ہے۔ کیا آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ PCO کے تحت جو ترامیم ہوئی ہیں آئین کے اندر' وہ اس کا حصہ بن چکی ہیں یا اس وقت آپ اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! محترم قائد ایوان جناب میاں رضا ربانی صاحب یہاں پر کہہ دیتے ہیں کہ ہم PCO کو تسلیم نہیں کرتے لیکن PCO کے تحت آج بھی ملک کا نظام چل رہا ہے اور کسی کی جرأت نہیں ہے کہ PCO کو ادھر ادھر کر سکے۔ جناب چیئرمین! پالیسیاں اصل میں ایک تو واشنگٹن made ہیں اور پھر ۱۸ فروری کے بعد انتخابات کے جو نتائج نکلے ان پر تو حکمران اتحاد یہ بار بار کہتا رہا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی پالیسیوں کو قوم نے مسترد کیا ہے۔ ہم نے بھی یہ کہا کہ بالکل درست ہے لیکن حکمرانوں نے اسی پالیسی کو آج بھی جاری رکھا ہے جس

پالیسی کو ووٹ کے ذریعے مسترد کیا گیا ہے۔ یہ پالیسیاں اگر جاری رہیں گی تو داخلی عوامل بھی یہی ہوں گے کہ حالات درست نہیں ہوں گے۔ سلامتی اور تحفظ کو جو خطرات لاحق ہیں وہ جاری رہیں گے اور خارجی عوامل بھی ایسے ہی رہیں گے۔

جناب چیئرمین! اس وقت سوات کے اندر فوجی آپریشن جاری ہے۔ اس فوجی آپریشن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے ہمیں لکھ کر دیا ہے کہ فوجی آپریشن شروع کر دیا جائے۔ اگر صوبہ سرحد کی حکومت نے یہ لکھ کر دیا ہے تو یہ بھی قابل مذمت ہے اور حکمران اتحاد خود ہی یہ کہتا ہے کہ یہ مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل ہوگا آپریشن اس کا حل نہیں ہے۔ اس لئے فوجی آپریشن بھی قابل مذمت ہے۔ محترم وزیر اعظم صاحب جو امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں تو حکومتی اتحاد کے سربراہان کا اجلاس ہوا اس میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ ہم مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کریں گے۔ لیکن اس کے بعد بھی اب سوات کے اندر آپریشن جاری ہے اور وہاں پر فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے اور بالکل درست ہے کہ انڈیا نے کشمیر کے اندر بھی گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال نہیں کئے اور ہماری فوج سوات کے اندر گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! خبر آ جاتی ہے کہ بچوں کے سکول کو بم سے اڑا دیا گیا۔ مجھے تو اس بات کا پورا یقین ہے کہ اس بم سے اڑانے کے عمل میں ہماری ISI شاید شامل ہے۔ ان کے تعاون کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا اور اسی لئے یہ کیا جا رہا ہے کہ فوجی آپریشن کو جواز فراہم کیا جائے۔ یہی کام باڑہ میں بھی ہوتا رہا، یہی کام ہنگو میں ہوا اور ہماری فوج کو ہمارے عوام پر حملہ کرنے کا جواز فراہم کرنے کے لئے اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم فوج کا احترام کرتے ہیں لیکن فوج سرحدوں کے تحفظ کے لئے ہے۔ ISI کا ہم احترام کرتے ہیں لیکن ISI اس لئے ہے کہ دشمن کی سرگرمیوں سے ہماری حکومت کو باخبر کرے۔ جب فوج اور ISI اپنے عوام پر حملہ آور ہو تو یہ اقدام قابل مذمت ہوگا اور حکمران اگر سول اداروں کے ذریعے ملک کے امن و امان کو نہیں سنبھال سکتے تو جناب چیئرمین! مجھے کہنے دیجیے کہ اس حکمران کو پھر حکمرانی کا حق حاصل نہیں رہتا۔ اس کے لئے پھر عزت کا راستہ یہ ہے کہ وہ قوم کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کر دے اور قوم کا معاملہ قوم کے

سپرد کر دے اور اس بات کا اعلان کر دے کہ قوم اپنے لئے حکمران منتخب کرلیں جس پر اس کا اعتماد ہو، وہ ان پر حکمرانی کرے لیکن فوج کے ذریعے جب ملک کا نظام چلایا جاتا ہے تو اس کے بعد پھرفوج کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ براہ راست اقتدار پر قابض ہو اور ماضی میں بھی یہ ہوتا رہا ہے اور اس وقت بھی اگر فوج کو اسی طریقے سے استعمال کیا جاتا رہا تو حقیقت میں یہ فوج کو دعوت دینے کے مترادف ہے کہ وہ اقتدار پر قابض ہو اور ملک کے سیاہ و سفید کی مالک بن جائے اور ملک کا نظام وہ خودؔ چلائے۔

جناب چیئرمین! اس وقت پورے ملک کے اندر سیلاب کی جو تباہ کاریاں جاری ہیں، سرحد میں کچھ زیادہ ہیں اور جنوبی پنجاب میں بھی ہیں اور بلوچستان اور سندھ میں بھی ہیں۔ جناب چیئرمین! سرحد کے بارے میں خبریں آ رہی ہیں کہ ۲۰ سے زیادہ افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہر سال ساون کے مہینے میں یہ مسئلہ وہاں پیش آتا ہے اور اس مسئلے کی بنیاد مرکزی حکومت کو بھی معلوم ہے اور صوبائی حکومت کو بھی۔ ہم چیختے رہے ہیں کہ صوبائی حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ اس کا انتظام کر سکے اور مرکزی حکومت نے اس بات کا اعلان بھی کیا تھا کہ دریائے کابل جو وارسک سے نکل کر تین شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور دریائے پنجکوڑہ اور سوات بھی مل کر وادی پشاور میں داخل ہوتا ہے اور وہاں پر پانچواں دریا جندی بھی بہہ رہا ہے۔ یہ پانچ دریا ضلع پشاور اور چارسدہ میں بہہ رہے ہیں۔ ان کے کنارے نہیں ہیں اور تھوڑا سا پانی بہہ جائے تو وہ کھیتوں اور مکانوں پر چڑھ جاتا ہے۔ اس وقت بھی یہی صورت حال ہے۔ خیبر ایجنسی میں بھی لوگ مرے ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ صوبائی حکومت بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرے اور مرکزی حکومت بھی اس کے لئے مستعد ہو اور صوبائی حکومت سے تعاون کے لئے آگے بڑھے۔ چارسدہ اور ضلع پشاور میں دریاؤں کے کنارے اور پشتے تعمیر کرنے میں مرکزی حکومت، صوبائی حکومت کی مدد کرے تاکہ یہ مسئلہ مکمل طور پر حل ہو سکے اور اس کا حل نکل آئے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر بات ہوتی ہے کہ کالا باغ ڈیم بنا دیا جائے۔ اگر یہ صورت حال ہو اور کالا باغ ڈیم بھی بن جائے تو یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہوگا۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ ہماری حکومت اس طرف تو کوئی توجہ اور دھیان نہیں دیتی کہ عوام کی مشکلات کو حل

کرے۔ پھر یہ بات کہی جاتی ہے کہ ڈیمز کی بہت ضرورت ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ڈیمز کی تعمیر سے مزید مسائل جنم لیں گے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے آخری بات ایک بار پھرحکمران اتحاد سے یہ عرض کروں گا کہ اس ملک کے نظام عدل کو خدارا! بحال کرے۔ ملک کے اندر عدلیہ کو اپنی اصلی صورت حال پر۔ ملک کے اندر آئین کو اصلی صورت میں بحال کریں۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ ۲ نومبر ۲۰۰۷ء نہیں بلکہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کا آئین بحال ہونا چاہیے اور ملک کے اندر جب تک آئین اور قانون کی بالادستی اور حکمرانی نہیں ہوگی تب تک اس ملک کی نہ داخلی صورت حال کو سنبھالا دیا جا سکتا ہے اور نہ خارجی صورت حال کو۔ حکمرانوں کے اعلان پر عمل درآمد کی ضرورت ہے کہ پالیسیاں یہاں پر پارلیمنٹ کے اندر بنیں گی، پارلیمنٹ سے بالا بالا اور بیرون ملک پالیسیاں نہیں بنیں گی۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ پارلیمنٹ ہی پالیسیاں بنائے۔ میں آخری بات عرض کر رہا ہوں کہ محترم میاں رضا ربانی صاحب نے کہا کہ ۱۷ ویں ترمیم کے ذریعے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کو ختم کیا گیا ہے۔ یہ بات بالکل درست نہیں ہے۔ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے میں آئینی رکاوٹ کوئی نہیں ہے۔ خارجہ اور داخلہ پالیسی پر آج بھی پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا جا سکتا ہے اور اس میں بحث ہو سکتی ہے لیکن عزم اور ہمت کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو عزم اور ہمت دے کہ وہ امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے اور اپنے ہی وسائل پر وہ اس ملک کے نظام کو چلا سکے۔ بہت بہت شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ باتیں بہت ہو چکی ہیں، میں پورے ہاؤس کو یہ بات یاد کرا رہا ہوں کہ 18 فروری کے Elections کے بعد ہمارے دوست جو ہاؤس کی اس side پر بیٹھتے ہیں انہوں نے نیشنل اسمبلی میں اور اس ہاؤس میں بھی اس بات کا احاطہ کیا تھا کہ آئندہ Opposition وہ نہیں ہوگی کہ اگر Treasury Bench کہتی ہے کہ کوا کالا ہے تو یہ کہیں گے کہ کوا سفید ہے۔ یہ پہلا

واقعہ ہے کہ تمام تر Opposition نے وزیراعظم جو کہ اس side سے nominate ہوئے تھے اس کو مکمل support دی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ آپ جو کچھ کریں گے ہم مثبت انداز میں آپ کے ساتھ چلیں گے۔ یہ Opposition روایتی نہیں ہوگی بلکہ یہ Opposition اتحادی Opposition ہوگی۔ آپ یہ نہیں کہہ پائیں کہ ہاں جی یہ ہمارے کام میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اور میں آج ہاؤس کو بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ کسی قسم کا منطق جو مثال پر مبنی ہو یا جو comparisons پر مبنی ہو وہ استدلال درست نہیں ہوگا۔ ہمیں آج اس بات کو چھوڑ دینا چاہیے کہ دیکھیں جب آپ کی باری تھی آپ کیا کرتے تھے۔ آپ نے کیا کہا تھا۔ یہ تمام خرابیاں آپ نے پیدا کی ہوئی ہیں۔ اگر خرابیاں نہ پیدا کی ہوتیں تو تبدیل کیوں ہوتے۔ جب تبدیل ہوگئے ہیں اور تبدیل ہونے والے اعتراف کرتے ہیں اور ہم آپ کو قبول کرتے ہیں۔ ہم میں قیادت کی اتنی صلاحیت نہیں تھی، آپ میں ہے، اگر آپ میں ہے تو آگے آیئے۔ آج جو مسئلہ آپ کے سامنے زیر بحث ہے۔ یہ ہم الجھ جاتے ہیں امریکہ کے ساتھ۔ کوئی کہتا ہے "امریکہ کا جو یار ہے وہ غدار ہے"۔ پہلے اس طرح کے نعرے ہوتے تھے۔ اگر آج بھی یہی نعرہ ہونا ہے تو پھر تبدیلی کیا ہے۔ اگر آج بھی ہم نے یہ الزام لگانا ہے ان پر کہ امریکہ نواز ہو، آپ امریکہ کی پالیسی پر چل رہے ہو، آپ یہ کر رہے ہو، تو پھر تبدیلی کیا آئی ہے۔

آج میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب پاکستانی ہیں، وہ بھی اتنے ہی محب وطن ہیں جتنا ہم اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ بات governance کی ہے۔ Governance میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ نمبر ایک، governance کرنے والے اپنی سمت درست کرتے ہیں اور دوسری بات اپنی ترجیحات بیان کرتے ہیں۔ آج میں پوچھتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ کیا اس ملک میں ہماری سمت تعین ہوچکی ہے۔ میں حل کی بات نہیں کر رہا۔ میں نہیں کہہ رہا کہ پانچ ماہ میں آپ یہ بٹن دبائیں تو یہ ہو جائے گا۔ میں بات governance کی کر رہا ہوں۔ یہ دو چیزیں جن سے آپ متعین کرتے ہیں کہ ملک میں governance ہے یا نہیں، پہلی بات۔ میں مسائل کی بات بھی نہیں کر رہا ہوں، میں مسائل کے حل کی بات بھی نہیں کر رہا ہوں، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا اس ملک میں governance ہے؟ اور اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو یہ گاؤن اتار کر عام شہری کی شکل میں سڑک پر کھڑے ہوجائیے اور پھر پوچھیے کہ کیا اس شہر میں جو پاکستان کا

دل ہے کیا یہاں governance ہے؟ پوچھیے کہ کیا پنجاب میں governance ہے؟ پوچھیے کہ کیا پاکستان میں governance ہے؟ پوچھیے کہ کون حکومت کر رہا ہے۔ میں پورے چار سال یہ سنتا رہا ہوں کہ فرد واحد باہر سے حکم دیتا ہے اور یہ پارلیمان rubber stamp ہے۔ کاش کہ 18 تاریخ کے بعد ہم یہ کہہ دیتے کہ یہ پارلیمان rubber stamp نہیں ہے اور کوئی فرد واحد باہر سے حکم نہیں دے رہا ہے۔ کیوں governance نہیں ہے؟ Governance کیا ہوتی ہے؟

Prime Minister with Parliament, Chief Minister with Parliament, جب Prime Minister صاحب، آپ ہوں، میں ہوں، زید ہو یا بکر۔ جب اس نے حکم پارلیمان کے باہر سے لینا ہے، it will be no governance. جب Chief Minister کوئی بھی ہو اگر اس نے حکم باہر سے لینا ہے، خواہ اپنے بڑے بھائی سے کیوں نہ لینا ہو، it will be indication of no governance. ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم جس خرابی کی بات کر رہے ہیں کہ فرد واحد کی حکومت یا فرد واحد کا کام۔ فرد واحد وہ ہیں جو پارلیمان کا حصہ نہیں ہیں۔ جب تک مسائل پارلیمان میں نہیں آئیں گے، جب تک آپ مسائل کو پارلیمان میں discuss نہیں کریں گے، جب تک Chief Minister یا Prime Minister پارلیمان میں بیٹھ کر پارلیمان کی آواز نہیں سنے گا تو اس کے فیصلے فرد واحد کے فیصلے ہوں گے۔ جو فرد واحد انہیں dictate کر رہا ہے باہر سے۔

سب سے پہلا مسئلہ آج ہمارے نزدیک یہ ہے، میرے بھائی وزیر بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے ہی عزیز ہیں اور ان میں خوبی یہ ہے کہ دل کی آواز سنتے بھی ہیں، سناتے بھی ہیں اور سمجھاتے بھی ہیں، میں سمجھنے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ آج میں ان کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جی بڑی ہوگئی ہے چوہدری صاحب، ہور وی کجھ کر لیئے، کچھ تو کریئے۔ آج ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم غلط فیصلے کر رہے ہیں۔ آج ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم غلط وقت پر مسائل کو حل کر رہے ہیں۔ آج ہمارا مسئلہ ہے کہ ہم مسائل کو اپنے ہاتھوں میں لیے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ جب تک یہ نہیں ہوگا میں بڑے ادب سے کہتا ہوں، میں تنقید نہیں کر رہا ہوں۔ میں کوئی غیبت بھی نہیں کر رہا ہوں۔ میں وہ آواز دے رہا ہوں جو آواز یہ کہتی ہے کہ اس حکومت کو پانچ سال پورے کرنے چاہئیں۔ اس حکومت کو پاکستان کو آگے لے کر چلنا چاہیے اور ساتھ بڑی ہمت

سے کہوں گا کہ خدارا اپنا تکیہ کلام تبدیل کیجئے۔ یہ کہنا کہ یہ تو تساں کیتا سی' یہ تو مسائل آپ نے پیدا کیے تھے۔ اگر ہم نے پیدا کیے تھے مسائل تو تسی ایتھے امب لین آئے او۔ اس کو حل کرو۔ مسئلہ آج یہ ہے' بار بار یہ کہنا کہ انہوں نے خرابی کی' اگر حکومت آپ نے کرنی ہے تو please اس تکیہ کلام سے گریز کریں۔ یہ تو بات مسلمہ ہے کہ اگر یہ fail نہ ہوتے تو آپ کو موقع کیوں ملتا۔ اب اگر آپ کو موقع ملا ہے تو don't talk of our failures, آپ بات کیجیے کہ آپ کے پاس کیا حل ہے۔ اس ملک کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ آپ کے پاس حل نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ ان کی بدقسمتی ہے' میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ ان کی نا اہلی ہے' یہ ملک کے مقدر کی بات ہے۔ اگر یہ اس ملک کو آگے نہ لے جا پائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے بڑی دشواری ہوگی۔ اس موقع پر کیونکہ ہر طرف بات conspiracy theory کی ہو رہی ہے۔ بات امریکہ کی ہو رہی ہے۔ جو چیز بھی ہو رہی ہے' اگر بارش ہو رہی ہے تو امریکہ نے کرادی ہے' ہندوستان سے ٹکر ہوگئی تو امریکہ نے کروادی ہے۔ اگر افغانستان کے ساتھ ہماری 1200 کلومیٹر لمبی بارڈر ایک protected border تھی - It was a porous border, لیکن ایک دیوار کی طرح رہی ہے اور سال ہا سال رہی ہے اور ہمیں صرف اور صرف دشواری ہوتی ہے اپنے مشرقی بارڈر پر۔ کہہ دیں کہ پرویز مشرف fail ہوا۔ کہہ دیں کہ ہاں جی اس نے غلط پالیسی دی۔ کہہ دیں کہ ان کی وجہ سے' پچھلے وزیر اعظم کی وجہ سے یہ border porous ہوگیا' unprotected ہو گیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ 18 فروری سے لے کر آج تک ہم نے کون سا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے ہم یہ کہہ پائیں کہ after all ہم کوشش تو کر رہے ہیں۔ ابھی تک ہمیں یہ نہیں پتا کہ ہم نے اس کو حل کیسے کرنا ہے۔ کبھی dialogue کی بات کرتے ہیں' کبھی بموں کی بات کرتے ہیں اور ہوتا کیا ہے' ہمارا مسئلہ کیا ہے شاید حکومت ہمارے ہاتھ میں نہیں' شاید حکومت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ان کی problem یہ ہے کہ جو اصل allies ہیں ان کی سوچ Yanky کی سوچ ہے'میں دوبارہ کہتا ہوں ان کی سوچ yanky کی سوچ ہے اور وہی سوچ ہے جو red indian کے ساتھ تھی۔ ریڈ انڈین کے ساتھ امریکن نے کبھی dialogue کی بات نہیں کی۔ ہمیشہ اسے مارنے کی بات کی ہے۔ نیشنلسٹ کے خیال میں جس طریقے سے ہم نے ریڈ انڈین کو ان کے conservatory پر contain کیا اسی طریقے سے وہ پختون آبادی کو

ریڈ انڈین treat کر کے مار مار کر conservatory میں لے جائیں گے۔ یہ بات ان کو سمجھانی چاہیے کہ ہمارے عزیزو یہ فارمولا یہاں apply نہیں کرتا، جتنی بڑی طاقت آج امریکہ ہے، اتنی بڑی طاقت برطانیہ 1880 میں تھا، شاید اس سے بڑی طاقت تھی اور اس وقت افغانستان پر جب انہوں نے حملہ کیا تو پوری برطانوی فوج سے ایک سپاہی بچ کر آیا تھا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا مسئلہ یہ ہے انہیں یہ کہا جائے کہ اس کا حل وہ نہیں ہے جو ریڈ انڈین کے ساتھ آپ نے کیا تھا لیکن ہم مجبور ہیں اور ان کی پالیسی کو آگے لے کر چل رہے ہیں لیکن یہاں پر جو میں بات کرنے والا تھا وہ یہ تھی کہ ہماری حکومت کو چاہیے کہ ہم ایک ایسا think tank بنائیں جو ہماری پالیسی وضع کرے کہ vis-a-vis Islamic world یا vis-a-vis middle east ہے کیا؟ آج کل ہو کیا رہا ہے میرا خیال ہے کہ امریکہ یہ چاہتا ہے۔ بھنڈر صاحب آتے ہیں کہ نہیں نہیں امریکہ کی مرضی یہ ہے۔ وہ عربوں سے تیل چاہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ تو چائنا کو contain کرنے آئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جی نہیں ان کی پالیسی hot water policy ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو امریکہ کی پالیسی کے متعلق فضول گفتگو ہماری ہے اس سے باہر نکل کر وزیراعظم صاحب کو چاہیے کہ جو لوگ انٹرنیشنل geo politics کے طالب علم ہیں ان کو پاکستان میں hire کریں، باہر سے نہ لے کر آئیں اور پھر ان کو یہ task دیں کہ پہلی بات یہ تو واضح کر لیں کہ امریکہ کی آئندہ پچاس سال کی پالیسی ہے کیا جب تک یہ طے نہیں کر پائیں گے اس وقت تک ہم یہاں بیٹھ کر فضول گفتگو کرتے رہیں گے۔ رب نہ بھلائے ایہہ کھرا بابے دا اے، چوہدری صاحب یہ کہتے تھے، چوہدری صاحب جب ڈیرے پر بیٹھتے تھے تو کوئی آ کر کہتا تھا کہ چوہدری صاحب اج مجھ چوری ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھرا کدھر گیا ہے، چڑھدے گیا اے تے فیر بابے کیتا ای۔ تو ان کی بات درست ہوتی ہے لیکن جہاں تک امریکن پالیسی ہے that is slightly deeper, if we want to exist on this globe, we should analyse their policies first and then conclusion. لیکن ایک بات بڑی اہم تھی جو بی بی یاسمین نے کل کہی جب انہوں نے بات کہی تو میرے کان کھڑے ہوگئے، میں چونک اٹھا، کل آئی ایس آئی کے اوپر بحث ہو رہی تھی، کل بحث ہو رہی تھی کہ America wants to contain ISI. کل بحث ہو رہی تھی کہ امریکہ نے وزیراعظم کو یہ کہا ہے کہ جو information آپ کی ISI کو

دیتے ہیں وہ اگلے روز leak ہو جاتی ہے اور پھر جس تضحیک سے بش نے اپنا طریقہ ہمارے وزیراعظم کے ساتھ اپنایا' وہ شرمناک ہے۔ وہ ہم سب کے لیے شرمناک ہے لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ there is zero reaction. Nobody has reacted to it. میں نہیں سمجھتا اگر اجازت دیں تو میں غلط لفظ استعمال کروں یہ ہمارے بے غیرت ہونے کی انتہا ہے۔ غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ ہم سب اٹھتے اور کھڑے ہو کر کہتے کہ ہمیں یہ قبول نہیں ہے۔ اگلی بات میں یہ عرض کروں گا کہ بلیدی صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی۔ آج انہوں نے حکومت کی پھٹیاں اکھیڑ دیں۔ حکومت کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس پر انہوں نے تنقید نہیں کی۔ جس میں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ حکومت غلط کر رہی ہے۔ میں صرف ایک بات کہوں گا کہ جب حکومتی بنچ حکومت پر تنقید کرتی ہے تو message کیا ہوتا ہے۔ حکومتی بنچ کہہ رہی ہے حکومت کو کہ حکومت مستعفی ہو جائے۔ یہ فقرہ ' بلیدی صاحب نے شاید یہ بات نہیں کہی میں ان کے منہ میں یہ بات ڈال رہا ہوں کہ آئندہ جب کھڑے ہونگے تو ایسی ہی بات کریں گے تو پھر اپنے بیان کو تقویت دینے کے لیے یہ ضرور کہیں گے۔ جب حکومتی بنچ حکومت کے خلاف بولتی ہے تو پھر اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ government is not working, the government should resign. So here is the situation. جیسے میں سمجھتا ہوں' میں نہیں چاہتا کہ حکومت استعفی دے۔ میں چاہتا ہوں کہ حکومت پورے پانچ سال چلے۔ جس بات کی نشاندہی بی بی یاسمین نے کی ہے کہ ہمارے جو ڈانڈے ہیں یہ را کے ساتھ مل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اگر 1/100 حصہ بھی سچائی ہے تو یہ قابل شرم ہے اس پر تحقیق ہونی چاہیے۔ اس ہاؤس میں تحقیق ہونی چاہیے اور میں بی بی یاسمین سے کہوں گا کہ ہاں جی اس ہاؤس کو بتائیں کہ details یہ ہیں اور اگر details درست ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تدارک بھی ہونا چاہیے۔

آخری بات میں جو پروفیسر صاحب نے کی تھی اس کو آگے بڑھاتے ہوئے کروں گا کہ ہم ایک اسلامی ملک ہیں' اسلامی ملک کی پہچان اتنا نماز' روزہ نہیں ہوتا جتنا نظام عدل ہوتا ہے بلکہ آپ اسلام کی تاریخ لے لیں ہماری تمام طرف سے توجہ دو چیزوں پر ہے۔ سچائی کے اوپر جس پر آپ بھی یہاں بیٹھ کر تلقین کرتے ہیں۔ دوسرا نظام عدل ہے۔ آج پورا ملک اس بحران میں مبتلا ہے کہ دو coalition patners دو افراد کے ساتھ جدا جدا پینگیں ڈال رہے ہیں۔ ایک کہہ

رہا ہے کہ موجودہ چیف جسٹس میری بغل میں ہونا چاہیے' دوسرا کہہ رہا ہے کہ ہونے والا چیف جسٹس میری بغل میں ہونا چاہیے۔ یہ جو دو افراد کی fixation ہے پورا ملک اس کے نرغے میں آیا ہوا ہے۔ خدارا نظام عدل کی بات کریں' افراد کی بات نہ کریں کہ یہ فرد آ گیا تو این آر او بحال رہے گا۔ یہ فرد رہا تو این آر او رہے گا' یہ فرد اگر آ گیا تو مجھے clean. قرار دے گا میں آئندہ وزیراعظم بن سکوں گا یہ جو ہم نے اپنی ذاتی ضروریات کو' اپنی ذاتی political economic requirements کو دو افراد کے ساتھ وابستہ کر لیا ہے تو پورا ملک گروی پڑا ہوا ہے۔ ہاں اگر نظام عدل کی بات ہوتی تو میں پوچھتا ہوں کہ نظام عدل صوبائی subject ہے یہ federal subjectنہیں ہے۔ پنجاب کی بات کرتے ہیں' ہمارے پاس بڑے مہان وزیراعلیٰ ہیں۔ میں ان کی بات نہیں کر رہا جن کو جانتا ہوں ان کی بات کر رہا ہوں' میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسا step نظام عدل کو improve کرنے کے لیے لیا گیا ہے۔ یہ کیا گیا ہے کہ 488 public prosecutors کو ایک قلم کے ساتھ remove کر دیا گیا ہے بغیر کسی جواز کے یہ کہہ کر کہ پچھلی حکومت نے appoint کیے تھے ہم اتار رہے ہیں۔ یہ آپ کا نظام عدل ہے؟ کیا اس ملک میں ہم نے سول جج زیادہ بھرتی کر لیے ہیں؟ کیا کوئی مقدمے زیادہ نمٹا دیئے ہیں؟ کچھ تو indicators دیں۔ ہمارے پاس ایک پنچائیت سسٹم تھا کیا ہم نے اس کو نافذ کر دیا ہے؟ out of courts settlement کا نفاذ کر لیا ہے۔ کوئی ایسا کام نہیں کیا گیا۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ ہمیں یہ دکھایا نہیں جا رہا کہ توجہ دی جا رہی ہے۔ کوئی ایسے عمل سے جس سے یہ عیاں ہو کہ ہاں یہ حکومت نظام عدل کا سوچ تو رہی ہے۔ اب تو سوچ کا بھی فقدان ہے۔ یہاں پر پروفیسر صاحب نے بات شروع کی تھی اس کو ختم کرتے ہوئے کہوں گا کہ اس ملک میں خدارا کوئی ایسی چیز کرتے نظر آئیے گا جس کو ہم یہ کہہ پائیں کہ there is a governance in the country as, it is zero governance. Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، شکریہ۔ سینیٹر محمد اعظم سواتی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میرے انتہائی قابل قدر فاضل دوست نے اس ایوان کے تقدس کو قائم رکھتے

ہوئے بڑے واشگاف الفاظ میں جس غیرت کی بات کی، میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس غیرت کو اس ملک کے بڑے ہی چاہنے والے اور دعوے دار جناب مشرف اور جناب شوکت عزیز جیسے منجھے ہوئے patriotic جنھوں نے میرے ملک کی اساس کو، جنھوں نے میرے اس ملک کے اداروں کی بنیادوں کو ہلا کے رکھ دیا ہے، فروخت کر چکے ہیں۔ سیمینٹ کے یہ بیوپاری، Stock Exchange کے چاہنے والے، آٹے کی دلالی کرنے والے، گندم میرے غریب لوگوں کے منہ سے چھین کر بیرون ملک بیچنے والے، چینی کا کاروبار کرنے والے، اور آپ کو یاد ہوگا کہ کئی بار میں نے اس ایوان میں اس طریقے سے ہاتھ اٹھا کر بددعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے اس ملک کو جس جس نے لوٹا ہے، پروردگار! اس کے بچوں کو اس ملک کی دولت نصیب نہ کرنا۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان اور آئین کے تقاضے کو پورا کر رہا ہوں ورنہ آج اس بحث میں، میں اپنی دماغی، علمی اور فکری سطح کی ترجمانی نہیں کر سکتا لیکن آئیے دیکھتے ہیں کہ حالات کس تناظر میں ہمیں ملے اور کس طرف جا رہے ہیں اور اس پیش رفت میں کونسی ایسی چیز ہے جس کو ہم درست کر سکتے ہیں۔ تو میں آغاز کرتا ہوں ایک بہت بڑے انسانی مفکر کی بات سے جس کو خیال تھا ریاست کا، انسانوں کا اور ریاست و انسان کے درمیان فرق کے درمیان میں مربوط تعلق کا۔ اس مفکر کا نام برٹرینڈ رسل تھا۔ وہ کہتا ہے کہ فرد کے اختیارات، فرد کے مفادات اور اس کا تحفظ ریاست کے اختیارات سے بھی زیادہ اہم ہیں اور وہ اس کو اس بات پر محیط کرتا ہے کہ اگر ریاست کا وجود قائم رکھنا ہے تو پھر فرد کے اختیارات کا تحفظ کرنا ہوگا۔ بدقسمتی سے ضیاالحق کے دور میں، میں نے اپنا یہ ملک چھوڑا اور طویل جلاوطنی کے بعد جب میں دوبارہ اس ملک میں آیا تو مشرف صاحب کو اس ملک کا مسیحا سمجھا۔ اس نے بیرون ملک پاکستانیوں کے سامنے جو ڈھنڈورا پیٹا تو میں سمجھا کہ اب ہمارا یہ ملک اپنے نظریات کے ساتھ، اپنی فکر کے ساتھ تعمیر و ترقی کے میدان میں بین الاقوامی دنیا کے تعلقات سے ایک اچھا اور بہتر ملک بنے گا۔ وہ میری خام خیالی تھی۔ اسی وجہ سے ڈسٹرکٹ نظامت کے بعد شاید اس پاکستان میں، میں واحد سینیٹر ہوں جس نے اس کے ریفرنڈم کے بعد استعفیٰ دیا۔

جناب چیئرمین! اندرونی عوامل اتنی جلدی ریاست کی حیثیت کا تعین نہیں کرتے۔ اندرونی عوامل کو پیدا کرنے کے لیے، اس کا تاثر لینے کے لیے وقت درکار ہوتا ہے اور وقت کی نبض اس وقت رک گئی جب اس نے ایک عوامی حکومت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے ذاتی عزائم کو

ملکی عزائم پر، ریاستی عزائم پر اور اس کی تقویت پر فوقیت دی۔ آج بھی اسی ایجنڈے کو لے کر جناب حضرت مشرف ایک ناجائز اور غیر قانونی صدر کی حیثیت سے اس ملک کی قسمت کا فیصلہ کر رہا ہے حالانکہ یہاں کا آئین اس بات کا گواہ ہے کہ صدر کی حیثیت ایک ثالث کی ہوتی ہے، ایک detached اور impartial شخص کی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور میں بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارا مشرف میرے ملک کا دشمن ہے اور آج میں میرے جتنے بھی coalition partners ہیں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا وقت کی نبض کو دیکھیں، عوامی خواہشات اور جذبات کا تعین کریں۔ جس طریقے سے دو سال پہلے میں نے ایوان میں divide کے اس طرف سے کہا تھا کہ اس کی impeachment کرنی انتہائی ضروری ہے اور اس کو ایک ایسی عبرت ناک سزا دینی چاہیے کہ رہتی دنیا تک ہماری تاریخ اس بات کی گواہی دے کہ جو ریاستی تسلط کو تہس نہس کر کے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے میرے اس ملک کو داؤ پر لگائے گا، اس کی یہی سزا ہو گی۔

جناب چیئرمین! اس ملک کی بدبختی اور بدقسمتی کی تاریخ کس دن سے شروع کروں۔ اسی کی دہائی میں ہم نے دہشت کو اپنے گھر میں سجایا۔ ہم نے وہ عوامل یہاں پیدا کیے کہ جن کی وجہ سے جو بیج ہم نے بویا تھا آج اس کی فصل ہم کاٹ رہے ہیں۔ آج میرے اس ملک کی عظمت، اس کا وقار، اس کی سالمیت مجروح ہے اور میں اپنے آپ سے پوچھتا ہوں کہ فرد کی حیثیت سے، پاکستان کے ایک شہری کی حیثیت سے، ایوان بالا کے ایک ممبر کی حیثیت سے ہمیں کون سا کردار ادا کرنا چاہیے، کونسا عمل کرنا چاہیے جس کی وجہ سے ہم اپنے اس ملک کی اساس کو بچا سکیں۔ آج دہشت گردی میرے صوبہ پختون خواہ کا مقدر بن چکی ہے۔ بلوچستان پر بیرون ملک، نیٹو اور باہر سے hire کیے ہوئے دہشت گرد امن عامہ کو تباہ کر رہے ہیں۔ آج اگر ہم نے اپنے قومی مفادات کا تعین کرنا ہے تو مجھے کہنے دیجئے کہ ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ مشرف اور اس کے حواریوں نے ہمیں کیا دیا بلکہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ زمین حرکت میں ہے، ہمارے پاؤں کے نیچے سے گزر رہی ہے۔ ہمیں آج اس بات کا تعین کرنا ہوگا کہ ہمیں جس قدر جلد ہو سکے اپنے اندرونی حالات کو بہتر کرنا ہوگا۔ امن و امان کی صورت کو بہتر کرنا ہوگا۔ ہم نے اس ملک کے جتنے بھی ثالثی think tank ٹینک ہیں، جتنے بھی ہمارے اکابرین ہیں، کسی بھی

جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کو میرے اس ملک سے پیار ہے' اس کی بنیادوں سے پیار ہے' اس کے مستقبل سے پیار ہے' جن کے بچوں نے اس ملک کے اندر رہنا ہے' جن کی زندگی اور اس کے بچوں کا انحصار اس ملک پر ہےہمیں مل بیٹھ کر' سر جوڑ کر' اس ملک کو موجودہ بحرانوں سے باہر نکالنا ہوگا۔ ہمیں اس ملک میں دوبارہ معاشی استحکام لانا ہوگا۔ آج اداروں کی حالت' آج ڈوگرہ عدلیہ انصاف کی قاتل ہے۔ انصاف مفقود ہو چکا ہے۔ آج ہم نے اس عدلیہ کی عظمت کو دوبارہ بر قرار رکھنا ہوگا۔ آج ہمیں دوبارہ اپنے ان پاکستانی بھائیوں کو اس بات کا یقین دلانا ہوگا کہ قائد اعظم کے وہ الفاظ، یہ ملک بنا ہے' یہ رہے گا۔ تم کہہ دو کہ یہ قیامت تک رہے گا انشاء اللہ۔ یہ یقین دہانی ہمیں کرانی ہوگی۔ ہمیں ہر وہ عمل کام کرنا ہو گا جس میں ہم اس ملک کے لوگوں کے ذہن اور دل جیت سکیں۔ پھر یہ چار coalition partners ہیں ان میں ہم آہنگی ہو نی ہوگی۔ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس ملک سے پہلے دہشت گردی ختم کرنا ہے۔ اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنی ہے۔ اپنی بقاء کی جنگ لڑنی ہے تو پھر ہم نے Ramsfield Cherry اور بش کے تسلط کو اپنی مرکزیت کا' اندرونی اور بیرونی policies کا محور نہیں بنانا ہو گا بلکہ واشگاف الفاظ میں آج میں کہہ رہا ہوں جو policies اس بات پر مربوط ہیں ان کے عزائم اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اس region میں پاکستان کے وجود کو انہوں نے ختم کرنا ہے اور ہم نے ایک زندہ قوم کی حیثیت سے اپنا تحفظ کرنا ہے تو پھر دوسروں کی policies کو چھوڑنا ہو گا۔ ہمیں ایک نئی روش کو لینا ہوگا اور ہمیں ان ساری policies کو چھوڑنا ہوگا جس کے لئے 18 February کو ہمارے عوام نے ہمیں اتنا بڑا mandate دیا۔

جناب والا! آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں قومی یکجہتی کو ہر tiers میں' ہر جگہ خواہ وہ صحافت سے مربوط ہوں' ہماری معیشت سے ہوں' معاشرت سے ہوں' ہماری افواج سے یا ہماری عدلیہ سے ہوں' ان کو ہمیں اجاگر کرنا ہوگا۔ اپنے آپ کو اس بات کے لئے تیار کرنا ہوگا کہ ہم نے قوم کی نیا قوم کی اس ڈوبی ہوئی کشتی کو ٹوٹی ہوئی کشتی کو 160 million لوگوں کی آبادی کے ساتھ' عظمت' ترقی' خوشحالی' آزادی' قانون کے احترام کے ساتھ ہمیں پار کرنا ہے۔ اس کے لئے وقت ہمارا انتظار نہیں کر رہا۔ ہمیں فیصلے کرنے ہوں گے اور جلد کرنے

ہوں گے تا کہ قوم کا وہ ٹوٹا ہوا اعتبار ہم پر بحال ہو سکے۔ جس کے لئے ہمیں منتخب کیا گیا ہے ہمیں خود آگے بڑھنا ہو گا۔ میں اپنے خیالات کا اختتام اس شعر سے کرتا ہوں۔

یہ بزم مے ہے یہاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو خود بڑھ کر اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کی ہے۔

شکریہ!

(Thumping of desks)

Mr. Presiding Officer: Would the Leader of the Opposition like to move a new motion because we have run through the speakers, the honourable Foreign Minister has already spoken. Leader of the House has already spoken on that. So if you like you can move a new motion or you can give me some other names any member.

Senator Kamil Ali Agha: I think, first rules suspend کروالیں پھر اس کے بعد--

I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of rules 22, 23, 26, 27 and 120 of the said rules, be dispensed with in order to discuss the motion under Rule 194.

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب والا! سب سے پہلے تو اس وقت quorum ہی نہیں ہے۔ نمبر ۱۔ نمبر ۲ یہ ہے کہ Leader of the House بھی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ Leader of the Opposition سے request کرتا ہوں کہ وہ اسے defer کر دیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اسے move کر دیتا ہوں۔ تو اس پر صبح discussion کرلیں گے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، نہیں۔ صبح ہی move کریں تو کیا حرج ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: So, in the meantime, the members can turn up.

سینیٹر کامل علی آغا، move کر دیتے ہیں جی!

سینیٹر الیاس احمد بلور، نہیں defer کر دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، میں نے یہی عرض کیا ہے کہ مجھے move کر لینے دیں اس کے بعد اگر ممبران بولنا چاہیں گے ، کچھ بات کرنا چاہیں گے تو کرلیں۔ نہیں کرنا چاہیں گے تو صبح کرلیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی عجیب سی نئی روایت بن جائے گی۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ میں move کر رہا ہوں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب والا! میں request کر رہا ہوں کہ یہ ایک نئی روایت بن جائے گی کہ move آج کریں گے اور کچھ لوگ آج بولیں گے ، کچھ لوگ کل بولیں گے۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور، سب کچھ پتا ہونے کے باوجود، خواہ مخواہ وہ یہ بات کر رہے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ quorum ہی نہیں ہے۔ اصولاً آپ move نہیں کر سکتے۔

Mr. Presiding Officer: Agha Sahib, you have the floor.

It has been moved that under Rules 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: When the Chair is speaking please ensure the respect to the House.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: It has been moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rules 22, 23, 26, 27 and 120 of the said Rules be dispensed with in order to discuss the following motion.

Senator Kamil Ali Agha: The House may discuss the internal security situation in the country.

Mr. Presiding Officer: Now I think the proposal to carry it forward tomorrow is better because there are not many speakers in the House today and I agree to the proposal made by the honourable Senator Bilour. So, I will adjourn the House till 10.30 in the morning.

[The House was then adjourned to meet on Thursday, the 7th of August, 2008 at 10.30 in the morning.]